HISTORY.OF.NIRMUL
HYDERABAD.DE.MIN.IANGE

تاریخ یادگار نرمل

المعروف ۱۳۳۰ھ

تذکرۂ نرمل

جسکو

خاکسار احمد [illegible] حیدر [illegible] سید امجد علی

نے

بحسن [illegible]

[illegible]

مطبوعہ عزیز دکن پریس بازار حیدرآباد



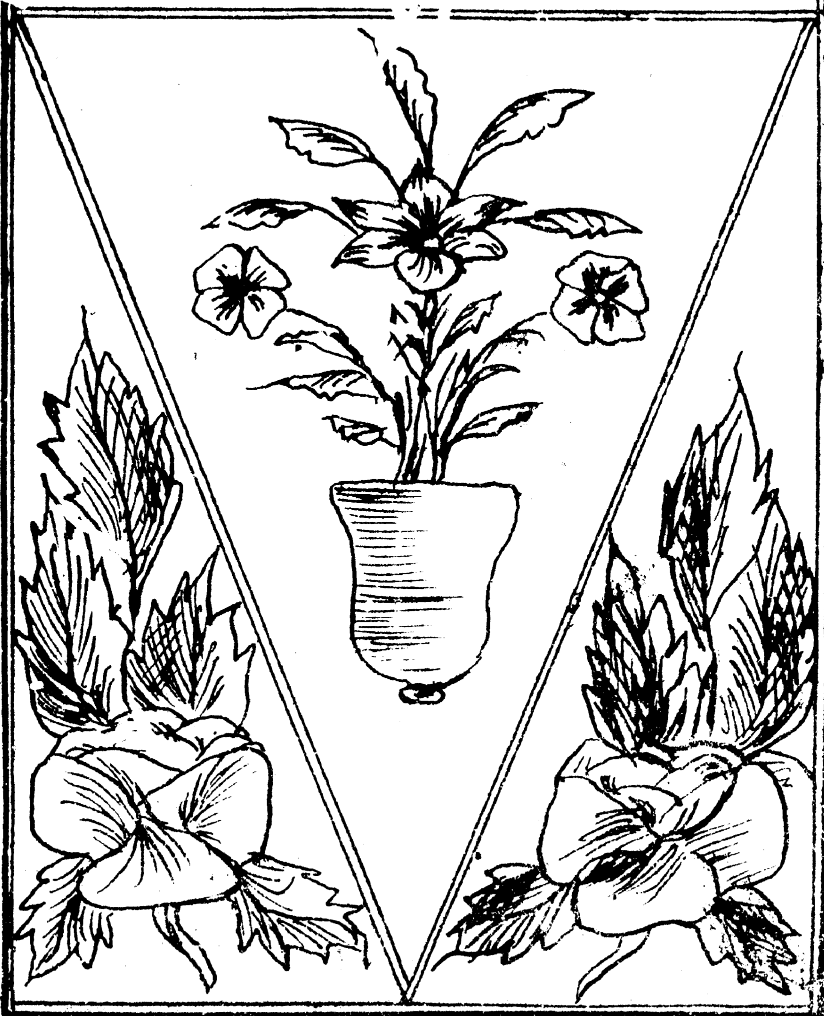
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد

کمترین محمد امام الدین غفرلہ وسترعیوبہ بخدمت ناظرین مضامین تاریخ حکام وعمال مشیر اور شائقین سیر سلاطین سابقین ملتمس ہے کہ صانع بے مثل خالق لایزال نے اس کارخانہ ایجاد و تکوین۔ اور اس انقلاب تغیر پذیر آفرین کو۔ اور تمامی موضوعات ومصنوعات کو برنگ تازہ اور صورت جدیدہ زینت اور رونق بخشی۔ اور حکمت کاملہ اوسکے بندونکے حالات و واقعات کو بعنوان تقابل ور متضادہ وجود مین لائی ہے اوس حکمت مین کسی بشر کو اور کسی ملک کو مجال مقال نہین۔ ہویدا ہے کہ قصبۂ نرمل ملک دکن وطن مالوف اس ہیچمدان کا ہے۔ ایک شخص چنا لوف نے اسکے حالات و واقعات کو بطور اخبار بعبارت فارسی سلیس و مضمون انیس باقتضائے وقت قلم بند کیا ہے۔ قضارا مجکو جبکہ باصرار بعض اصحاب واحباب اتفاق نقل کرنے کا سکے بارادہ ترجمہ کرنے کا ایک بار ہوا۔ بنظر تعمق دیکھا تو اکثر الفاظ غیر مربوط او ابلا مجہوطا او رانشا مخلوط پاکر اصلاح کر دیا۔ اور یہ تذکرہ ایک مدت ممتد سے چلا آتا ہے اور

اسکے نقول فارسی متعدد ہوگئے اس خیال سے اسکی اصلاح سے مجھکو کچھ تعرض نہین تھا لاکن
دوستان بامحبت محبان مخالصت کے اصرار نے اقرار لے لیا کہ ضرور ایفاء وعدہ کرون ۔
کوئی تو نقل کی خواہش کی کسی نے ترجمہ اردو کی فرمائش کی ۔ لہذا بپاس خاطر یاران شفیق رفیق
اپنے مواعد کا ایفا کردیا ۔ وگر وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللّٰہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید ثانی

سُبحانَ ربّکَ ربِّ العزّۃِ عمّا یصِفون وسلامٌ علی المرسلین والحمدُ للہِ ربِّ العالمین

امابعد واضح ہو ازانجا کہ ہر ایک انسان خواہش کرتا ہے مدعی ہوتا ہے، اپنے اقتضای سرشت ازلی پر۔ اور عامل ہوتا ہے علی نحو ذالک۔ ہرچند دوسرے اوسکے ردیف وحریف اپنے اپنے مسلک ومنہج پر کھینچکر اپنے شریک حال اور اپنے نظیر وشل بنانا چاہتے ہین مگر وہ سرنوشت ازلی اوسکو اپنے خط مستقیم سے سرمو تفاوت نہین کرنے دیتا وہ شخص مصداق اسکا ہوتا ہی اِرادۃُ اللہِ غالبٌ علی ارادۃ ہتاہی۔ نفس الامر بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا اپنے کلام پاک مین وَاللّٰہُ غالبٌ علی امرہٖ۔ درین آوان و درین احیان ایک ہر دلعزیز محب انگیز میان سید احمد عمر علیصنا صاحب سلمہ اللہ تعالے خلف اکبر مولوی سید امجد علیصنا صاحب سلمہ اللہ الوہاب متوطن قصبہ نرل ضلع عادل آباد ملک دکن اس ہیچمدان کے ہموطن اور صاحبزادے اس امر کے متقاضی ہوے کہ تذکرہ نرل فارسی مین ہے اگرچہ اوسکی فارسی عام فہم ہے تاہم بہ سبب اسکے کہ اس دور وسیر مین اردو کا بہت رواج ہوگیا ہے۔ اردو ہوجاے تاکہ یہ بھی ایک یادگار رہے۔ بعد اتمام و انصرام طبع ہوے دوران سیدزادہ صاحب کو اس ہیچمدان سے کئی وجوہ سے علاوہ ہموطنی وغیرہ فوق الذکر کے کسیقدر تلمذ بھی حاصل ہے۔ اور سیدزادہ صاحب مرد خلیق وشفیق ہین اور انکی طبیعت نہایت سلیم اور متواضع ہے۔ صاحب ضیاء الملت سید صحیح النسب والا حسب ہین مکارم اخلاق سے انکی سیادت اور اونکی نجابت ہویدا ہے۔ ذی حوصلہ صاحب سلیقہ ہین۔ اس ناچیز کیساتھ بعض اوقات دینی ابواب

مین موید و معین ہمنے ہین ۔ اونکے والد امجد مولوی سید امجد علی صاحب زاد مجدہ بڑے عالی
ہمت ذی مروت کامل الاستعداد قابل السواد والمواد ہین اور بڑے صحبت او ر معمر رہین اور
مولوی صاحب بڑے بڑے خدمات لائقہ مہمات فائقہ کو مثل تحصیلداری و مستاجری و مساقات کثیرہ کے بالتزام
ملازمت سرکار نظام وغیرہ اپنے تدابیر صائبہ وتجاویز قابلہ سے رنگ انتظام کو بہ خوشرنگی جماکر بہ
نیک ترین وجہ انجام دیکر مورد تحسین حکام مافوق عالیہ تمام و مصدر آفرین خاص و عام ہوے ۔ اور
مولوی صاحب طبع موزون کلام منظوم مین پر مذاق ظہور آفاق ہین ۔ ہمارے وطنکے فی الوقت
سر آمد میرین سے ہین ۔ سرمایہ مساکین ہین ۔ پرسان حال ناقصین ہین ۔ گروہ موحدین ہین و
اصل وفد مخلصین مین شامل ہین اونکے اجداد بہت قدیم سکان ابتدائی آبادی قصبہ نرل سے
نرل ہی کے ہین ۔ انکا سلسلہ قرابت حقیقیہ شاہ حفیظ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے جو بزرگ صاحب
ریاضت وافر الحفاظت مشہور و معروف ہین ملتا ہے اور حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ اجمالاً و
مشہوراً تذکرہ نرل مین درج ہے یہان زیادہ تفصیل و تطویل کی حاجت نہین (یہ عاجز و کمترین
استدعائے ترجمہ ثانی کو بدین مراد و بدین مفاد اپنے ذمہ پر لے لیا کہ محبت وطن کی ہر ایک فرد بشر کو
بلکہ ہر ایک حیوان کو لاحق رہتی ہے جسکے شان مین وارد ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ
اگرچہ وہ وطن اور وہ مقام و مسکن خارستان و کوردہ کیون نہ ہو بڑے امصار و بلاد ویرانیجا
وانہار سے عزیز و خوش اسلوب و دل افروز ہے ۔ وطنکی غذائے کثیف بمقابلہ غذائے لطیف دیگر
مقاماتکے لذیذ ہوتی ہے ۔ یہ رباعی فارسی کی اس محل پر مناسب و موزون ہے ۔ رباعی
حب الوطن از تخت سلیمان خوشتر ؛ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ؛ یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد
میگفت کہ گدا بودن کنعان خوشتر ؛ نرل سے الوقت وہ نرل نرہا جو زمانہ سابق تھا ۔ یہ خاکسار
مترجم جو حالت نرل کی اپنے ایام طفلی مین دیکھا تھا ۔ اوسکے عشر عشیر نہین ۔ اپنی خردسالیکے

بکہن سالونسے سُنتا تھا کہ اسوقت نرل کی آبادی و رونق پہلے جو تھی اب نہین رو بہ انحطاط
نظر آتی ہے یہی نرل تمامی قصبات و امصار دکن مین مشہور و نامی قصبہ تھا۔ اوسکی ترکیب آبادی اور بنای
قلعہ جات جیسین باتمکین دوسرے قصبات بلکہ ترتیب آبادی بلادسے جداگانہ قابل دید ہے ایسا مقام دید ہے شنیدہ
حالانکہ موجودہ حالت اوسکی مصداق آیہ کریمہ آیۃ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْن منقلب ہوگئی ہر یک شئے پر
انقلاب روزگار انصراف لیل و نہار لگا ہوا ہے کچہ عجب اسکی بات نہین خود اس مقام مستعار دنیا کو ثبات
بقا نہین کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ موجودہ حالات
نرل شنیدہ اور دیدہ سے یہ بات پیدا ہے کہ قصبہ نرل نمونہ (سبا) تھا۔ بندہ کو ورود سے ویرانگی قصبہ مستزاد ہوگئے
بہرحال بہرکیف واقعات تذکرہ نرل رطب و یابس جو کچہ کہ مولف مورخ نے فارسی مین درج کیا مین بھی حسب
درخواست سید حسن صاحب بعبارت اردو سلیس محاورہ اُنیس تحریر کرتا ہون رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبی بعدہٗ اما بعد دانایان روزگار اور دانشمندان
بیخبر کا پر پوشیدہ نہ رہی کہ ۱۸۱۷ سنہ یکہزار آٹھ سو سترہ عیسوی مطابق یکہزار دو سو بتیس ۱۲۳۲ ہجری مین ایک صاحب
فرہنگ ملک فرنگ مسمی جنرل جان مالکم بہادر نے ارادہ تنبیہ و استیصال سرگروہان قوم پنڈارہ کی جو قلمرو صوبجات
دکہن مین اپنی ظلم و فساد کی آتش سے ایک عالم تباہ و برباد خاک سیاہ کر رکہا تہا ہمت کو چست باندہکر نواح بلدہ فرخندہ
بنیاد حیدرآباد سے براہ ناگپور جو کہ متعلقات قصبات صوبہ برار کا ہے بتاریخ ۱۳ ستمبر سنہ الیہ مطابق دوم ذیقعدہ
جیوہ دریاے گنگا سے فراغت پاکر خاص قصبہ نرمل پر مقام کیا۔ اسوقت یہ کاتب حروف نیازمند آفاق یعنی عاصی
عبدالرزاق بن عبدالغنی باشندہ قصبہ ملغرب کلکٹر ناندیر صوبہ محمد آباد بیدر سے بدست منشی گری ڈپٹی کلکٹر انگریزی
کے مامور اور معزز تہا۔ جناب صاحب بہادر کے پاس جاکر ملاقات کیا بڑی خاطر مدارات بخشش اور نوازی بہت سی
سرفراز فرماکر اپنی زبان خاص سے کہے کہ اگر احوال زمینداران ماضی اور حاکمان سلف اور بنا تیاری قلعجات
اور آبادی قصبہ نرمل کی جو کچہ کہ سنے گئی ہین تحریر کرکے ناگپور سے واپس آنے تک ہمارے ملاحظہ کیواسطے تیار رکہین
پس حسب الحکم جناب صاحب بہادر بہت ہی تلاش و تجسس سے اخبار پارینہ کو اکابر پیرینہ سے طلب و پاس کر اپنے ساعت مین
لیکر قلمبند کیا اور اُس اخبار کا نام تذکرہ نرمل کہا اب سے ہمہ کام یادگار رہے بر محل ترجمہ تذکرہ نرمل
کہلایا ناظرین شایقین سے امید ہے کہ اس ترجمہ میں اگر غلطی و سہو نظر آوے تو بنگاہ عفو اصلاح فرمادینگے ذکر
بنا و آبادی و تعمیر قلعہ اندرونی آبادی نرمل اور دوسرے احوال جو کتب تواریخ سے ثابت ہوے
راویان اخبار اسکی ایسا بیان کرتے ہین کہ ایام گذشتہ مین جہان اب نرمل کے نام سے آباد ہے اوس جگہ صحراے
عظیم بڑا ہی خوفناک و پر بیم درندوگزند سے واقع تہا یتنہا آدمی کسیطرح سے اوس جنگل سے گذرتا نہین تہا۔
اتفاقات تقدیر سے ایک شخص نمبا نائیر نامی قوم کا کولی ساکن نواح بالونچہ بھدراچلم اوسکو چند روز کی پہلے

زمینداران وسطر فلکے بنبا ناپرکو متمول فی الحال دیکھکر ازراہ رشک و حسد تاوان ملت مین گرفتار کئے تھے۔ لہذا وہانسے اپنی برادری سے ناموافقت پیدا کر کے بعد قطع تعلق ایک موضع مین موضعات پلی مڑگسی حکام پادشاہی کی حمایت اور توجہ سے سکونت اختیار کیا فکر معیشت سے فارغ البال خوشحال تھا سیر شکار مین اپنی اوقات گزارتا تھا۔ اوس کولی مذکور کی سواری مین ایک زنجیر فیل سفید خداداد تھا اوسپر سوار ہوکر ایک روز اپنی حسب عادت شکاری کتونکو ہمراہ لیکر صحرا کیجانب گیا۔ اتفاقاً ایک روباہ اوسکی آگے سے بھاگی و اوسکے ساتھ کا ایک کتا شکاری اوس لومڑی کیطرف دوڑا لومڑی کتی کی تعاقب کو دیکھکر کتے پر حملہ کرکے بھگا دی وہ کولی اس کیفیت کو دیکھکر جانا کہ یہ مقام اور زمین جرات ور لا ور یکی جگہ ہے یہان کوئی قلعہ و برج قائم کرنا چاہیے اور کوئی نشان مکان نامور یکا بطور یادگار سلف بنایا چاہیے۔ پس اس خیال سے وہانسے واپس اپنے مکانکو آیا۔ دوسرے روز حاکم وقتکی پاس جو اس صحرا پر اشجار کا مختار تھا جا کر اجازت بنا کرنے قلعہ اور آبادی جدید موضع کی چاہی۔ حاکم وقت نے بنظر آبادی اور کشتکار اراضی بنجر وافتادہ اور قطع ہونی درختان بیموقع کے کسیقدر رقم نذرانہ لیکر بطور مقطعہ نام نہاد کرکے واسطے باندھنے قلعہ اور آباد کرنے موضع جدید کے حکم دیا جبکہ نامبردہ نے حاکم وقت سے اجازت حاصل کی عرصہ اندک مین بفراہمی سنگ و خشت بنیاد بنائے قلعہ کی ڈالی اور اوسکی نیچے ایک موضع خرد دس بار اجھوپڑیونسے زاید نہوگا بسایا اور اوس موضع مین خود بھی معہ عیال و اطفال کے رہنے سہنے لگا۔ اور شب و روز بکار تعمیرات اور قطع کرنے اشجار انبوہ کی مشغول ہوا۔ اوس زمانہ مین دو درویش صاحب الحال ایک مسمی شاہ حق ریاض رحمۃ اور دوسرے شاہ صادق رحمۃ نامی پنجابی یہ دونون باہم بسلسلہ دینی ہمسفر تھے عالم سیاحت مین وارد صحرا نرل ہوکر شاہ حق ریاض رحمۃ تو اوسوقت اونکی قبر ہے اوسجگہ بستر موت حیات کا بچھا دے اور شاہ صادق پنجابی اپنے رفیقکو واسطے تمام ہونے کے رخصت کئے۔ نامبردہ نے خبر تشریف آوری شاہ صاحبان کی سنکر حسب قاعدہ عوام شرف ملازمت درویشونکو سعادت دو جہان کر قدمبوسی حاصل کی۔ اور لوازمات خدمت اور مراسم عقیدت جو

خدمتمین موصوفکی شاہصاحب قلعہ کی اور تعمیر موضع آبادی کیفیت گفتگو اثنای عندالملاقات اگر رہا کرتا ادا سے تہ دلسے بجالائے۔ ظاہر کی شاہصاحب موصوف نے دریافت فرمایا کہ اس موضع کا کیا نام ہے نمبا ناٹر نے عرض کیا کہ ہنوز اسکا کوئی نام قرار پایا۔ حضرت شاہصاحب نے فرمایا کہ نام اس موضع کا نرل ہے پس اُس روز سے وہ موضع نرل کے نام سے شہرت پایا۔ سُنا جاتا ہے کہ ابتدائی آبادی نرل کو پانسو سال کا عرصہ ہوتا ہے بعضے کہتے ہین کہ زیادہ اس سے ہوگا تالیف کیوقت یہ نرل کی آبادی کا زمانہ ۵۰۰ سنہ اس طرح ہے کیوقت چھ سو سے زائد ہوتا ہے اس عرصہ پانسو چھ سو سالمین بہت سے رہے عمال و حکام اور جاگیرداران خصوصاً شاہان سلف سے اس قصبہ نرل پر مامور ہوکر معزول ہوگئے انکی فہرست اسامیوار بقید ماہ و سال حکومت ہر ایک کی ہر چند تلاش کیگئی ہمدست نہوی مگر منجملہ اونکے جسقدر کہ پتہ چلا لکھدیا گیا چنانچہ حسب ذیل درج ہین۔ سید اشرف ۱۰۶۴ سنہ یکہزار ساٹھ مین۔ میر سعادت ۱۰۶۴ سنہ یکہزار چونسٹھ مین۔ آقا علی رضا بیگ ۱۰۷۰ سنہ یکہزار اکہتر مین۔ محمد رضا جاگیردار سنہ ۔ جہان فوجدار شیخ سعید خان فوجدار آقا ابو طالب ۱۰۸۱ سنہ یکہزار ایک اسی مین۔ عزیز اللہ خان زرولی ۱۰۹۴ سنہ یکہزار چورانوے مین۔ رحمت اللہ خان ۱۰۹۷ سنہ یکہزار ستانوے مین۔ سید حسین جاگیردار لعل بہا خان اور شیخ صاحب دکہنی ۱۱۰۶ سنہ گیارہ سو چھ مین۔ مرزا محمد رضا بیگ مرزا موسی بیگ ۱۱۱۳ سنہ یکہزار ایکسو تیرہ مین حکومت نرل سے یہ موسی بیگ سرفراز ہوا ایکمدت تک پرورش رعایا اور آبادی تعلقہ مین بوجہ احسن مشغول رہکر قلعہ مذکور پائین مین جانب شمال موسیٰ آباد جو کہ فی الوقت موسیٰ پیٹہ کے نام سے مبدل ہوکر ایک محلہ قرار پایا ہے آباد کرکے نیک نیتی اور نام آوری سے خلق اللہ کو خوشدل اور خوش وقت رکہکے نوبت ہے گیا۔ ڈینکنا اور متیالو اور یلنا ایلمی وار ۱۱۱۸ سنہ یکہزار ایک سو اٹھارا مین علی صاحب اور قادر صاحب دکہنی اور ہر بار اُو و فرزند متیالو ۱۱۲۰ سنہ یکہزار اور ایکسو بیس مین۔ جلپت راو اور ایا مکندراو ۱۱۲۱ سنہ یکہزار ایکسو اکیس مین سوبارا اُو ۱۱۲۶ سنہ یکہزار ایکسو چھبین مین ¶ راجہ نرسنگراو اور صف شکن خان اور رگناتھ پنڈہری مین ابتدای ۱۱۶۴ سنہ یکہزار ایکسو چوسٹ لغایت ۱۱۷۱ سنہ یکہزار ایکسو اکہتر اور بار ثانی سوبارا و معہ انگاراو مین ابتدای ۱۱۷۲ سنہ یکہزار ایکسو بہتر لغایت ۱۱۹۲ سنہ یکہزار ایکسو نو بتر ¶ نواب فاضل بیگخان بہادر

مبارز الملک ہوئے ہیں ابتدائی سنہ ۱۱۸۰ یکہزار ایکسواسی فصلی لغایۃ سنہ ۱۱۹۲ یکہزار ایکسو بانوے فصلی - یہ موضع نرمل بتدریج ترقی پاتا آبادیسی پرگنہ اور قصبہ کی نامسے شہرت پایا - ابتدا دیہات پرگنہ نرمل کو پرگنہ پلی مرگ دفاتر سرکار میں تحریر کرتے تھے - مستقر حکام موضع پرمنڈل تھا بعضے کہتے ہیں کہ دہی پلی مرگ تھا غرض وقت آباد ہونے نرمل کا قلعہ نمبا نائیڑ فوق الذکر کی سعی و تردد سے بڑی استواری اور استحکام کیساتھ تیار ہوا اعمال سرکار کا رسنے کی جائی محکم اور محفوظ قابل قیام حکام قرار دیکر محکمہ اور دربار معین کیا نرمل کا مقام بباعث قیام حکام روز بروز رونق ہو چلا پرگنہ پلی مرگ کے نام سی جو مشہور تھا وہ بالکل یک لخت کالعدم ہو کر پرگنہ نرمل کے نام سی شہرت پایا - میر آئین الاخبار شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک میں برار کے جو کہ اوس زمانہ میں شاہزادہ سلطان مراد فرزند دوم ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی قبضۂ تصرف میں تھا لکھا ہے - صوبہ برار تیس سرکار اور ایکسو چون محل کیساتھ منقسم تھا - پنچ گنہ نرمل اور بالکنڈہ اور میگل ورانڈورا اور بودہن اور لوہ گاؤں اور کاہر سیلی اور بھونگیر اور رام گیر یہ تمام بکقلم داخل ضلع صوبہ برار تہی اور اون محالات مذکور کو سرکار تلنگ کہتے تہی - اوس زمانہ میں نواح رام گیر میں بعضے جگہ ہاتیونکی پیدائش بھی ہوتی تہی - اور سرزمین بالکنڈہ اور میگل میں فولاد اور آہن کی کان واقع ہی - اور نرمل کی اطراف و جوانب میں نرگاونکی تولید بہت بہتر ہوتی تہی اور ظروف سنگین بنتے تہی - محاصل پنچ محل نرمل کا اس تعداد اور اس مقدار پر تھا - خاص نرمل کا وصول چونسٹہ ۶۴ لاکھ دام کا تیمولی کا تیس لاکھ دام کا راجورہ کا سولہ لاک دام کا بہلی چھ لاکہ دام کا تھا کسم میٹہ آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار دام کا حساب دام کا فی روپیہ چالیس دام ہوتے ہیں - میر محمد قاسم فرشتہ میں لکھا ہے کہ جسوقت انتظام سلطنت شاہ محمود بہمنی کا آخر دور شاہ کلیم اللہ بہمنی کی رہا اور بسبب اختلاف و عناد و فساد باہمی امرای خانہ برانداز دولت کی تخلل واقع ہوا اور صوبہ داران ممالک کی مثل عماد الملک و نظام الملک بحری اور عبداللہ قطب الملک اور یوسف عادل خان اور فرزندان قاسم مرید کے طریق اطاعت و فرمانبرداری سی منحرف ہوئے - ایک زمانہ تک ہر طرف آپس میں ایک کے جدال و قتال رہا بعد ازان

تدریج ہر ایک صوبہ بجائے خود خود مختار رہا اوس سبب سے سنہ نوسو چوتیس ہجری مین سلطنت بہمنی پانچ قطعہ ہو گئی بدین تفصیل عماد شاہیہ ۱ ۔ بریدشاہیہ ۲ ۔ نظام شاہیہ ۳ ۔ قطب شاہیہ ۴ ۔ عادل شاہیہ ۵ یہ ہر پانچ کا ہر ایک اپنے عرف تین شاہی کے خطاب سے مشہور کر رکھا تھا ۔ اوس ہنگامہ آرائی مین تمام صوبجات دکن کے خلایق بہت ہی تباہی ہو کر تلنگانہ رامگیری سے تا حیدرآباد کی اختیار سے نرمل و رہا ملکنڈا ورنگل وغیرہ محالات داخل صوبہ بیدر کے ہو گئی ۔

ذکر عروج پانا قوم ایلمون کا اور پہونچنا نرمل کی حکومت کا اونکی اختیار مین

واقفان اخبار ناموران اسمار ہر دیار اس قبایلکو ایسا بیان کرتے ہین کہ مسمی کنٹی نیکنا از قوم ایلمی وار ساکن قصبہ ڈودرا ور دانگری کا پیر مین کسیقدر لنگ رکھا تھا تلنگی زبان مین کنٹی کہتی ہین لنگڑے کو اسی سبب سے کنٹی نیکنا کے نام سے نامزد ہو گئے اور وہ بعنوان مزارعین زراعت سے اپنی گذران کرتا تھا اور اوسکی ملک مین بضمن زراعت ایک ریوڑ جانورونکا تھا ۔ ایک جاموش ایک روز اتفاقات تقدیر سے بحالت مستی حسب عادت مویشی صحرا مین جہان ایک ٹیلہ مٹی کا تھا اپنے سینگونسے اس ٹیلہ کو کھود ڈالا اسی ٹیلے کی تہہ مین کسی زمانہ سلف مین شاید کسی کا دفینہ اور گنج مخفی تھا دفعتاً اس دفینہ کی زنجیر آہن اسکے سینگونکو لپٹ گئی اور کہتے ہین کہ اوس دفینہ کی بارہ عدد سبوچے یدشاہی سونیکے مقفل بطور سلسلہ کے تھے پس اون تمامی سبوچونکو جاموش نے اپنی سینگونسے ملائی ناگہانی جانکر جدا کرنا چاہا نہ نکلی ناچار اوسکو کشان کشان آدہی رات کے وقت بغرض اپنی نجات کے اپنی مالک کے دروازہ پر کہڑا ہوا اپنی مالک کو آگاہ کرنے کیلئے اپنی سر سے دروازہ کو حرکت دی یک بیک اوس مزارع کی بیدار بختی نے اوسکو بیدار کر دیا دروازہ کی آہٹ اوسکی کانمین پہونچی فوراً بستر سے اوٹھکر سنبھال اپنے جاموش کے جو کہ گم تھا دروازہ پر آکر دروازہ کہولا دیکھتا کیا ہے کہ جاموش تو اپنا ہی مگر سینگونکو اسکے کیا بلا لگی ہے متحیر ہوکر اپنی زوجہ کو آواز دی وہ آگئی چونکہ وہ ہوشیار عورت تھی اوسیوقت پہچان کر امداد غیبی سے اپنے زوجکو خبردار کی اور تدبیر اوسکی چھپانیکی بتلائی ۔ چونکہ اکثر کاشتکارون کے مکانون مین بڑی بڑی غار اور گڈہی کوڑا اندر رکھات فی الجملہ رہتی ہین اس فتوح و فلاح غیبی کو اوس جاموش کے سینگونسے اتار لیکر اس غار صحن خانہ مین اپنی زوج و زوجہ ہر دو نے پوشیدہ کر دیکر بدستور اپنی بستر آرام پر بخوشی تمام آرام

کئے وہ رات اون دونون زوج زوجہ کو روز روشن سی زیادہ پر نور تھی جب آفتاب جہانتاب طلوع ہوا۔ ہر ایک بشر نیک و شر علے قدر مرتبت تلاش رزق مقسوم ہر طرف پھیل گئے مشار الیہ بھی بکار مرجوعہ مشغول ہوا ایکمدت تک اپنی حالت نقو حکو بخوف ناتوانی حاسدان زمانہ مستور رکھا تھا بقصور تا بچے ایکروز بوقت فرصت اور موقع اس خزینہ کی سیو چو لنی ایکد و سبو چہ علیحدہ کرکے قفل کو اوسکی توڑ ڈالا اور بنظر شادمانی دیکھا تو اس سے تمام زر سرخ بقدر کف دست یعنی اشرفی برآمد ہوئی بقدر ضرورت لیکر باقی بدستور سابق مخفی رکھا اُس روز سی بہ تدریج مشار الیہ کو فراغت حاصل ہوئی۔ دو سالکے عرصہ مین ترقی مالکی روز افزونی زراعت کی ہر ایک پر ظاہر کرکے قصبہ وانکڑی وطن مالوف اقامت گاہ قدیم کو زر وصول سرکاری پر کچہ رقم اضافہ کرکے سرکار سی اجارہ لیا پھر تو وقتاً فوقتاً دولت اوسکی روز افزونی کے آثار علانیہ تبلادی کوئی وجہ انحصار پوشیدگی کی باقی نرہی حتے کہ زمینداران نامی او رعمل تعلقات سرکاری گرد و نواحکے نامبردہ سی ہزارہا مبلغ قرض لیکر اپنی حوائج ضروریکو اجرا کرنے لگے ذکر نواب امین خان بہادر بن شیخ نظام منور کہنی جاگیردار بالکنڈہ وغیرہ کا اور قرض لینا نزدیک سی ایلمی وار مذکور کے اور نکل جانا تعلقہ زرل کا قرضہ کے عوض مین قبضہ سی خان مسطور کے نواب امین خان بن شیخ نظام منور کہنی المخاطب خان زمان خان بہادر فتح جنگ امرائی بلاد دکن سی ہی۔ تھوڑا سا حال اونکا اس موقع مین مناسب جانکر لکھا جاتا ہے۔ شیخ نظام شرفاء نجبائی قصبہ کہیرلی جو کہ ساتھ کاف فارسی کے مضافات دار الملک بیجاپور سے بفاصلہ دو منزل کے بیجاپور سے ہے۔ وہان سکونت رکھتا تھا اور کسیقدر مقطعہ جات اوسکی قبضہ تصرف مین تھے اوسکا باپ روزگار پیشہ سپاہی آدمی تھا اور اوس زمانہ مین بڑی شرافت سپاہیونکی تھی جبکہ بحکم کل من علیہا فان شیخ نظام کا باپ فوت ہوگیا یہ نظام یتیم ہوگیا اوسکی والدہ بیوہ ہوگئی چونکہ حنیفہ اور شریفہ تھی شوہر کے انتقال سے اقسام کے تکالیف و مصائب سہار اوسکے فرزند یتیم بیچارے ہوتا تکالیف سی پریشان ہو دار الامارت بیجاپور مین آکر سکونت اختیار کرکے اپنے فرزند دلبند کو پرورش کرتی رہی۔ شیخ نظام ہنر آبائی یعنی

اجدادی کے حاصل کرنیمین مشغول ہوا جو کچھ کہ پینچ پانچ پہادر کچی تہے حاصل کیا مگر یہ بسبب مفلسی و بیکسی ویسے بہی
کے ورزش وغیرہ کی محنت سی شدت بھوک ہو جاتی تہی تو تعلیم خانہ کی مٹی سر خلکو پانیمین مخلوط کرکے پیتا تھا۔
لنگر زبان ہندی مین اوسکو کہتے ہین کہ سرخ مٹی کو کنکر وغیرہ سے صاف کرکے ورزش کی جگہ پر بچہاتے ہین تا کہ
کشتی اور گرفت و گیر باہمی کیوقت کوئی ہرج اور صدمہ بدن پر کشتی گیرونکے نہ پہونچے۔ دوسرا ایک شخص نجیب زادگان
مشہور ملک بابل یوجانا نامی مفلس اونکا رفیق و شفیق ہوگیا اور یہ دونون باہم ایام بے شعوری سے اتفاق اور ارتباط پیدا
کئے ہتے جبکہ ہر دو سن شعور و شباب کو پہونچے اور اپنے فن پہلوانی اور شغل کشتی مین کامل ہوگئے۔ کہتے ہین کہ بلدہ
مذکور مین ایک پہلوان سفیدیو نامی معروف تھا اور وہ ایسی جست لگاتا تھا کہ تخمیناً تیس ہاتھ آگے اور بیس ہاتھ پیچہے
اڑتا تھا اور قوت جسمانی مین بہی اوسکے مقابلہ کا کوئی تمام شہر مین نہین تھا۔ وقت کے لوگونکو رستم سپر زال کا حال تو
اونکو صرف کہانی معلوم ہوتی تہی تو پنجہ کشتی مین بہی یکتا تھا اور ایک مکان سے دوسرے مکان پر ایک ہی جست مین
پہونچتا تھا۔ گویا ایک پرندہ پران تہا اور کبہی اپنے دونون ہاتھونمین دو قبضہ تیغ برہنہ لیکر شاہ راہ شاہی مکان
کے وسط مین ہر دو بازو اپنے کہولکر ایسا کہڑا ہوتا تھا تا کہ راہرو اوسکی دونون پیرونکے نیچے سے گذر جاتے تہے
اگر سوار آتا تو اوسکے واسطے اوپر جانب صعود کرتا اسقدر کہ وہ سوار اسپ پر ہو خواہ فیل سوار ہو گزرتا اور وہ پہلوان
جب اوپر جاتا تھا تو جہانسے جاتا وہین پہر اوترتا تہا اور اوسکی بہت سے عادت قبیحہ تہین ان عادات ناسزا سے اوسکے
لوگ اس شہر کے تنگ تہے منجملہ عادات قبیحہ اوسکی ایک قابل شنید ہے یہ کہ بلدہ بیجاپور مین ایک مہاجن مشہور نامی تھا
اوسکو ایک دختر زاید جمال نازپروردہ مادر و پدر تہی وہ پہلوان اوسپر بصد جان عاشق زار اور دل آشفتہ کا رہتا روزانہ مانند
طیر طیار مکانات پر سے طیران اور پران ہو کر اوس حویلی مہاجن پر آتا تہا اور ایک آواز طلب مین اوسکی کرتا وہ جمیلہ
مردم فریب شکیلہ شہوت انگیز چار ناچار با دل فگار براہ اضطرار حاضر ہوتی تہی۔ اسباب و لوازمات عیش و عشرت
کے جو کچھ مطلوب ہوتے تہے اوسکے گہر سی بزور منگواتا تھا۔ وارثان اس دختر کی تمثال کے خوف سے گزند اس دیو کی مہیا
کر دیتے مگر اسکے دفع شر کیلیئے داؤ اور موقع دیکہتے چندروز سے اسی طور گذری اوس لڑکیکا باپ اون دنون تشویش و

وتردد مین بسر کرتا مگر کوئی صورت اندفاع وانقطاع اس خبیث کی اسکو سوجھتی نہین تھی آخرکار اعلان کیا
کہ جو شخص اس بلائے ناگہانی و آفت جان ستانی کو مجھسے دور کریگا اوسکے صلہ مین اپنی جائداد مقبوضہ سے نصف بخشدونگا
جبکہ یہ خبر شہرت پائی شیخ نظام فوق الذکر اپنے رفیق کیساتھ اوس ساہو کی پاس جاکر اقرار واثق کیا کہ اس مہم عظیم کو
اپنی شمشیر آبدار سے انجام دونگا۔ ساہو تو اپنی مراد برکا متمنی ہونیکا خواہان تھا اور انصرام دہندہ کا جویان مگر
ان ہر دو مشت خاک سے اس امر دشوار کا پورا ہونا قرین اعتبار نہین رکھتا تھا۔ لاکن آخرکار سوچ لیا کہ ہر ایک
کام کا انصرام کیسا ہی سخت و صعب ہو ہمت پر موقوف ہے۔ ان ہر دو دلیران عالی ہمت کی ہمت کو دیکھکر خدا پر توکل
کرکے انسے وعدہ کو اونسے ظاہر کیا۔ اور اونکی استحکام کیلیے اس مال موجودہ سے بطور معقول تھوڑا سا دیدیا تا کہ آمادہ
کار مرجوع ہوجائین غرض وہ دو شیران صحرا دلاوری نے موقع او رقابو کو دیکھکر ایک شب بالکل اندھیاری شب مین
اس ساہو کی مہاڑی کے تحت مین منتظر آمد آمد اوس دیو خبیث کی رہکر باہم ایسا قرار داد کی کہ ایک بالائے بام مقابلہ
اوسکی جا بجائے دوسرا نیچے رہے۔ اوپر والا اوس مردود کو قتل کرکے نیچے ڈالدیوے نیچے والا اوٹھانے اور وہ نعش خبیث کو ایک
ضرب حیدری سے مشک کرے جبکہ شب کچھ تجویز قرار داد ہو چلی ایک پہر رات گذر گئی وہ ستمگار بدروزگار بعادت
معہود ہر ایک مکان پر سے جست لگاتا ہوا اپنی عشرت گاہ پر پہونچا اور ایک آواز حسب معمول کیا دختر ساہو فی الفور
معہ سامان عیش و طرب حاضر ہوکر خاطر داری مین اپنے طالب کے مشغول ہوئی وہ خوابیدہ بخت مخمور و مسرور ہوکر بالائے
تخت سو رہا۔ شیخ نظام آپ نیچے رہکر اپنے رفیق کو مہاڑی پر بھیجا جبکہ وہ مہاڑی پر گیا شمشیر برہنہ ہاتھ مین رکھتا تھا
شمشیر کو جنبش ہوئی دختر ساہو جو کہ پہلو مین اوس نابکار کے پڑی تھی شمشیر کی چمک کو دیکھکر اپنے عاشق کو آگاہ کی
کہ کوئی مقابلہ پر آمادہ معلوم ہوتا ہے وہ بدمست بادۂ اجل نے جواب دیا کہ کسی بشر کی کیا مجال ہے کہ میرے
مقابلہ کو آوے بلکہ بہرام فلک بھی میرے آگے قدم توڑ رہا ہے ایسا کہکر اپنے شغل نامربوط بوس و کنار مین محو تھا
وہ بہادر نے بدل تھوڑا سا آگے جاکر کھڑا رہا تب کہین وہ شیطان ملعون اپنی آنکھہ سے دیکھا فوراً بستر عیش سے اوٹھکر
نہایت نخوت و غرور سے بالکل مواجہ ہوکر کہا کہ ای طفلک مجکو تیری اوائل سن آغاز شباب پر رحم آتا ہے

کہ مبادا تیری دلکی آرزو دل ہی مین رہے مجکو مناسب وقت یہ ہے کہ اولا تو اپنی شمشیر سے کام لے تا کہ کام آئے
ہو یہ تمام گفتگو جب ختم ہوئی وہ مرد مردانہ فن پہلوانی مین یگانہ تھا اور مستعد اگر روئین تن بھی ویسے سامنے آتا تو برگ کاہ
اور شاخ گیاہ کے اپنے مشق دلیرانہ سے پارہ پارہ کر دیتا جہان کہڑا تھا وہانسے کسیقدر جنبش شیرانہ اور لغزش
چابکانہ عمل مین لا کر ایک ہی کیتمین نوک شمشیر کو اپنی اوس خبیث کے حلقہ حلق پر اس صنعت و صفائی سے دبائی کہ
روح پرواز ہوگئی دختر ساہو یہ سانحہ عجیبہ و واقعہ غریبہ کہ ایک شخص نحیف ضعیف سے ایسا معاملہ وقوع مین آیا
دیکھکر متحیر ہوگئی اور ایکدم سے اس پہلوانکی اطاعتمین آگئی وہ پہلوان گرما گرمی مین اوس خبیث کشتہ کو
نیچے گرانا چاہا مگر اوس خبیث کی جسم فیل تن کو اوٹھا نہ سکا ناچار ایک چادر مین پوٹلی باندہکر خود اور دختر
ساہو کشان کشان قدم گاہ شیخ نظام پر گرادی شیخ نظام اوس کرگس ناپاک کو نیچے پہونچنے سے پہلے
جمدہر کے تین ضرب لگائے پہر صبحکو تمام شہر کے لوگ بطور تماشہ بینان جمع ہو کر اوسکی لاش کو دیکھکر متحیر ہوے
اور بہادری دلکی ہمت اور جرات پر ہر طرف سے تحسین و آفرین ہوتی تھی اس کارروست بستہ اور معاملہ سترگ کا شہرہ
اطراف و اکناف مین شایع ہوا۔ یہانتک کہ پادشاہ وقت کی سماعتمین بھی یہ خبر پہونچی۔ ساہو لیفا وعدہ
ایصال النصف دولت جو کیا تھا کر دیا اندفاع بلائے عظیم کو غنیمت جانا دختر ساہو اپنی خواہش اور خوشی سے
اور رضامندی والدین کیساتھ کشندہ دیو سفید کے عقد نکاح مین آگئی شیخ نظام اوس بلدہ مین ساتھ زن
ستمگر کے بفراغت سکونت کرتا جبکہ دلاوری اور بہادری کا شہرہ اوس شیخ نظام کا سلطنت بیجاپور مین
مشتہر ہوا اوس بلدہ مین سید امین الدین نامی ایک بزرگ رہتے تھے اونہون نے شیخ نظام کو ایک لکڑی کے
ٹکڑے پر شیخ نظام کے نام منور کا خطاب کندہ کروا کر اپنے دست خاص سے عطا کئے اوس زمانہ مین بیجاپور کا
بادشاہ عادل شاہ تھا شیخ نظام کو بڑی آرزو سے طلب کر کے ملازمین معززین مین نوکر رکھا مدت ملازمت
مین شیخ نظام سے بہتسے مہمات مشکلات انتظام پائے باقتضائے یاوری بخت و نصرت طالع شیخ نظام
مدارج علیا کو پہونچا اور ساتھ خطاب مقرب خان کے سرفرازی پایا۔ روز بروز آوازہ جوانمردی اور

شہامت اکثر ممالک دکن مین پہونچا اوس زمانہ مین خطہ دکن مین شورش اور ہنگامہ آرائی ڈاکو دکی
بڑہی ہوئی تھی حیدرآباد کے رئیس نے اعلان قدردانی سپاہیان دے رکھا تھا اس بنا پر شیخ نظام نے بلدہ
بیجاپور کے قیام کو ترک کرکے حیدرآباد پہونچا حیدرآباد کے رئیس نے قدردانی کیساتھ رکھکر اوس سے
کارہائے دشوار کا انتظام کرایا چونکہ بخت یاور تھا شیخ نظام سے انتظام واقعی ہوا اور اس عہد مین سلاطین
ہند کو بسبب بغاوت ملوک دکن اور فساد و عناد مسمی سنبہا باغی کیوجہہ پریشانی تھی۔ شیخ نظام کی کارگزاری اور
ہوشیاری اور بہادری اخبار نویسان شاہی کو جب پہونچی اوسیوقت بادشاہ ہند کو اطلاع دی بادشاہ
یہ خبر سنتے ہی بکمال شادمانی دوگانہ شکریہ جناب باری مین ادا کیا حکم شاہی نفاذ پایا کہ شیخ نظام ہماری
بارگاہ مین آوے حسب الحکم وہ ہر دو شیران جنگل مبارزت حضور شاہی مین حاضر ہوے اون ہر دو کو
شاہ ہند نے ہر طرح کے توقع اور امیدے آمادہ مستعد کیا کہ بصد جان و بصیغہ راز مصلحتاً بادشاہ کی ملازمت
سے دست بردار ہوکر باغی مذکور کے پاس آکر باخفائے مدعا اپنی چند دالگان مطلب لی شریک جماعت
باغیان ہوگیا اور خوب جوانمردی اپنی بتلایا اور اپنا اعتماد کامل ڈالا باغی طاغی کے پاس شیخ نظام معتمد علیہ
ہوگیا ایک روز موقع پاکر اس مفسد کو بہت ہی حکمت سے گرفتار کرکے حضور مین بادشاہ ہند کے لا پہنچایا
اس فتح و نصرت غیبی کا دوگانہ علیحدہ شاہ ہند نے ادا کیا۔ دربار خاص مین بادشاہ نے کمال نشاط
سے کہا کہ فتح نصرت الہی نے ما بدولت کو فتح عظیم بخشی حاضرین دربار نے ازراہ ادب عرض کیا کہ یہ تمام فراست
اقبال خداوندی ہے شیخ نظام بلیم اور نرا سپاہی آدمی تھا یعنی شمشیر اہل دکن کو ہاتھ مین لیکر سپاہ دررہ
دکھنی حاضرین دربار نے جس شہر یا سی بہت ہی جوش و خروش سی کہا یک بل تھا نہ دو بل تھی بلکہ ہم تھی ہمارے
فرزندان تھے دوسرا وہان کون کم اصل تھا۔ بادشاہ اور بڑی بڑی معززین ارکین سلطنت ازراہ فراست
جان لیے کہ یہ شخص محض سپاہی آدمی ہے علم اور آداب بارسی معرا ہے ازراہ قدردانی کئے اوسکی سپاس
وستایش کرکے خوش کئے۔ چنانچہ یہ کلمات یک بل دو بل کے اور قدردانی بادشاہ کی ضرب المثل

دیار دکن وغیرہ سے ہی اوسی جلسہ مین شیخ نظام ساتھ منصب ہفت ہزاری ذات اور علم و نوبت اور خطاب
خان زمان خان بہادر فتح جنگ کے اور اونکی فرزند کلان ساتھ خطاب خان عالم اور پنجہزاری اور دیت اور دوسرے
فرزندان بھی علی قدر مراتب سرفراز ہوا اور بادشاہ نے نظامت صوبجات دکن کی شیخ نظام کے نام سے
تجویز کرکے دوسرے روز روح اللہ خان بخشی الممالک سے اسبات کا تذکرہ کیا کہ ہم ایسے تجویز کیے ہین بخشی الممالک
نے بجائے خود تامل ہوا اور کچھ جواب نہ دیا۔ بادشاہ وجہ تامل پوچھا عرض کیا کہ حضور نے جو کچھ کہ از راہ
قدردانی تجویز فرمائے ہین بہت ٹھیک اور درست ہے لاکن فدوی کو تامل اس امر کا عارض حال ہے کہ
اگر ایسا شخص بہادر دلیر و بے باک جو اپنے عصر زمانہ کا یگانہ ہے۔ خدا نخواہد بعد تسلط اور تقبض در انتظام دکن
کے باغی ہو جاوے تو نہایت ہی دشواری کا سامنا ہوگا۔ بادشاہ کو یہ بات خیرخواہی و صلاح اندیشی بہت پسند
آئی ارادہ سابق کو فسخ کرکے پرگنہ بالکنڈہ خان زمان خان بہادر فتح جنگ کو اور پرگنہ بسمت خان عالم
اونکے بڑے فرزند کو اور چند مواضع وغیرہ سرکار ناندیڑ صوبہ محمد آباد بیدر سے بعنوان التمغا ذاتی ہمیشہ کیلئے اور
پرگنہ جانب گونگر دہولسہ ورپونگل ور بالاپور وکنڈلواڑی اور خداوند پور اور جلال پور اور بھینگل اوڑرل
وغیرہ سرکار اور صوبہ نارکوڑی اور پرگنہ ویلولہ اور ریم پلی سرکار ایلگندل صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کی بعنوان
جاگیر علی الدوام اور علاوہ اسکی صوبہ برار مین مقرر اور سرفراز فرمائے۔ خان زمان بہادر کو اولاد
کی کثرت تھی ہمیشہ اپنی اولاد اور رفیقون کے ساتھ اطاعت بادشاہی پر جانفشانیسے کرتے تھے لہذا اونکی
اطاعت و فرمانبرداری کی خوبی تاریخ آثار عالمگیریہ مین مرقوم اور یادگار زمانہ ہے۔ جبکہ اجل موعود وقت
موقت بادشاہ وقت قدردان خانزمان خان بہادر کا آن پہونچا رحلت فرمائے کسینے تاریخ سال کہی ہے
(داخل الجنۃ) ۱۱۱ اوہین ایام مین خانزمان خان بھی فوت ہوگئے اونکی نعش کو سواد بیجاپور مین بھیجکر دفن کروائے
بعد ازین واقعہ فوت و موت کے خان عالم معہ برادران اور رفقا اپنے لشکر شاہی مین حاضر اور سرگرم اطاعت
رہتے تھے کہ شاہزادہ محمد اعظم شاہ ساتھ فوج بادشاہی اور عمدۃ الملک اسد خان اور وزیر الممالک

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور دوسرے امرائے رکاب بادشاہی کے متوجہ ہندوستان کے ہوے دوسرے جانب سے شاہزادہ کلان شاہ عالم معہ فرزندان خود و امرای ہندوستان کے بہت ہی قابلیت استعدادیہ عزمیت کاملیہ کیساتھ متقابل ہوسا یہ مقابلہ و مقاتلہ سرزمین گوالیار پر واقع ہوا۔ عزیز شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے رعونت تھوڑی بہ سبب جہالت کے از حد تھے اپنے والد محی الدین عالمگیر بادشاہ کی وصیت کو بالائے طاق رکھا تا تخت و تاراج ملک شروع کیا اور حالت سفر مین دو منزل کو ایک ہی منزل کرتے پس بہت سارے لوگ ہمراہی کی سختی سفر خارج الامکان کی تاب لاکر رفاقت سے علیحدہ ہو گئے اور جو کہ باقی رہگئے تھے نہ رفاقت منہ موڑے نہ سفر کی مصیبت کو سہ سکے یعنے جان بحق تسلیم ہو گئے آخر جب سخت گیری سی شاہزادہ کے ہمراہیونکا دم تمام ہو چکا تب کارخانہ قضا و قدر سے یہی تجویز مناسب ہوئی کہ تنہا مارے گئے انکی تاریخ وفات (رضا حق) قسم جسم 1119 اس واقعہ کا فسانہ بطور یادگار زمانہ تحریر و طبع ہو اقلیم سند مین شایع ہے۔) ہر کس و ناکس کو معلوم ہے اس معرکہ مین فرزندان خانزمان خان نے بڑی جلادت و شہامت سے بہادری کی داد دی اس معرکہ کی جانبازی مین کوئی جانبر نہوا امین خان بہادر نامی فرزند خرد خان زمان خان سولہ سال کی عمر والے باقی رہگئے ادن تمامی مقتولونکا دفن بابا لعل کیو رمداری کے مقبرہ مین جو کہ گوالیار مین واقع ہے۔ جبکہ جدال و قتال ہر دو شاہزادونکا موقوف ہو گیا شاہزادہ محمد اعظم شاہ مارے گئے لڑائی سے امن ملا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ مشرف بملازمت حضور شاہ عالم کے ہوے اونکو حکم ہوا کہ ایک سوار اسپ نیل گون اور نیلا لباس کا جو کہ بڑی بہادری سے ہو وج و عیاری پر طعن و لنگ جسکو دکہنی زبان مین سینے کہتے ہین پھینک مار کر حسب منا ہو وج کا کام تمام کیا اوسکو ہمارے پاس حاضر کرو ذوالفقار خان نے سونچا کہ اس جرات سوار کو گستاخی پر خیال کر کے شاید ارادہ شاہ عالم کا قوعد گیر ہو گا کسی بندہ خدا کو نقصان نہ پہونچے اس لیئے بہت سے سوار نیل گون لباس کے ملاحظہ مین پیش کیئے چونکہ بہادری اور جوانمردی امین خان نقش خاطر بادشاہ ہوے تھی فرمائے کہ وہ سوار خانزمان خانکا

ہوکر پیش کیا جائے۔ ناچار امین خان پیشگاہ پادشاہی میں لائے گئے پادشاہ نے ازراہ قدردانی بہادری اور
دلاوری پر امین خان کے تحسین آفرین کہکر مقتولونکے قتل پر افسوس حسرت کی کہ حضرت پادشاہ ہند
عالمگیر پادشاہ نے نہایت جوہر شناسی سے مشکل کاموں کے آسانی کے غرض سے پرورش کرتے تھے مفت میں
ہلاک ہو گئی بعد ابن تاسف تحیف کی کمال تفضل اور جوہر شناسی کیساتھ امین خان کو منصب اور جاگیر پر انکے
باپ کی ارثاً اور فرزندان خان عالم اور دوسرے فرزندونکی اولاد کو منصب وجاگیرات موروثی سے سرفراز فرمایا ہے
اور امین خانکو ہمراہ رکاب دار الخلافت شاہجہان آبادکو لیگئے۔ چند روز کے بعد صوبہ داری اجین پر بھیجے گئے۔ پھر وہاں سے
تھوڑے وقفہ سے صوبہ داری رکسر نامزد ہوئے۔ اسکے بعد خطہ رائچور کی حراست و حفاظت تفویض ہوکر صوبہ دار سرنگ
پٹن کے ہو گئے اس نواحمین اس طرفکے مفاسد و باغیان ملک کیساتھ خوب جنگ ہوکر انتظام خاطر خواہ
ہوگیا۔ اس نواحکے کارگذاریونکے منجملہ کلٹرنادلوائی کا یعنے سرنگ پٹن کے راجہ کے وزیر کو دلوائی کہتے
ہیں مشہور خاص و عام میں اس زمین کے ہے اور امین خان نے اپنے عملداری رہنے تک ہر ایک باشندہ اوس
نواحکو حسن سلوک اور حق شناسی سے راضی رکھا چنانچہ ایک زمانہ تک ہر ایک مقام پر شجاعت اور سخاوت
امین خانکی مشہور رہی اور ہنود اس دیار کے امین خان سوار کی تصویر گھوڑے پر اور شمشیر کندھے پر مسلح ہر ایک
معابد و صنمخانہ میں رکھی شاید ابتک بھی رکھتے ہوں اور اس تصویر کی پرستش ہوتی رہی ہے غرض کہ نام نیک
اور رویہ درست انکا اس دیار میں زندہ رہا۔ نواب امین خانکو سوائے ان سرفرازیونکے پرگنہ باالکنڈہ و
نرمل و بھیگل و کوٹگیر و بہون و یوکل و جلال پور و خداوندپور و ویلولہ و یمپلی وغیرہ بعنوان علے التمغا اور
جاگیرات و ذات صفات کے امتیاز خاص حاصل تھا۔ تمامی صوبجات دکن میں بہادری اور دلاوری میں امین خان
اپنے بے نظیر جانا جاتا تھا۔ چونکہ تقدیرات ربانی سے زمانہ کو نشیب فراز لگا ہوا ہے اتفاقاً بعد مدت دراز کے
خاندان مذکور کو سفر ہندوستان کا درپیش ہوا بر بنا برنیاری و استواری ساز و سامان سفر کے زر نقد جاگیر سے
بروقت نہیں پہونچا لہذا باستصواب نائب ل جو کہ خان مسطور کیجانب سے مامور تھا کنٹی نیکنا ایلچی و ارونی الدرگ

سے مبلغ تیس ہزار روپیہ بعنوان قرض حسنہ درخواست کیا ایلمی دار ولا دینے سے اعتراض اور کنارہ کیا
پھر بہت ہی سمجہانے منانیسے راضی ہوکر تمسک مہری سودی طلب کیا خانند کور بنظر ضرورت پرگنہ بالکنڈہ
سے فیصدی پانچ روپیہ قرار داد کرکے بوعدہ تین سال کے لکھہ بھیجا ایلمی دار تمسک خاطر خواہ لیکر مبلغ ہزار سال ار
کردیا مشہور ہے کہ خانند کور کو مبلغ مذکور کی ضرورت بغرض نذرانہ بادشاہ ہند کے داعی ہوئی جب نواب
امین خان ہندوستان گئے واپسی مین مدت سفر بجائے تین سال کے سات سال کی ہوگئی آغاز سال ہشتم
مین ہمراہ رکاب ناظم دکن کے اسوقت جو حضور بادشاہی سے سید عالم خان بہادر منصوب تھے وارد دکن
ہوکر بالکنڈہ کو پہونچ گئے۔ ایلمی دار خبر ورود نواب مین سنکر طلب تقاضائے مبلغ قرضہ خود شروع کیا جبکہ جناب
آٹھ سال کا کیا گیا مبلغ مذکور معہ اصل ورسود قریب لاکہ روپیہ کے واجب الادا ٹھہرے۔ خانند کور کو بسبب
سفر طویل کے زیر باری اخراجات کی بہت تھی کوئی صورت ادائی معلوم نہ ہوئی آخرکار بعضے احباب و اصحاب
کی رائے سے تمامی پرگنہ نرمل کو تا ادائی مبلغ قرضہ بعنوان رہن تفویض ایلمی وار قرض خواہ کیلئے آذرا
نائب کو برخواست کر دئی۔ کہتے ہین کہ ان ایام مین فقط یک محل نرمل جاگیر مین خانندکور کے تھا اور اسکا
محاصل اٹھارہ ہزار روپے سے بیس ہزار تک تھا کیونکہ بعضے مواضعات نرمل کے جاگیرات مین منصبداران شاہی کے
تھے چنانچہ منجملہ پورا ورسداپور وتامسے جاگیر سید منجلے صاحب اور موضع مہادیوپور وغیرہ پانچ مواضع جاگیر مین
کارطلب خان کے تھے اور موضع مجگی و ایلمن جاگیر پیر صاحب دکہنی اور موضع لنگرپور مشروط منصب قضات نرمل
تھا قاضی بڈبکو اور موضع جام اور سارنگاپور رسید رفیع کو علی ہذا القیاس موضع کورٹکل وغیرہ بھی جاگیر
مین تھے حاصل کلام پرگنہ نرمل جبکہ ایلمی وار ند کور کے قبضہ قدرت مین آیا اسنے رعایا کو قول و قرار معتبر دیکر
افزایش زراعت کی بنیاد ڈالی اور آبادی نرمل مین بہت کوشش کی حتے کہ محاصل نرمل چالیس ہزار
روپیہ تک پہونچگیا اس کیفیت و ترتیب مین اپنے بھتیجون کے پاس بڑا نامور کہلا کر بقتضائے الٰہی باتش توپ
خاکستر ہوگیا ذکر حکومت جگپت راو برادرزادہ کسنٹی نیکنا ایلمی وار اور مقابلہ مقاتلہ

کرنا نواب امین خان بہادر سے اور بہیجنا راو مذکور کا اپنے ایک وکیل کو ناظم
دکن کے پاس جبکہ کنٹی نیکنا فوت ہوا قائم مقام اوسکا بہتیجا مسمی جلپت راو پسر متم چودہری سا کن
قصبہ بونتہ ہو کر حاکم نرل ہوا۔ اسکے دیکہنے والے ہوا اسکا ملیہ لیا بیان کرتے ہین کہ جلپت راو پست قد
بلند ہمت نہ سی جرات تہا معاملات مالی اور ملکی مین فہیم کامل تہا خصوص آبادی ملک اور پرورش عایا
اور کفایت سرکار اور افزایش رقم مالگزاری اور احداث بالاثبات نہا اور ترمیم ندی افتادہ مین بڑا ممتاز
تہا۔ امین خان مذکور خبر انتقال نیکنا مذکور اور قایم مقامی جلپت راو کی بجائے متوفی کے استماع کر کے
اپنی جانب سے ایک خط تحریر کر کے ہمراہ اپنے کارپرداز کے جلپت راو کے پاس اس مضمون سے بہیجا کہ مدت
رہن کی گذر گئی اور مبلغ قرضہ ادا ہو گیا اب تمکو لازم ہے کہ اس خط کے دیکہتے ہی پرگنہ نرل کو واگذاشت
کر کے ہمارے کارپردازوں کے سپرد کرین جلپت راو اس خط کے مضمون کو سنتے ہی برہم ہو کر جواب لکہا کہ ہنوز
زر قرضہ کی ادائیکا ملہ نہین ہوئی از رو حساب کے مبلغ کثیر آپکے کارپردازون کے ذمہ باقی ہین بعد وصول
تمامی مبلغ کے حساب دیکہا جاویگا بالفعل نام تعلقہ مرہونہ کا نہ لین۔ اگر کوئی ارادہ اسکا دوسری قسم کا ہو تو
مستعد اور حاضر ہون۔ اور کارپرداز مرسلہ خانمذکور کو بڑی بیمروتی سے جلا دیکر اسباب و سامان جدال و قتال کا
درست کر کے منتظر وقت رہا۔ خانمذکور بدمعاملگی اور بدسلوکی راو مذکور دیکہکر بہت ہی پیچ و تاب کہیا واسطے
تسخیر نرل کے عزم بالجزم کر کے ساتہ جمعیت شایستہ کے بالکنڈہ سے کوچ کر کے موضع جعفرپور عرف بونا پارچو کہ
نرل سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہی پہونچکر تدبیر جنگ مین تہا کہ راو مذکور خبر ورود خانمسطور کو سنکر استماع
کر کے جمعیت سوار و پیادہ ہمراہ لیکر آن پہونچا اور لڑائیکی بنیاد ڈالی کامل پہر تک فریقین کے باہم
خوب جنگ ہوتا رہا توپ تفنگ اور تیر باری ہوتی رہی آخر کار فوج جلپت راو کی خانمذکور کی فوج پر یورش
کر کے شکست دی اور کہتے ہین تین کوس تک تعاقب کر کے بہت سا مان لوٹ کا حاصل کر کے فتح و فیروزی سے
نرل کو واپس آ گئے۔ بعد چند روز کے راو مذکور صلاح و مشورہ سے اپنے خیرخواہونکی حضور ناظم دکن کے پاس

ایک شخص کو معہ نذر و پیشکش کے اپنے جانب سے وکالتاً روانہ کیا اوسکے ساتھ ایک عریضہ نہایت عجز و انکسار کا
بطلب معافی پیش کیا اسوقت بندگان نواب آصفجاہ بہادر ناظم دکن ہوکر تازہ وارد تھے اور سید عالم علیخان نظامت سے
معزول ہوگئے تھے امین خان ہندوستان سے برفاقت سید عالم علیخان کے واپس آگئے تھے لہذا امین خان اور
سید عالم علیخان باہم اتفاق اتحاد و ارتباط کا تھا سید عالم علیخان امین کو باعث کمال اتحاد کے چچا کہتے تھے جبکہ
نواب سید عالم علیخان شہید ہوگئے چنانچہ مادہ تاریخ وفات سید عالم علیخان (شہادت سید عالم علیخان ۱۱۳۲) ہے نواب
آصفجاہ کو بسبب شریک حال رہنے ناظم معزول کے اور حاضر نہونیسے ملازمت مین اپنے امین خان سے
گونہ ملال تھا اسی سبب سے نواب آصفجاہ بہادر نے اسی سال مین ایک سند جاگیر پنچمحل نرل کی جلکیت راو کے نام
بشرط نوکری ساتھ پانسو سوار اور دو ہزار پیادہ اور منصب اور خطاب راجگی کے سرفراز کئے پس بعد حصول
جاگیر اور سند اور خطاب کے آبادی تعلقہ مین بہت سی سعی و کوشش شروع کی تعمیرات تالاب اور نہرین اور
دیوار اینٹ کی اطراف آبادی نرل کی اور تیاری گڈمین دیہات پنچ محل نرل کی اور ترتیب باغات اور نصب
درختان انبہ وغیرہ کا انتظام بخوبی کیا جو جو عمارات جابجا سوائے عمارات بنا کردہ نواب الدولہ بہ وابستہ موجود
اور تیار نظر آتے ہین اوسی جلکیت راو کے ہین۔ اور اس راو مذکور کی حسن تردد سے ایک ندی اپا ندوپٹیہ کے
پہاڑون سے پیدا ہوکر جولی اور چیٹالی کے جنگل سے روان ہوکر دریائے گنگ گوداوری مین جو شامل ہوتی ہے
اور اوسکا پانی تمام رایگان اور بیفایدہ جاتا تھا اوس ندی مین ایک کتوہ یعنی سد چلان جس سے پانی رکو
جاتا ہے روک کر ایک بڑی نہر نکالا اس نہر سے قریب ۲۰ بیس تالاب کے بھر جاتے ہین اور ان تالابوں سے
ہر ایک تالاب کے تحت کشتکاری شالی زار ہزار ہا روپیہ محصول کی دو فصلہ ہوتی ہے اور وہ نہر مذکور اندرون
آبادی نرل سے راجہ کے قلعہ کے نیچے سے روان ہوتی ہے چھ مہینے جاری اور چھ مہینے خشک رہتی ہے
اور کتوہ کا نام نیکٹر اُس کتوہ رکھا نیکٹ راو جلکیت راو کا بھائی تھا۔ اور عبور دریائے گنگ گوداوری سے
موضع پیچ گوڑ کے پاس سے موضع نیکٹا پور تک آٹھ رہگذر روانی پانی نرل کے ایجاد کیا۔ اور سوا اسکے

جو کیات محصول سایر کے جابجا اور بعض مواقع حفاظت راستونکے اوسی رہ ٹہیرایا ہے کہ مسافرین
و تاجرین کو دشواری نہو اور ذرایع آبپاشی زراعت کی اوسیکے نکالے ہوے ہین ۔ یاوری بخت سے آبادی
تعلقہ متعلقہ خود اور اطاعت سرکار سے سرخرو ولی النعمت کی حاصل کرکے نجبا اور شرفا کی قدردانی اور
پرورش رعایا کی ساتھ نیکنامی کے عمر گذارا ۔ ذکر متوجہ ہونا نواب عوض خانکا واسطے تنبیہ
جکپت راؤ اور ملازمت حاصل کرنا راؤ مذکور کا خان مسطور سے حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز
کی امداد سے ۔ گردش زمانہ ایک حال پر نہین رہتا ہے ۔ اتفاقاً جسوقت کہ نواب آصفجاہ بہادر حسب الطلب
سلطان وقت ہندراہی شاہجہان آباد ہوے خدمت فوجداری و ضلعداری سرکار ناندیڑ وغیرہ کی امیر
کبیر نواب عوض خان بہادر کو سپرد کیئے امیر کبیر بہادر نے آبادی اور زرخیزی پرگنہ نرمل کی سن پایا ۔ کہتے
ہین راؤ مذکور الکیسال سرکاری اطاعت سے منحرف تھا لہذا بغرض تادیب و تنبیہ اور حاصل کرنے نذرانہ
سرکاری کے وارد نرمل ہوکر موضع کوٹلہ اور سداپور مین خیمہ زن ہوے ۔ راؤ مذکور یہ خبر سنکر مستعد جنگ و
پیکار کا ہوکر قلعہ پر سے گولہ بازی شروع کروائی ۔ بہادر مذکور دو تین روز کے عرصہ مین اپنی مورچہ بندی
متصل دیوار شہر پناہ نرمل کیجانب باب لکنڈی دروازہ کے قایم کرکے محصورونکی حالت تنگ کردیا آخرکار
ناچار راؤ مذکور نے ایک خیرخواہونسے اپنے مشورہ طلب کیا ہر ایک نے بقدر حوصلہ و شعور اپنے اپنی رای دی
کسیکی رای اوسکو پسند نہین آئی اوس زمانہ مین ایک بندہ خدا شیخ صاحب بزرگ بصفت ولایت مشہور
خاص و عام تھے ٹھیک دو پہر راتکے وقت بڑی عقیدت سے اونکے ساتھ اونکی خدمت مین جاکر بہت ہی عاجزی
سے مدعا اپنا عرض کیا وہ بزرگ فرمائے کہ تو اسیوقت ڈیوڑھی پر بہادر مذکور کے چلا جا وہ البتہ بعد ملاقات کے
تجھکو سرفراز کریگا سوا اسکے کوئی صلاح دوسری نہین ۔ راؤ مذکور فی الفور بموجب ارشاد ان بزرگ کے
ڈیوڑھی پر بہادر مذکور کے جاکر حاضر ہوا وہان کے لوگونکو معلوم ہوا کہ جکپت راؤ تنہا آیا ہی اسیوقت
بہادر مذکور کو خبر دی کہ جکپت راؤ تنہا ڈیوڑھی مبارک پر حاضر ہے بہادر کو یہ بات خلاف قیاس معلوم

ہوئی جو تحقیق منگوایا تو خبر صحیح ہوئی کہ واقعی جلکیت راؤ آیا ہے پہر تو اوسکو اپنے پاس بلاکر اپنی
ملازمت سے مشرف کیا اور مغرور ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کی راؤ مذکور اپنے ہمراہ رکہتا تھا اس بموجب
مبلغ یک لک پچیس ہزار بطور نذرانہ کے پیش کیا تہا و مسطور خوش ہوکر اور دوسالہ خلعت سے سرفراز
کرکے رخصت دی اور پہر دوسرے روز خود بہادر مذکور معہ فوج وسپاہ اپنی وہانسے کوچ کیا راؤ مذکور بہی چند
منزل ہمراہ رہکر رخصت لیکر واپس نرمل کو آیا اپنی زندگی تک شیخ صاحب سے بجان و دل رجوع اور معتقد
رہا جبکہ اونکا انتقال ہوگیا تجہیز و تکفین بہت اچھی طرحسے کرواکے آبادی نرمل مین دفن کروایا اور اونکی
مزار پر قبہ بنوایا اور اوسکے صحن مین ایک چہوٹی سی مسجد بنوائی اور اُس مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ایک نقار
بہی ٹہیرایا چنانچہ فی الوقت اوسکو شیخ صاحب ٹیکہ کہتے ہین اور ہر سال عرس بہی ہوتا ہے مجمع عوام خوب ہوتا ہے
پہر تو راؤ مذکور اپنی حیات بغاوت اور شرارتوں کو ترک کرکے ستودہ اخلاقی سے بائیس سال تک نرمل کی حکومت
رہکر بیمار ہوکر فوت ہوگیا اوسکی نعش کی سوختگاہ ایک پشتہ زمین خزانہ تالاب پر جو مہتر کی پائین واقع
ہے۔ اوسکے بہائی برادر ہمعوم بہت تھے پرگنہ بونت اور چہلے اور وڈورا اور ایدلا باد اور بہیادی اور انکے
مین بطور مزارعین اور زمینداروں کی رقم نگاری پہونچا کر مرفہ الحال فارغ البال رہتے تہے اپنی تمام قوم
راؤ مذکور کو خوش نصیب اور باریاب حضور ناظم دکن کا جانکر اوسکی طاعت بجا لاتے تہے اور اپنے مرفہ الحالی
اور عالی منصبی پر فخر کرتے تہے ذکر حکومت اپا مکند راؤ اور بعضے کیفیت قلعہ بالکنڈہ اور
رونق افروزی نواب آصفجاہ واسطے تسخیر قلعہ مذکور کے بعد جلکیت راؤ متوفی کے اپا مکند راؤ اوسکی
جگہ پر قائم مقام ہوکر معاملات تعلقہ اور پرورش رعایا اور آبادی تعلقہ کو بہت حسن انتظام سے رکہا اور باشندگان
اون جانب کو امن چین مین رکہا۔ اس اثنا مین تنخواہ داران حضور بہ سبب باقی رہنے پایہ داد و مبلغ لاکہ
روپیہ نگارشی کے نرمل کو پہونچکر نہایت سختی اور درشتی سے اپا مکند راؤ کو تنگ کئے راؤ مذکور کے پاس
تعلقداری کی آئینہ خیال مین دکہائی نہین دیتی تہی۔ اس عرصہ مین نواب مقرب خان ... نواب

امین خان مذکور الصدر کے پرگنہ بالکنڈہ اور بمبگل اور رویلولہ اور یم پلی وغیرہ کے ارثاً واستقلالاً
جاگیردار تھے اور نیک ویلی اور نیک نیتی سے سپاہ اور رعیت کو پرورش کرتے تھے چنانچہ اس حسن سلوک
اور نیک رویگی اور معاملہ فہمی نواب کور کے اس اطراف مین دستور العمل حکام اور عمال تھے ۱۱۵۹ سنہ
گیارہ سو ونسٹھ ہجری مین اونکا انتقال ہوگیا۔ تاریخ رحلت اونکی (شیر شمشیر) ہے ۱۱۵۹ منی منور خان
برادر حقیقی نواب مذکور کا جاگیردار خونی جلال پور کا تھا خبر انتقال نواب کی سنکر اپنے مقام بالکنڈہ کو آکر
تمام رفقا اور سپاہ اور اہل کار نواب کو نرمی اور گرمی سے اپنے جانب کرلیکر بزور اور حکومت کا اپنے
تئین تصور کرکے دم استقلالی حکومت کا مارنا شروع کیا۔ نواب کور کے دو زوجہ تھے اور فرزند ایک
خرد سال دوسرا شیر خوار ان سکو تنگ اور عاجز اور محتاج کردیا۔ آخر کار ناچار نواب مذکور کی بڑی
بی بی نے اپنے بھائیو نکے استصواب سے جو کہ سادات عالی خاندان سے تھے اور مشایخین عظام
دکن سے تھے بہ سبیل خفیہ وطریق مستور نواب آصفجاہ بہادر کو عرایض لکھکر واسطے تسخیر قلعہ بالکنڈہ
کے طلب کی۔ بندگان حضور اس عورت عاجزہ کی عرض داشت کو قبول فرماکے مع فوج ظفر موج کے
بالکنڈہ کو رونق افروز ہوکر اولاً پند ونصائح سے فہمایش دئے کہ تمکو اس خطے سے کچھ کام نہین اپنے
مقام جاگیر مین خوش حال رہین۔ چونکہ خانمذکور کسیقدر بہرا اور سماعت سے معذور تھا ارشاد بندگان
حضور کو قبول نکیا نوبت ضرب حرب کی پہونچی آتش جنگ بہت تیز ہوئی لڑائی طول ہوگئی چھ
ماہ کی مدت گذرگئی اگرچہ رفقا او پہلوانان محصور وابستگان نواب مرحوم کے یک یک شخص فرد
فرید بہادر شدید تھا لیکن ونا دگہر کا تھا کسیطرح سے بہادری چل سکتی نہین تھی۔ جبکہ محاصرہ بندگان
حضور کا سخت ہوا صلح کی درخواست کی بعد وقوع صلح کے خانمذکور معہ اپنے اسباب وآلات حرمت
وناموس کیساتھ باہر چلا گیا اس ہنگامہ آرائی اور بغاوت کی پاداش وتلافی مین خونی جلال پور بھی
شریک خالصہ سرکار ہوا۔ بعد نکل جانے خانمذکور کے بندگان حضور فتح یابی کے ساتھ داخل

بالکنڈہ ہوکر قلعہ اور عمارت بناکردہ نواب مرحوم کی جو تازہ تیار شدہ تھی ان سبکو دیکھ
بھالکر نقد اور جنس اور ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور توپین اور بندوقین اور جزایل اور
بان وغیرہ جو کچھ کہ منظور نظر و پسند خاطر ہوا لیگئے۔ قصبہ اور قلعہ بالکنڈہ مع ہفت موضع پرگنہ نفتہ
منور خان المخاطب بمقرب خان جو کہ شیرخوار تھے جاگیر دئے اور موضع نگرگی وغیرہ تین موضع
پرگنہ مذکور سے جاگیر مین ابراہیم منور خان المخاطب بخان زمان خان بہادر فرزندان نواب مرحوم
کے فرزند کو دیے بعد ازان حیدرآباد کو واپس تشریف لیگئے ایک نقل مشہور ہے کہ جسوقت قلعہ بالکنڈہ
مفتوح ہوا بندگان حضور اندرون آبادی رونق افروز ہوکر نواب مرحوم کے دیوانخانہ مین جو کہ بہت
عمدہ عمارت دلنشین اور پرفضا تھی اور اوسکا نام حیدر منڈوہ تھا جلوس فرمائے اوسوقت نواب مرحوم
کے اہلکار لواحق مرحوم کے اطفال صغیر السن کو ملازمت حضور سے سعادت اندوز کئے اوسکے بعد خود بدولت حضور
وہان سے برخواست فرماکر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ کی سیر پر متوجہ ہوے اس جماعت سیر و تماشا مین خواجہ
حامد خان جو کہ مشہور بہ ننگی شاہزادہ اور وہ برادر عم بندگانعالی کے تھے حضور بندگانعالی مین بڑے
شوق سے سایل اس امر کے ہوے کہ قلعہ او قصبہ اپنے تئین عنایت ہو بندگان حضور تامل فرمانے
شارع عام مین قلعہ کے بالکل کوتوالی چبوترہ کے روبرو ایک درخت بڑہ کا بہت بڑا واقع تہا
اوس درخت پر ایک چیل کا آشیانہ تھا اس آشیانہ مین اسکے بچے تہے بہ سبب کثرت و ازدہام
ہمراہیان حضور بندگانعالی کے مردو نر و مادہ چیل بخوف اور وحشت اسبابکے کہ ہمارے بچونکو یہ لینے آئے
ہین بڑی پریشانی اطراف پر گہونسلے کے چکر لگاتے تہے اتفاقاً حضور کی نظر اس گہونسلے پر اور
پرواز پریشانی نر و مادہ چیل پر جا پڑی ان چیلونکی حالت پریشانی ملاحظہ فرماکر ننگی شاہزادہ
مذکور کیجانب جو کہ سواری فیل پر ہمراہی مین تہے او بیٹھے مخاطب ہوکر فرمائے کہ ان پرندونکی
اضطراری و بیقراری اور بنا گہونسلے کا بہت بلندی پر کسوجہ سے ہے۔ شاہزادہ مذکور اور دوسرے

امراحضور عرض کئے کہ بلندی پر آشیانہ بنانا اسی وجہہ سے ہے کہ ظالمونکی زیادتی سے محفوظ رہے
اور اونکا اثر تا بتیرا رہے اس سبب سے ہے کہ اس مجمع اور انبوہ سے کوئی بچونکو نہ پکڑے ۔ خود
بدولت تجاہل عارفانہ کیساتھ تکرار پوچھتے تہے عرضدارون سنے وہی پہلی باتکو دوہرا لیتے گئے
پہر تو بندگان حضور اوسیوقت شاہزادہ مسطور سے فرماے کہ ہر ایک جاندار کیا حیوان کیا انسان
اپنا مکان اور ٹھکان اسی لئے بناتا ہے کہ اپنی اولاد اور اپنے علاقہ دار آفات و بلیات سے محفوظ
رہون پس مقرب خان نے بھی تعمیر آبادی کو اس استحکام سے اسی غرض سے بنایا ہے کہ اپنی
زیست و گزر انکو سلامتی کیساتھ گزارنے تم جو اس مکان کے طالب و خواہان ہو ہو انصاف سے بعید ہے
ایک کا حق دوسرے کو دیکر قیامت کے روز عادل برحق کے حضور مین کیا جواب دینا اور کیا حیلہ
کرنا بس یہ کہکر شاہزادہ کو ساکت اور خاموش کئے ۔ آمدم بر سر مطلب سابق ۔ اپا کمندرائو تنخواہ دارون کے
تقاضا سخت سے نہایت اندیشناک تھا مین بالکنڈہ کی جنگ مین موقع اور قابو پاکر معہ جمعیت ما
اپنے لشکر بندگان حضور مین شامل ہوکر ملازمت حضور سے مشرف ہوا اور آداب اطاعت بجا لایا اور اپنی
ناداری کی حقیقت ظاہر کیا اور ادائی زر تنخواہ لشکر کیلئے مہلت مانگی بندگان عالی نظر بر کار اور مقتضائے وقت
پر فرماکے اوسکے معروضہ کو مصلحتا قبول فرماکر زمل دروازہ سے تارا گڈہ تک کے مورچہ بندی اور حراست کا
کام اوسکے سپرد کئے تارا گڈہ ایک پہاڑ کا نام ہے وہ پہاڑ اندرون آبادی کے متصل اور ملحق دیوار
شہر پناہ بالکنڈہ کے واقع ہے ۔ مقرب خان کوہ مذکور کو موقع قلعہ کا دیکہکر اس کوہ پر جو جانب شمال ہے
اور آبادی قصبہ کے درمیان دو پہاڑ کے قرار دیکر تارا گڈہ پر عمارت جنگی مثل برج و تیری تیار کر رکھا تہا
حسب الحکم بندگان حضور راؤ مذکور اپنی فوجکو ہمراہ لیکر اوس تارا گڈہ پر انتظام مورچہ کا مل مین لاکر جان
فشانی بہت کیا کوئی دقیقہ نہین چھوڑا بعد فتح قلعہ کے مورد عنایات و تحسین کا ہوکر اجازت لیکر زمل کو
پہونچا ۔ بعد چند روز کے زمانہ دار اہل کار اوسکے اوسکی فہم و فراست کے قایل بہ سبب ملنے موقع اور گنجایش

خورد و بزرگ دیکھکے از راہ عنا د اور کدورت اوسکے بر وقت قابو اوسکے کھانے مین زہر دیکر ہلاک کئے۔ ان لوگون
مین سوبارا ؤ نامی متوفیکا علاقہ دار شاید بطرف قصبہ جکلی کے چند دیہاتکو بعہدہ اجارہ لیکر گزران
کرتا تھا بعضے کہتے ہین اسپارت سنگ زمیندار ونین سے کیسکے پاس نوکر تھا جب انتقال پالکنڈراؤ کی سنتی ہی
شباشب لینار دوڑکر نرمل کو پہونچکر تمامیکا رخانجات متوفیکے قابض اور متصرف ہوکر حکومت کا مالک
بنگیا۔ اوسکے بعد کرنگ راؤ اور اننت پینکٹ راؤ اور گوپال راؤ زمیندار پرگنہ دی کنڈہ اور پولاس کار
ایلگنڈل صوبہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن یکے بعد دیگرے ایک ایک مدت تک کاروبار حکومت کو انجام
دیتے رہے۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ ہر سہ زمینداران مذکورہ باتفاق باہمی حکومت کے کام کو سوبارا ؤ کے سپرد
کرکے آپ عیش و عشرت مین اوقات اپنی گزارتے رہے۔ ذکر حکومت سوبارا ؤ بغاوت شعار
اور مقابلہ مقاتلہ کرنا اوسکا ساتھ افواج سرکار کے پھر مقید رہنا اوسکا قلعہ گولکنڈہ
مین بعوض سزا ے اعمال شنیعہ اور تیار کرنا اوسکا ایک قلعہ کالا پہاڑ کا۔ کہتے ہین کہ سوباراؤ کا
بخت و نیلانے جب یاوری کی آثار حکومت کی اوس سے ہویدا ہونے لگے۔ اوسکا حلیہ ایسا بیان کرتے
کرتے ہین کہ مشار الیہ میانہ قد سیاہ فام زود رنج اور نافذ الامر اور طبیعت کا دلیر اور دل کا شیر تھا اور
ہمیشہ شہر دینا ور نجیب لوگون سے دکن کے مصاحبت اور اختلاط اور ربط و ضبط زیادہ رکھتا تھا۔ اور اپنے نفر کو
مرد سپاہی تصور کرتا تھا اور فن سپاہگری مین بےنظیر جانتا تھا اور اپنی ہر محفل مین گفتگو سپر اور شمشیر کی
کرتا تھا۔ اور دوسرے بہادر اور مردانہ لوگونکو شناسائی کرکے قدردانی کرتا تھا۔ اگر کسی ایک اپنے
ملازم و نوکر کے گہر شادی بیاہ کی کوئی تقریب ہوتی تو واسطے اس تقریب مین پہونچکر اوسکا انعام
اچھی طرح سے کرواتا۔ رعایا کی پرورش اور پرداخت تعمیر تالاب اور نہر وغیرہ کرتا تھا تالابونکی مرمت
مین اپنی ذات سے متوجہ ہوکر کدال اپنے ہاتھ مین لیکر مزدورون کیساتھ مٹی اور پتھر کے ٹوکری اپنے
سرپر اوٹھاتا نرمل مین سبسے تک اپنی سواری مین تجمل اور تکلف کچھہ کہتا نہین بالکل مرد بے تکلف

تھا بطور سادہ مزاجونکے اپنے رفیقان اور جمعدارون کے مکانات پر جاکر کبھی کبھی خبر گیری کرتا تھا اور اگر اسکے کسی رفیق کے گہر فرزند تولد ہوتا تو خود واسطے اوس نوتولد کے نکانیر آکر مبارکباد دیتا اور اوسکے ساتھ ہی اوس نوتولد کی تنخواہ شیرخواری مقرر کر دیتا اور بڑے حسن اخلاق سے اور دل التفات سے یگانہ اور بیگانہ کو اپنا بنا لیتا تھا اور کوئی بات ملک مال کی بغیر ملاحظہ اور جانچ پڑتال اپنے فروگذاشت نہین کرتا تھا اور دوا گاسیجا آوری نوکری سرکار مین رجوع اور متوجہ رہکر اپنی قوم اور ہمعصرونمین لایق آفرین اور ستایش کے رہتا تھا۔ ذکر تیاری کالا پہاڑ۔ جس زمانہ مین سویا راؤ نے کوہ کالے پہاڑ پر قلعہ کی تیاری شروع کی اس تیاریکی دیکھے ہوے اور سنے ہوے اسطرح بیان کرتے ہین کہ وینکٹ راؤ نامی ایلچی وار زمیندار سرکار بنی نگر عرف اوٹنور کا برادران جکیت راو فوق الذکر سے تھا یہ شخص ایسا اپنے وقت کا مصلح تھا کہ ہر ایک نایب کو اپنا بنا لیتا اور سرکاری رقم کو بلا دقت و شفقت گذران دیتا اگر اتفاقات تقدیر سے کوئی نایب سرکار ناموافق نکل آیا اسکے ساتھ مکر و فریب کے کچھہ رقم سرکاری کو روک دیتا۔ اوسوقت تحصیل پرگنہ ماٹرہ داخل جمعبندی سرکار تھے۔ ایکروز اوسکی محفل مین ایک شخص نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ اس قرب جوار سرحد پرگنہ بلغزپور متصل ماٹرہ مین ایک پہاڑ ہے اوسکو کالا پہاڑ کہتے ہین اور وہ مقام استوار اور محکم ہے اور اوس پہاڑ پر پانیکا چشمہ زندہ لبریز ہے۔ نرل سے یہ موقع پہاڑ کا جانب شرق بارہ کوس کی مسافت پر ہے اگر کوئی ذی مقدور بلند ہمت اوس پہاڑ پر قلعہ بناوے تو باعث امن اور یادگار زمانہ ہے سویا راؤ کو جب خبر معلوم ہوئی اس موقع کے دیکھنے کا مشتاق ہوکر دوسرے ہی روز معہ اپنے رفقا کی وہان پہونچکر اطراف اوس پہاڑ کے سیر تماشہ کرکے اوپر چڑھا جیسا کہ سنا تھا ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ سنی بات دیکھے ویسی نہین رہتی اپنی آنکھہ سے دیکھ لیا قلعہ باندھنے کا ارادہ مصمم کیا اور اوسوقت حسب صلاح و صوابدید کارپردازان اپنے قلعہ کا نقشہ کہنچوایا اور حکم دیا کہ معماران و گل کارونکو ہر طرف سے

جمع کرکے تھوڑے ہی عرصہ مین قلعہ معہ بروج اور در و دیوار کے تیار کروایا اور اس پہاڑ کے دامن
مین ایک موضع بھی آباد کیا۔ اس عہد مین بغیر حکم و اجازت بادشاہ وقت کے کوئی زمیندار یا جاگیردار
قلعہ یا گڈہی نہین بنا سکتا تھا اگر بناتا تو بادشاہی عتاب مین آجاتا۔ اوسوقت وقایع نگاران حضور
ہر جگہ پر مقرر و مامور رہتے تھے تیاری قلعہ کی کیفیت سے عرض کر دی۔ دار السلطنت سے میر مرتضے خان
بیدست ضلع دار بگلر ایلگندل کو جو کہ ساتھ جمعیت پانچہزار سوار اور پیدل کے بگلری کام پر مامور تھی حکم
نافذ ہوا کہ زمیندار مسمی سویارا ؤ بلا اجازت حضور از راہ خود پسندی و خیال بغاوت و خیرہ سری ایک
نیا قلعہ بنایا ہے تم اس خیرہ سر کی سرکوبی کرکے گرفتار حضور با دولت مین روانہ کرو اور قلعہ نو ایجاد کو
منہدم کر دین۔ خانمذکور حسب الحکم حضور نے الفور براہ یلغار موضع نکم بیٹہ پرگنہ ملغرٹب پر جو کہ متصل پہاڑ
کے واقع ہے فرود گشتہ و کرحسب تدبیر سے قلعہ نو احداث کو تسخیر اور سویاراؤ کو گرفتار کرکے روانہ حضور کر دیا
گیا اور راؤ مذکور اسی قید مین فوت ہوا بعد تسخیر اور گرفتاری راؤ مذکور کے خانمسطور چند روز وہان قیام
کرکے قلعہ کا بالا پہاڑ کھود وا ڈالا۔ سامعین کا کہنا ہے کہ بعد ورود حکم بندگان حضور خان مذکور بگلر
ایلگندل کیجانب مراجعت کے اثنا راہ مین بیمار ہو کر فوت ہو گیا چنانچہ قبر خان مذکور کی قصبہ کوربیال
علاقہ بگلر ایلگندل مین موجود ہے۔ اور یہ بھی خبر ہے سویاراؤ قید سے رہا ہو کر پھر اس قلعہ کو از سر نو بنوایا
اس قلعہ کے نیچے جو موضع کہ آباد کیا تھا ترقی آبادی کیلئے تجارت پیشہ اور اہل حرفہ کو اطراف و جوانب سے
اشتہار معافی محصول پنجسالہ کا دیکر بلوایا اور قول و قرار دیا پس اس مضمون کے اشتہار وغیرہ کی خبر
سنکر اور بہت سے بیوپاری اگر عمارات عمدہ مکانات پختہ تیار کر واکے سکونت اختیار کرکے نہایت
بیفکری سے خرید و فروخت کرتے تھے۔ وہان کے بازار مین عمدہ عمدہ پشمینہ نامات وغیرہ کی قسم سے اور
ریشمی کپڑے اعلے درجہ کے اور موتی مونگا اور گھوڑے اور اونٹ کا بیوپار ہوتا تھا یہ قلعہ رہا
ساڑھے سات سال خوب زور و شور سے رہا۔ سویاراؤ جب مقید ہو کر قلعہ گولکنڈہ مین مقید رہا یہان کی آباد

اری شروع ہوگئی تعلقہ نرل نائبان سرکار کے تفویض ہوا ۔ اوسوقت راجہ محمد مراد خان زمیندار یلغرکل نائبان سرکار سے موافقت پیدا کرکے اُس کالے پہاڑ کے قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاکر دوبارہ بیخ وبنیاد سے کہدوادیا تاہم اُس قلعہ کی دیوار اور دروازہ کا نشان باقی اور نمایان ہے اُس پہاڑ کے گرداگرد صحرائے پر اشجار واقع ہے ۔ اُس جنگل سے دور دور کے باشندہ عمارات کیلئے چوبینہ پسندیدہ لیجاتے ہین اور اِس قلعہ کے بقیہ نشان ڈہنڈہانہ کو بچشم خود دیکہ آتے ہین ۔

سریاراؤ افزونی زر ومال کے باعث اطاعت سرکار سے منحرف ہوکر بغاوت شعاری مردم آزاری شروع کیا تھا تاکہ تعلقداران گرد ونواح اوسکے ظلم و ستم سے فریاد وفغان کرنے لگے واویلا مچانے لگے کیونکہ یہ بڑا دلیر تھا کسی کی نہین سنتا تھا اپنی شجاعت اور دلاوری مین اپنے آپکو بےنظیر جانتا تھا اگرچہ کہ قوم کا پایہ تھا مگر اوسکی تدبیر عاقلہ اور ہنرمندی کاملہ بڑی ہوئی تھی جب اوس کی بغاوت کی دہوم دھام چوطرف پھیل گئی تو اوسکی سرکوبی کے لئے انتظام اہتمام ہونا شروع ہوا تا ستاء اس کے اسنے بھی بر سر حرب و ضرب آمادہ ہوگیا ۔ **ذکر محاربہ سریاراؤ کا شیخ لطف اللہ مخاطب فتح نصیب خان کے ساتھ** نواب آصفجاہ بعد تسخیر قلعہ بالکنڈہ کے فتح نصیب خانکو خدمت ضلعداری نواح ملکر نانڈیڑ اور سرکار ایلگندل و سرکار رام گیر سے بارہ ہزار سوار و پیادہ کی فوج کیساتھ نامور کئے ۔ خانمذکور سرکار ایلگندل کی نواحین زمینداران مفسد کی تنبیہ مین متوجہ تھے کہ اس عرصہ مین تعلقداران نواح نرل کے خانمذکور کو مراسلات و مکاتبات متواتر تحریر کئے کہ اس قریبین سریاراؤ مفسد نرل کے قلعہ کو محکم کرکے قلمرو خالصہ سرکار کے قریب قریب کے پرگنہ جات کو غارت کرلیتا ہے ۔ و تاراج کر رہا ہے ۔ خانمذکور اس خبر کے سنتے ہی سوائے افواج ہمراہی اپنے زمینداران اطراف وجوانب اس ضلع سے پیادگان مذکوری اور استئنام کے فراہم کر کے مع لشکر قدیمی و امدادی کے

نہایت عجلت کیساتھ موضع مورتاڑ پرگنہ بالکنڈہ کو پہونچکر خیمہ قیام کو استادہ کرکے راؤ مذکور سے پیام
کیا کہ زود حاضر ہوکر ملاقات کرو۔ راو مذکور منکو رخاطر سے خانمنظور کے واقف تھا ملاقات کرنیکو
قبول نہ کیا بلکہ سامان حرب جمع کرکے پانچہزار سوار و پیادہ اور جزائر بانان بے شمار کو ہمراہ لیکر مستعد
لڑائیکا ہوکر موضع پاریلی پرگنہ نرمل پر جوکہ دریائے گنگ گوداوری کنارے پر جانب نرمل سے پانچ
کوسکے فاصلہ پر ہے مقام کیا۔ خانمذکور دوسرے روز موضع مورتاڑ سے کوچ کرکے نزدیک آکر ٹہرا
ابتدا لڑائیکی جزائر بانونسے ہوی بعدازان ہر دو جانب کے سوار پیادہ ہوکر خوب لڑے کامل یک
پہر تک جنگ ہوتا رہا چونکہ ہر دو افسر یعنے خانمذکور اور راؤ مزبور فیل پر سوار تھے آخرکار ہر دونے
اپنے اپنے فیلان سواریکو مقابل اور قریب کرلئے خانمذکور تیراندازمین مہارت کامل رکہتا تھا ایک
تیر راو مذکور پر چلائی اُس تیر سے راو مذکور کی دستار سر سے اوڑگئی اور وہ جہکگیا خواص نشین
خانمذکور سے نے کہا کہ اگر حکم ہو تو بندوق سے اوسکا کام تمام کرتا ہون خانمذکور نے کہا کہ یہ شخص
محاسبہ دار سرکار کا ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو گوشہ کلسنے گرفتار کرون اس عرصہ میں بین تہے کہ
راو مذکور کے سپاہیونسے کیسکا تیر اجل پیشانی پر خانمنظور کے پہونچکر اندرون مغز سر داخل ہوگیا
خانمذکور اوسیوقت سرنگون ہوکر جان بحق تسلیم ہوگئے خانمذکور کی فوجکو ہزیمت اور شکست ہوگئی
تمام لشکری لوگ ہر طرف کوہ و صحرا مین فرار ہوگئے راو مذکور اونکا تعاقب کرکے اونکے اسباب
لوٹ لاکر فتحیاب ہوکر نرمل پہونچا جو جو زمیندار سرکار اِلگندل کے تائیداً ہمراہ خانمذکور کے تہے
اون تمامونکو گرفتار کرکے نرمل لاکر اونکے گلے مین آویزان کرکے کوچہ و بازار مین بڑی رسوائی
اور عذاب سے پہرا کر مقید کرکے ہر ایک سے جرمانہ لیکر چہوڑدیا۔ خانمذکور کی نعش کو مورتاڑ پرگنہ بالکنڈہ
مین دفن کئے ذکر محاربہ سرپا راؤ و نواب عبدالہادیخان کیساتھ اور بعض امور
جو اس ضمن مین ظہور پائے۔ جبکہ سرپا راو مذکور فتح نصیب خان پر فتحیاب ہوگیا اوسکا غرور اور

کبر دوبالا ہوگیا۔ اپنے برابر کسیکو سمجھتا ہی نہین تھا۔ فوج سابقہ کے سوائے اور نئی فوج سوار و پیادہ کی بڑے استقلال کیساتھ نوکر رکھکے بڑی ہوشیاری سے اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاقاً میر آغا نامی جمعدار نامدار بڑا بہادر اہل اسلام دکن سے ساتھ ایک سو سوار ذاتیکے اوس راؤ مذکور کا نوکر تھا۔ شیخ لطف اللہ سے جسوقت مقابلہ ہوا ہر دو طرف کے نامی لوگون نے اچھی طرحسے جوانمردی کی دی حالانکہ وہ دونون طرف کے لوگ آپسمین قرابت قریبہ رکھتے تھے ہنگامہ آرائی کیوقت کوئی خیال آپس کا نہین کیے تھے ایسے بہادر و دلیر تھے کہ اونکی بہادری اس نواحمین مشہور و معروف ہے۔ حاصل کلام ایک شخص جمعدار مذکور کی برادریکا ایک شخص کو خانہ جنگی کرکے مار ڈالا۔ راو مذکور یہ خبر کشت و خونکی سنکر بہت غضبناک ہوکر قاتل کو طلب کیا چونکہ قاتل جمعدار کا قرابتی تھا جمعدار اوسکے سپرد کرنیکو بےحمیتی خلاف شان شرافت و بہادری کے جانکر سپردگی سے مجرم کے انکار کیا سرکار اونے اپنی جمعیت کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ ادہر جمعدار بھی بجائے خود مستعد اور مسلح ہوکر منتظر وقت کا ہو بیٹھا اس تنازعمین ثقہ اور عمائد لوگ درمیانمین آکر طرفین کے فساد و عناد کو رفع دفع کروادیے جمعدار مذکور اوسیوقت حساب کروا کر برطرف ہوا اور کے نرمل سے رخصت کیے جمعدار مذکور نرمل سے کوچ کرکے عازم تعلقہ ماہور ہوا۔ ماہور مین نواب عبدالہادی خان امرائے خاندان آصفی سے تھے اور اس خاندان سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ فوجداری قلعہ ماہور وغیرہ کی انکے نام سے تھی۔ جمعدار مذکور بتلاش معاش فائز ماہور ہوکر نواب عبدالہادی خان کے رفیقونکے استصواب و ذریعہ سے نواب کی ملاقات حاصل کی پھر بعد عرضداشت احوال کے بمشاہرہ قرار ماہوار سے معہ جمعیت ایکسو سوار اپنے نوکر ہوکر بڑی حکمت و تدبیر سے نواب مذکور کے مصاحبین مخزین سے ہوگئے۔ جبکہ طریقہ مصاحبت اور مکالمت کا خوب مل گیا ایکروز بسبیل تذکرہ پرگنہ نرمل کا ماجرا اپنے خیرہ سری راو مذکور کی مفصل نواب کے ذہن نشین کرکے آمادہ کیے کہ قلعہ

نرل کا اس باغی و طاغی سے لیکر سرکار مین داخل کرنا اور اس مفسد بے باک کو قرار واقعی تنبیہ کو پہونچانا کہ نرل سے نکلجانے پہر دوبارا نرل کا نام نہ لے۔ اس قسم کے بہت سی باتین ترغیب و تحریص ملک ومال کے نواب نے کرکے جمعدار مذکور خود دانستے بانی اس مہم کا ہوکر ہمت کی باندہی اور رات دن نرل کے قلعہ کے اوکہیڑ ہارنیکی فکر و تدبیر مین رہا ایکروز نواب نے ایک خط راؤ مذکور کو لکہا پیشگاہ حضور سے نرل کی قلعداری مجھکو تفویض ہوئی ہے اب تم اس خط کو دیکھتے ہی قلعہ کے کنجیان لیکر ہمارے پاس اجاؤ اگر خیال کچہ دوسرا رکھتے ہو تو نتیجہ اچہا نہ ہوگا جب مرسلہ راؤ مذکور کو پہونچا راؤ مذکور اوسکے مضمون سے آگاہ ہوکر جواب لکہا کہ نرل کا قلعہ بغیر آپکے قدم رنجہ فرمانے اور تشریف لانیکے ملنا امر محال ہے اسصورت مین دیر نہ فرمائیے جلد تشریف لائیے قاصد جواب لیکر ماہور پہونچا نواب جواب ناصواب دیکھکر بہت ہی غصہ سے اپنے آپ پیچ کہا کر روز بروز نئے نئے فوج و سوار و پیادہ کی نوکر رکھکر پانچہزار کی فوجکے ساتھ ماہور سے کوچ کرکے متوجہ نرل کے ہوے۔ راؤ مذکور بھی نوابکے کوچ کی خبر سنکر اپنے تین ہزار فوج کیساتھ سوار و پیادہ موضع نرساپور پر جو کہ نرل سے سات کوس کی مسافت پر جانب مغرب واقع ہے پہونچکر مقام کیا۔ نواب مذکور بعد طے منازل کے موضع کامول پرگنہ بہنسہ پر پہونچے راؤ مذکور نرساپور سے فوراً دوڑ کر لڑائی شروع کی صبحسے دوپہر روز تک آتش جنگ کی توپ تفنگ اور جزائل اور بانسے ہوتی رہی شدت لڑائی اور توپخانہ کی دہنکار سے نواب کی فوجکے قدم ڈگمگا کر ایک رو بفرار ہوے ویسی حالت نامناسب مین نواب مذکور گہوڑے سے اوترکر تیر و ترکش کیساتھ کہڑے ہوکر کہنے لگے کہ مین اس کافر کے روبرو سے نہین بھاگونگا یہانتک کہ اپنے تئین شہید کرواون۔ جمعدار مذکور نے عرض کیا کہ تلف ہونا خاص لوگونکا ایسی جگہ کچہ ناموری نہین رکہتا ہے۔ جنابعالی سوار ہون مین اس لڑائیکو پوری کرونگا۔ نواب نے جب نقش جنگ کو ابتر دیکہا چند لوگونکے ساتھ ماہور کی راہ لی جمعدار مذکور کیساتھ پچیس روہی انہین کے خویش و اقارب سے تہے۔ اور سبکے سب

سرخ پوشاک پہنے ہوے تہے راوندکور مخالف کی فوج پر گہوڑونکو دوڑا کر تلوار اور تیر اور نیزہ سے
دلیرانہ و بے باکانہ بہت سے لوگونکو گہاس کے مانند تیغ بے دریغ کرکے آپ بہی ملبوس سرخ رنگ سے
برنگ خون دوبالا سرخ رنگ ہوکر مقتول ہوگئے جمعدار مذکور کے ہمراہیونسے ایک شخص بہی باقی نہ رہا
جام فنا کو نوش کر لیا۔ اسکے بعد راوندکور جو کہ فوج شکست خوردہ سے اس میدان معرکہ مین ملکی
اونکے قتل و غارت سے فراغت پاکر مظفر و منصور جانب تل مراجعت کیا۔ یہ وہی زمانہ تہا کہ نواب
ناصر جنگ سفر کرناٹک کو جاکر افغانان کڑپہ کے ہاتھ سے مقتول ہوکر خلدآباد مین دفن ہوے چنانچہ
انکی تاریخ وفات (آفتاب رفت) ۱۱۶۴ھ تہوڑا سا احوال کرناٹک کا میر حسین کرباتی نے تذکرۃ البلاد مین
یہ سب کچہ لکہا ہے جبکہ ناصر جنگ مظلوم مقتول ہوے خاندان آصفی مین تخلل واقع ہوا۔ انتظام
ملک و مال ریاست مین تفرقہ پیدا ہوگیا ایسے وجوہات سے تدارک یا دامش بدمعاملگی راوندکور کی
نہوسکتی اس سبب سے اس خبیث کو اور بہی شرارت و رعونت کا موقع ملگیا۔ لہذا بعضے قواعد اسلامیہ
مین مثل ذبح کرنے گائے وغیرہ کے مانع ہوکر منادی کرادیا۔ اتفاقاً ان دنونمین قاضی بڑے قاضی
پرگنہ نرل جو کہ مشہر وطن اور مدد معاش وغیرہ سے فارغ البال خوش حال تہے چنانچہ انکے پاس
ایک لاکہ روپیہ نقد موجود رہتا تہا۔ بڑی عزت اور شان و شوکت سے رہتے تہے اونکے گہر شادیکی
تقریب تہی طرفثانی والے باشندگان قندہار آئے تہے گائے ذبح کرنیکی ممانعت سنکر ملول ہوے
حالانکہ راوندکور بعوض گائے کے بہیڑ بکرین وغیرہ اسباب سامان متعلقہ شادی اپنے جانب سے
قاضی صاحب کو تواضع کیا تہا لاکن ساکنین قندہار خورندہ گوشت گاو تہے۔ ممانعت کو سمع قبول
نہ لاکر ذبح کئے۔ جبکہ خبر ذبح گاو کی راوندکور کو پہونچی بڑے غصہ سے قاضی صاحب کو طلب کرکے
بہت ہی خفت اور بیوقعتی سے قاضی صاحب کو اوٹہا دیکر مقید کر دیا۔ ہرچند۔ راوندکور کے معززین
و معتبرین نے بہت کچہہ سعی و استغفار شکی۔ نہین مانا۔ قاضی نرل کو ساتہہ محمد محسن صاحب قاضی گنبہ

اندور کے قرابت اور جنسیت منصب تھی اور قاضی اندور بھی بڑے مالدار دولک روپیہ کے تھے اونہون نے قاضی نرمل کی رھائی کے بارہ مین بذریعہ شاہ نوازخان بہادر صمصام الملک حضور مین عرض کروائے جواب ملا کہ بعد مراجعت سفر برار کے اس رودکرد ار کی تنبیہ خاطر خواہ ہوگی چنانچہ سنہ ایک ہزار والکسو پینسٹھ ہجری مین نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر شاہ نوازخان بہادر صمصام الملک کیساتھ صوبہ برار سرکش اور بدمعاشونکی تنبیہ کرتے ہوے رگھوجی بھوسلہ سے پانچ لاکھ مبلغ نذرانہ کے لیکر وہانسے ماہور اور چکلی کے راستہ سے قصبہ نرمت کو جو نرمل سے بارہ کوس کے فاصلے پر جانب شمال واقع ہے پہونچے راونڈکور نرمل شاہانہ کو بقصور کرکے بہت سی نذرین لئے حاضر ہوکر ملاقات کی کارپردازان حضور نے راونڈکور کو حکمت عملی سے گرفتار کرکے قلعہ گولکنڈہ مین بھیجکر مقید کرادئے۔ اسکا تھوڑا سا احوال غلام علی آزاد نے شروع دیباچہ مین ماثرالامرکے تحریر کیا ہے۔ **ذکر حکومت راجہ نرسنگراو** بعد مقید ہونے سوبا راو کے نرمل کی حکومت نرسنگراو کے نام سے قرار پائی۔ ایکسال تک دیانت و امانت کیساتھ عمل کرکے حسب الحکم حضور تعلقات اورنگ آباد کی نیابتی پر مامور ہوکر روانہ ہوا۔ **ذکر حکومت صف شکنخان** بہادر مجاہد جنگ اور مقید ہونا بہادر مسطور کا بعلت ناحق ناک ڈالنے رسالدار جزائر انداز ونکو حضوری عتاب سے جبکہ نیابت قصبہ نرمل کی صف شکنخان بہادر مجاہد جنگ کے نام مقرر پائی اور بہادر مسطور باشندہ ایران قوم مغل اور مذہب شیعہ سے تھا۔ اور حضور مین خدمت خانسامانی پر رہکر تربیت پاکر مزاج دان بندگان حضور کا بنکر اس خدمت نیابت پر آکر رعایا کو خوش وخرم رکھکے آبادی تعلقہ کو ترقی و بکثیر تحصیل سرکار مین سعی کرتا تھا۔ جبکہ بوڑھا ہوگیا تمام کاروبار کو اپنے بڑے فرزند مسمی علی نقی خان مشہور سبحان بہادر کے سپرد کرکے منخا کردیا۔ بعد دو سال کے سید صالح خان نامی سادات صحیح النسب سے یہ عالم باعمل اپنے زمانہ کے متقی بے نظیر تھے

رہنے والے ایلچپور کے رسالدار جزائر انداز ان حضور کے حضور سے پچیس سوار اپنے فرزند اور
رفیقون وغیرہ سے بحیثیت تنخواہ دار رسالہ ماموراور مقرر ہوکر نرل پہونچے۔ بہادر مذکور شیعی نے بخوف
شدت تقاضائے تنخواہ اندرون آبادی نرل کے آنے نہ دیکر موضع گاجل ہٹہ مین جو نرل سے
بالکل متصل ہے فرودگاہ ٹہرا دیا۔ دوسرے روز سید مسطور پالکی مین سوار ہوکر معہ اپنے دو فرزند اور
پانچ سوار اور چند نفر جزائر انداز کی کچہری مین نرل کے آئے اور بہادر مسطور سے اور اوسکے فرزند خان
بہادر سے ملاقات کی۔ بقول تنخواہ کے جو ساتھ لائے تھے ملاحظہ مین دونون باپ بیٹے کے
لائے۔ ظاہرا بہادر مذکور اور اوسکا فرزند اور کارپردازان اوسکے سید مزبور کی خاطرداری او
دلجوئی کیا رخصت کئے عذر وحیلہ کرنا زر سرکار مین خصوصا تنخواہدارون کی تنخواہ مین عمالونکی
عادت ہوتی ہے خان بہادر جو کہ مدار کار تھا وعدہ امروز فردا کے ٹالم ٹولی پر رکھا۔ دینے کی
کوئی صورت نہین۔ سید مزبور مرد سپاہی شجیع اور دلاور تھے عدم وصول زر تنخواہ سے اور گذر جانیسے تھا مد
وعدہ خلافی مین تنگ آکر قابو جو ہوے۔ اتفاقاً ایکروز سواری بہادر مذکور کی گاجل ہٹہ کیطرف وارد
ہوئی سید مذکور نے فی الفور اس میدان مین بہادر مذکور کے پاس پہونچکر زر تنخواہ کا تقاضا کرکے متعرض ہو کر
کلمات بیباکانہ کئے بہادر مذکور کو خوف جان پیدا ہوگیا چونکہ بہادر مذکور عمر رسیدہ اور تجربہ کار تھا مصلحت
وقت دیکھکر نرمی اور ملائمت سے پیش آکر قسم کہا کر وعدہ واللہ کل دینے کا کرکے اپنی جان بچائی اور کہا
کہ کل صبح تشریف لاکر اپنے روبرو تصفیہ زر تنخواہ کا کر لیجئے۔ سید مذکور تو کام نکلنے سے غرض تھی تصفیہ
معاملہ کو صبح فردا پر رکھکے اپنی فرودگاہ واپس آگئے بہادر مذکور آبادی نرل مین آن پہونچا واقعہ خان بہادر
مذکور کو واضح ہوا۔ خان بہادر مرد جوان تھا کارروائی بھی جوان اور تیز رکھتا تھا۔ اس بات کا کینہ اوسکے بغض
دلمین رکھا جبکہ سید مزبور صبح پالکی مین سوار ہوکر معہ اپنے دو فرزند اور چند نفر جزائر بردار کے بطور سادہ جا
کچہری آئے تھے۔ خان بہادر عداوت سے تالا لگے کہ جن لوگونکو قابو پر بٹھایا تھا وہ لوگ قابو کی جگہ

جلد باہر آکر مزاحم ومانع ہوسے۔ سید مذکور بھی سپاہی آدمی تھے بہادران صاحب جرات کے قرینے سے
پیش آکر بعد شمشیر بازی سخت کے مع ایک فرزند دلبند کے مظلوم مارے گئے۔ دوسرا فرزند خرد بائیس ۲۲ سالہ تھا اور
اونمیں زخم بندوق اور تلوار اور تیر کے اوسپر لگے تھے وہ اوسی میدان میں پڑا ہوا۔ جبکہ یہ واقعہ ختم ہوا
اور ظالم لوگ متفرق ہوچکے وہ سید [illegible] فرزند خرد اوٹھکر اپنے باپ و بہائی کی میت کے ساتھ مدفن تک
آکر دفن سے فارغ ہوکر فرودگاہ پر آنکے [illegible] زخموں کا علاج اور گولیوں کے نکلوانے کی تدبیر کی وہ سیدزادہ
جبکہ اپنے پدر اور برادر کی میت کیساتھ مدفن تک پیادہ پا چلنے لگا ہمراہیون نے اس سیدزادہ کو سوار
ہونے ہر چند کہا مگر قبول نکیا۔ مزار ان سید مظلوم مقتول اور اون کے فرزند کا کاجل بیٹھہ مین واقع
ہے۔ بعد وقوع اس واقعہ کے بہادر مذکور کو معلوم ہوا بہادر مذکور تو مذہب شیعہ سے تھا جزع وفزع بہت
کیا اور اپنی داڑہی اوکھیڑا اور چلایا کہ ہم تو دوست اور شیعہ اہل بیت اطہار رکھے یہ ناشائستگی کیسی ہوی
کہ قیامت تک خون سادات مین مبتلا ہوگئے۔ آخر کار اس دن کی رات کو خان بہادر نے ایک خواب عجیب
وسہیب دیکھا کہ اسکے تالاب کے کنٹے پر دور سے ایک سواری بہت ہی شان وشوکت کیساتھ آئی ہے
اور اس سواری کے بزرگ نورانی عربی لباس سے تخت پر سوار ہین۔ خان بہادر کٹے کے نیچے تنہا کھڑی
رہکر آنے والون سے پوچھا کہ یہ سواری کسکی ہے۔ اس سواری کی جماعت سے ایک نے کہا کہ تو نہین جانتا
یہ سواری مبارک امام ہمام عالیمقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے اس نام مبارک کے سنتے
ہی خان بہادر کو اشتیاق دیدار امام علیہ السلام کا بدرجہ کمال ہوا پس بہت ہی ادب اور ہوشیاری سے
کھڑا رہا تھوڑے عرصہ مین تخت سواری اوسکے روبرو پہونچا دیکھتا کیا ہے کہ اس تخت کے ایک گوشہ
سید مظلوم بھی ہے تخت خان بہادر کی نظر کے برابر ٹھہرا رہا جناب امام سید مظلوم سے استفسار فرماتے
تھے کہ اے سید صالح تیرا قاتل یہی ہے اور اپنی چشم مبارک سے خان بہادر کی طرف اشارہ فرماتے تھے
سید مذکور کمال ادب اور نہایت شرف سیادت سے نیچے نظر کئے ہوسے خاموش کھڑے تھے

اسکے بعد تخت مبارک روانہ ہوا اور نظر حضرت امام علیہ السلام کی تحت حرکت مین آئے تک خان بہادر یہ
تھی وہ ظالم اس خواب سے بیدار ہوکر پھر نہین سویا۔ صبحکو بڑے بڑے علماء اور عقلمندونکی محفل مین خواب کو
بیان کیا اگرچہ سننے والے تعبیر خوابکو برعکس و برخلاف اصل بیان کئے تا کہ خان بہادر کو اطمینان ہوجائے
مگر خان بہادر بھی مرد دانا قابل اور عاقل تھا سر محفل علے الاعلان بآواز بلند روتا ہوا ظاہر کیا کہ اسبابت
مین قیامت تک عتاب اس شخص پر اور اوسکی اولاد پر پڑا تم لوگ تو اطمینان کرتے ہو لاکن دولت
اوسکی قریب زوال کے ہے۔ عمر بھر کی کمائی کا مال پامال ہوگا۔ سچ ہے سادات افضل المخلوقات ہین
اونکی محبت اور اونکی مودت اونکے ساتھ مروت امر ضروری ہے لوازم اسلام سے ہے۔ بعد اس واقعہ کے
باقی سوار اور جرائر بردار جسقدر کہ رہ گئے تھے وہ سب کے سب ہمراہی پیہ مجروح سید مظلوم کے بے
نیل مرام ناکام روانہ حضور ہوکر ظلم و بیدادی و بدسلوکی خانمذکور سے استغاثہ کئے۔ بندگانحضور یہ خبر
تاسف اثر استماع فرماکر نہایت ہی نہایت عتاب عتاب سے ایک سو سوارونکو بنا بر حاضر کرنے
صف شکن خان کے معہ فرزندان اور متعلقان اونکے مامور فرمائے۔ اور صف شکن خان کی جائداد وزین
جسقسم کی موثل اسباب اموال اور عمارات بیشقیمتی اور باغات کے اورنگ آباد اور حیدرآباد وغیرہ
جہان جہان ہون ضبط کرنیکے احکام صوبہ دارون اور نائبونکے نام سے جاری ہوگئے۔ خاص
نرل مین جو جو مال و دولت تھی اہل ضبطی کے قبضے مین آکر تمام داخل سرکار ہوگئی اس معرکہ ضبطی اور گرفتاری
صف شکنخان وغیرہ کے وقت مین جو جو علاقہ دار صف شکنخان نرل مین حاضر تھے نرل سے بالکنڈہ
مین متفرق غائب ہوکے فرزندونکی پناہ مین جا بسے۔ صف شکنخان بندگان حضور کے عتاب کی خبر سنکر
سزا ولان سرکار کیساتھ جاتے ہوے راستہ مین ... ... تھی الماس کھاکر مرگیا
خان بہادر قلعہ بلگندل کو بھیجا گیا بقیہ ... گولکنڈہ مین داخل کیا گیا اور اسی قید مین
فوت ہوگیا اوسوقت سے آثار ... صف شکن خان کی اولاد سے سلب ہوگئے ؛

ذکر حکومت سنیت راے ۔ اوسکے بعد یعنے صف شکنخانکے بعد نزل کی نیابت سنیت راے پر رہی دو سال حکومت کرکے حسب الطلب حضور روانہ حیدرآباد ہوا ۔ **ذکر حکومت رگھوناتھ پنڈہری** بعد معزول ہونے سنیت راے کے رگھوناتھ پنڈہری جو مامور ہوا اوسکی وجہ خاص یہ ہے کہ سنیت راے سے معاملہ انتظام نزل کا جیسا کہ صف شکنخانکے عملداری مین تھا بخوبی نہوسکا تحصیل سرکار مین نقصان ہوا لہذا دوہی سال پر سنیت راے کا معاملہ ختم کیا گیا ۔ اس بناپر رگھوناتھ پنڈہری جو کہ صف شکنخانکی حکومت مین خان بہادر کے ... ساتھ بڑی خیرخواہی سے رہتا تھا اور تمام معاملہ کا عنوان خوب جانتا تھا سنیت راے کے عمل کا جب دو سالکی مدت گذرگئی کارپردازان حضور سے واقفیت اپنے معاملہ نزل سے ظاہر کرکے خیل معاملہ نزل کا ہوا اور عرض کروایا کہ امانات محفوظہ خان بہادر جو جو جہان جہان سیٹھ ساہوکار تھے اور اونکا پتہ ملتا نہین تھا اور خان بہادر قید مین ہے اوسکی زندگی تک کوئی ظاہر نہین کرے گا مجکو اگر سرکار نیابتی نزل پر منصوب فرماوے تو تمام معاملہ کو درست کر تبلاؤنگا اور محفوظہ امانت خان بہادر برآمد کرواتا ہون کارپردازان حضور اوسکی اس قسم کی گفتگو کو بہتر اور مناسب جانکر حضور مین عرض کروائے بندگان حضور بھی اس صلاح کارکو پسند کرکے رگھوناتھ پنڈہری کو نیابتی نزل سے سرفرازی دیکے روانہ فرمائے پنڈہری مذکور نزل پہونچکر ایسا مشہور کیا کہ آپ نائبین خان بہادر سے ہے اپنے لیے تجاویز و تدابیر سے معاملہ تحصیل سرکار کو اچھی طرح سے انتظام دیا اور حسب وعدہ حسن سعی سے اپنے مال محفوظہ خان بہادر بھی برآمد کرواکے داخل سرکار کیا اور تحصیل ملک سرکار کو بروقت وصول کرکے حضور مین گذرانتا تھا ۔ **ذکر مخلصی یاناسوریا راؤ کا قلعہ گولکنڈہ کے قید سے بتوسل راے باگن زمیندار علاقہ سرکار میدک اور دلوانا سرکار رام گیر کو بعوض نزل سوریا راو** فوق الذکر جو قلعہ گولکنڈہ مین مقید تھا اسکے قید کی مدت سات سال کی جب گذری ۔ اور کوئی بندگان حضور مین اوسکی رہائی کیواسطے تحریک نہین کرتا تھا اون دنون راے باگن عرف شنکر راے زمینداری سرکار میدک کی جو کہ ...

وپیادہ کیساتھ نوکری مین سرکار کے حاضر رہتی تھی۔ دوسرے زمیندار دستے زیادہ اوسپر حضور کے عنایات
مبذول تھے یہانتک کہ بعض وقت بندگان حضور کے محل مبارک مین باریاب ہوکر عرایض معاملات
اور افراد مطالبات کے حضور کے ملاحظہ مین گذرانتی تھی۔ علاقہ داران سوریاراو بہت ہی عجز وانکسار سے
زمیندارنی مذکورہ کے پاس اپنے آقا کے رہائی کیلئے چارہ جوئی کے اور بہت ہی نرمی اور تملق سے
زمیندارنکو آمادہ کئے زمیندارن مذکورہ نے کہی کہ راؤ مذکور بندگان حضور مین نذرانہ گذرانی تو البتہ
مین اوسکی مخلصی کی کفیل و ذمہ دار ہوتی ہون۔ علاقہ داران راؤ مذکور کو اطلاع دی اوسنے ایسا کہا کہ
مین سوریاراؤ ہون ایک عورت ضعیفہ کے وسیلے سے اپنی رہائی نہین چاہتا ہون۔ ہان اگر کوئی
مرد ہوئے تو مضائقہ نہین آخر کار راوسکے علاقہ دارونکے سمجھانیسے بتوسط زمیندارنی مذکورہ کے
مبلغ یک لکھ روپیہ نذرانہ قبول کرکے قلعہ سے رہائی پائی اور بعوضہ تمامہ ترل سند جاگیر سرکار رامگیر
کے حضور سے حاصل کرکے اپنے جانب سے مہاراؤ نامی کو وکیل بندگان حضور مین رکھکے رخصت ہوا
بعد ازان پہر جمعیت سوار و پیادہ کو از سرنو نوکر رکہتا ہوا عازم رام گیر کا ہوا جمعداران قدیم اور نیز
رفقائے صمیم ساکنین جو جو تہے بعد واقعہ مقید ہونے اوسکے ایک تلاش معاش متفرق مقامو
پھیل گئے تھے اون تمامونکو اپنی رہائی سے خوشخبر دیکے طلب کیا جبکہ آگئے بیش قرار و معقول مواجب
سے نوکر رکہا غرض کہ رام گیر کے مدخلت تک ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سوار و پیادہ کے ساتھ پہونچکر
قلعہ رام گیر کا محاصرہ کرکے مورچہ بندی قایم کی کہتے مین کہ اوس قلعہ کے پانچ حصار گرداگرد مین منجملہ ان
اونکے تھوڑے ہی عرصہ مین ہمت باندہکر دو حصار پر تو قابض ہو گیا حصار سیوم پر توجہ کی تھی کہ تعلقدا
اور متصدیان اور رعایا اوس نواحکے راؤ مذکور کا غلبہ اور دبدبہ دیکھکر پیام وسلام رجوع کا کہلا بھیجے اور
آمد و رفت شروع کئے۔ ایکروز رام گیر کے قاضی واسطے ملاقات اس شیر بیر الغضنفر سوریاراؤ کے پاس
گئے تھے بعد خیریت پرسے طرفین اور باتین اتفاق کے کفر و اسلام کا ذکر درمیان مین آیا راؤ مذکور

منافی ہے آئین اسلامی سے کدورت تھی قاضی راہگیر کو جو کہ بزرگوار اور اہل تھے شریعت اور طریقت کے
اوسی بغض تکرار لایعنی کرکے اور سخنان غیر واقع کہکر اپنی محفل سے بڑی خفت اور توہین سے نکلوا دیا
قاضی صاحب وہین سے بہت داغ حسرت افسوس سے داد داد کہتے ہوے حیدرآباد جاکر ہوئے کی
کیفیت جہیاکہ اوسوقت کے دادخواہوں کا شعار تھا گلے مین ڈالکر مکہ مسجد کے دروازہ پر فریاد اور الغیاث
کہتے ہوے بیٹھے رہے۔ ذکر مامور ہونا افواج سرکاری کا واسطے تنبیہ سر یار او کے ور
فرار ہونا راؤ مذکور کا رام گیر سے اور مخفی رہنا اوسکا موضع پرکٹل پرگنہ بالکنڈہ مین ۔ جو
بندگان حضور واسطے ادائی نماز جمعہ کے مکہ مسجد کو تشریف لائے تھے۔ قاضیصاحب وہان ٹھیرے
بعد جمعہ آیا حسب معمول تشریف لائے۔ قاضیصاحب بصورت دادخواہان پیش ہوگئے۔ بندگان
حضور قاضیصاحب کا حال تباہ کو ملاحظہ فرماکر اور مضمون فریاد کو سنکر فی الفور حکم فرمایا کہ پانسو سوار
اور پانسو پیادہ بنابر باخوذی اور حاضر کرنے اس بدکردار کے بھیجے جاوین۔ مہاراؤ وکیل اوس بدکردار کا
بلدہ مین رہنا تھا ایک خط آگہی کا لکھکر ایک قاصد تیز رو کیساتھ راؤ مذکور کیطرف روانہ کیا کہ پہلے کے
ہی ذلتین گذر کر چنداں کچہ عرصہ بھی نہین ہوا کہ یہ خطائے فاش تم سے خطائے سابق سے زیادہ بدتر سرزد
ہوئی کہ قاضیصاحب بزرگوار کو ذلت اور خواری سے اپنے پاس سے نکلوا دیا ہے یہ امر تمام اہل اسلام پر شاق اور
ناگوار ہوا ہے اور بندگان حضور کو بہت ہی غضب مین لایا ہے اس سبب سے حضور کا حکم ہوا ہے کہ ہزار
سوار اور پیادہ واسطے تنبیہ اور گرفتاری تمہارے مقرر ہو جاوے اگر اس دفعہ تم پکڑے گئے تو جان جانے
کی نوبت پہونچے گی پس مناسب وقت یہ ہے کہ تم اپنے کو آپ ہلاک کرلو یا کاسی کیجانب بھاگ جاؤ۔ قاصد بہت
تیز رو ویسے داخل راہگیر ہوکر اوس خط کو پہونچایا اور زبانی بھی جو کچہ کہ جانتا تھا ظاہر کیا۔ راؤ مذکور اپنی خرابیکا
مضمون دیکھکر ہو غم باختہ ہوگیا اور تمام رفقائے قدیم ساکنین نرمل کو فراہم کرکے خط موصولہ کا مضمون
سنایا اور ہر ایک سے مشورہ مصلحت کا پوچھا ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلہ اور لیاقت کے موافق رائے زن ہوا

لاکن کسیکی رائے اوسکو پسند نہین ہوئی اپنی رائے سب سے بیان کیا کہ تم لوگ باپ دادے سے پرورش پائی ہوئے اس خاندانکے ہو مین نے ایک تدبیر سوچی ہے وہ یہ کہ مین اگلی شب مین یہانسے نکلجاتا ہون تم تمام موافق معمول کے مورچون پر جاکر تمام جمعیت کو آگاہی دو کہ کل کے روز صبح کے وقت قلعہ پر یورش مقرر پائی ہے اپنے اپنے مکانونمین توپ کی آوازکے منتظر رہین جبکہ توپ چلیگی سب کے سب ایکدم سے ہر طرفسے حملہ کرو جبکہ بالکل صبح ہوجائیگی ضرور میرے فرار ہونیکی خبر مشہور ہوگی تمامی میرے وابستگان لامحالا منتشر ہونگے تم تمام پراگندونکے ساتھ نرل جاکر اپنے عیال و اطفالمین پوشیدہ رہکر بیکاری ظاہر کرو اور بتدریج تجویز بہمدست تسخیر نرل کے قلعہ کی کرین مین اس حل مشکل کے صلہ مین تم کو بہت کچھ سرفراز کرونگا پس اس قسم کا انتظام اپنے کام کا اپنے بھروسے اور اعتمادی لوگونکو بتلاکر آدھی راتمین وہانسے بھاگا موضع یرکل پرگنہ بالکنڈہ پھونچکر چھپا رہا جسوقت کہ راو مذکور نے انتظام بالا تبلایا اوسی مطابق تمام مستعد یورش اور منتظر آواز توپ کے تھے صبح تو ہوگئی مگر آواز توپکی کہین سے آئی نہین جہانکے وہان لوگ بیٹھے رہے شہرت ہوگئی کہ راو مذکور شباشب فرار ہوگیا اس خبر کے سنتے ہی اوسکے تمام سپاہ بڑی ہی ندامت سے پشیمان ہوکر آوارہ ہوگئے نرل کے باشندے سوار و پیادہ سے قریب چار سو آدمیکے نرل آگئے اور اپنے جانبری اور سلامتی حال پر مطمئن ہوئے۔ **ذکر تسخیر نرل کے قلعہ کا رفقائے راو مذکور فتور اور فریب سے اور بعض واقعات اون ایام کے۔** سورپاراو کی فراہمی کے زمانہ مین راہگیر سے نرل پر اوسی رگناتھ پنڈہری عمل تھا جسکا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ رگناتھ پنڈہری مغروران راہگیر کو جو نرل آئے تھے اندرون آبادی آنے نہ دیکر ایک ماہ تک بیرون رکھا۔ آخر کو بعضے ثقہ اور معتمد لوگونکے کہنے سے اونکی سکونت اور مکانات نرل ہی مین ہونیسے ہر ایک سے یعنے مسلمانونسے قرآن مجید کی قسم اور ہنود وونسے وید کی لیکر نرل مین داخل ہونے کی اجازت دی۔ تمام تابعین راہگیر کے کیا سوار اور کیا پیادہ نرل پہونچکر اپنے مکانونمین اقامت کئے اور باطن مین نرل کے قلعہ کی تسخیر کا قابو ڈہونڈ رہے تھے۔ بعد دو ماہ کے عشرہ

محرم پہونچا۔ محرم کی پانچوین کو قابو جو لوگون نے آپسمین بظاہر خانہ جنگی کا ایک آتیکا کرکے آمادہ جنگ کے
ہوکر محلہ قصبہ مین متصل ٹہ اپہنچے جو کہ ایام عشرہ محرم مین خلقت کا ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دہوم ہوتی ہے اپنی
صف کو جمائے او تقریب تہا کہ تلوار چلے اس عرصہ مین معتبرین مردم درمیان مین آکر طرفین کی فہمایش
کردی جبکہ یہ ہنگامہ موقوف ہوگیا قابو جو لوگ اپنے مکانونکو جاتے ہوے اپنے راستہ سے لوٹ کر قلعہ کے دروازہ
پر پہونچکر دروازہ کہولکے اندرون قلعہ داخل ہوگئے اور قلعہ کو اپنی تسخیر مین لے لئے اور توپونکی آوازین
چلانے۔ اس واقعہ کے ہوتے ہی عامل نرل فرار ہوگیا اوسکا اسباب نقد و جنس جو کچہ کہ تہا سب لوٹ
لئے۔ سوریا راؤ موضع ریکل مین جو مخفی تہا نرل کا قلعہ اپنے رفقا فتح کرنیکی خبر سنکر بہت ہی خوشدلی سے
داخل نرل ہوگیا۔ اوسکے جمعدار اور رفقا اس مہم عظیم کو بڑی جانبازیسے انجام دی اوسکے صلہ مین سوریا راؤ
بہت ساری انعام سے اونکو خوش کیا نرل کا قلعہ فتح ہونے کے بعد شب روز راؤ مذکور نے خلایق کی خانہ
برانداز یکی فکر پر کمر باندہی ہر ایک پرگنہ اور تعلقہ کے گرد نواحمین غارت گری اور لوٹ مار شروع کی اور
خرابی اور مردم آزاری سے ہزارہا روپیہ حاصل کرتا رہا۔ اور تعلقدار اور زمینداروں سے زر نقد جبراً طلب
کرتا اگر اتفاقاً کوئی تعلقدار یا زمیندار ارسال زر مال مقررہ مین غفلت اور سستی کرتا تو اوسکی کم بختی
آتی قابو دیکہکر اوسکو مسمار چور کر ڈالتا چنانچہ ایک واقعہ پرگنہ ملغرب کا واقعات سے ہے سوریا راؤ کے
ہے یہ کہ پرگنہ ملغرب نرل سے جانب مشرق بفاصلہ سولہ کروہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہانکا زمیندار
اہل اسلام سے شاہجہان بادشاہ کے عنایات سے پرگنہ ملغرب کی حکومت اور زمینداری پر مامور اور
قابض اور خود مختار رہتے تہے۔ راؤ مذکور اونسے عداوت پیدا کرکے جانی دشمن ہوگیا فرصت اور قابو دیکہکر
ایکبار نرل سے ملغرب پر دوڑ مار کر بستی کو تاخت و تاراج کرکے وہانکے گڈہے کو کہود واکے زمین کی
برابر کردیا اور کامل تین سال تک وہان اپنا عمل جمایا۔ وہانکے زمیندار جان و آبرو کے خوف سے
وطن چہوڑ غربت اختیار کرکے دبالک چہاپٹہ طرف سکونت اختیار کئے۔ اور رعونت اور خانہ جنگی

اس سفاکی کی یہ ہوئی کہ پرگنہ اندور کے دیسپانڈیہ سے جو کہ مرد متمول اور زردار تھا دستبرد ڈاکہ
اور غارت بھجوا کے مبلغ ایک لاکھ روپیہ کامل منگوالیا ۔ ذکر معین ہونا افواج سرکار کا ساتھ
سرکردگی غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ کے سوریا راؤ مذکور کے تنبیہ پر اور روانہ
ہونا بہادر مذکور کا ناکامیابی کیساتھ سنہ ایکہزار ایکسو تر ہتر ہجری غلام سعید خان بہادر
سہراب جنگ بارہ ہزار سوار و پیادہ کیساتھ حسب الحکم بندگان حضور تنبیہ راؤ مذکور پر مامور ہو کر بعد طے
مراحل و قطع منازل موضع نرساپور پر آنکر مقام کئے ۔ راؤ مذکور یہ خبر سنکر نرمل سے لشکر کثیر کو مقابلہ پر
بہادر مذکور کے روانہ کیا دوسرے روز موضع مذکور کے میدان مین لڑائی بڑی شدت سے واقع ہوئی اس
لڑائی مین دو جمعدار معتبر فوج بہادر سے ہلاک ہوگئے ان دونوں کے مزارات آبادی موضع کے دروازہ
مغربی پر واقع ہے اسکے بعد بہادر مسطور نے راؤ مذکور سے صلاحکار چاہی مگر راؤ مذکور نے سوائے شمشیر اور
تلوار کے کوئی بات نہین کی ۔ لہذا بہادر مذکور برآمد مدعا یہ کہکر بے نیل مرام حیدرآباد کو واپس چلے گئے
ذکر مامور ہونا قادر صاحب گارڈی کا حضور سے واسطے مہم نرمل کے اور روانہ ہونا راؤ
مذکور کا ہمراہ قادر صاحب مذکور کے حضور کے پاس ۔ سنہ ایکہزار ایکسو چوہتر ہجری لشکر سرکاری متوجہ
صوبہ برار تھا اثنائے راہ سے قادر صاحب ساتھ پانچہزار لین اور دوہزار سوار و پیادہ و ضرب توپ کے بنا بر
تنبیہ راؤ مذکور کے بھیجے گئے بندگان حضور سے رخصت ہو کر موضع پیپری جاگیر مشائخین پر جو کہ نرمل سے
بارہ کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب لب دریائے گنگ واقع ہے فایز ہو کر راؤ مذکور کو پیام کہلا بھیجے کہ
اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے تو میرے ذریعہ سے بندگان حضور کی ملازمت حاصل کر لے بعد حصول ملازمت
تمام تقصیرات معاف ہو کر پھر قلعہ پرگنہ نرمل کا ملجائیگا تو تو اپنے ہمعصرون مین بڑا شاندار کہلائیگا اس میرے
قول پر بالکل شبہ نکر کے چلے آئیو ۔ راؤ مذکور اس پیام کو قبول نکر کے اسباب جنگ سے پیش ہوا ۔ اس
عرصہ مین خبر پہونچی کہ سواری بندگان حضور کی بارادہ تسخیر قلعہ نرمل کے متصل لوہ گاؤں کے رونق

افروز ہوی ہے عنقریب سواد نرمل پر وارد ہونگے۔ راؤ نذکور اس خبر کے سنتے ہی اپنے ساتھیون سے
مشورہ کیا تمامی ہمراہیون نے اسکے قادر صاحب رضا کی ملاقات کرنے کی رائے دی اس رائے کو سنکر راضی
ہوکر قادر صاحب رضا کے جوابمین کہلا بھیجا کہ ملاقات آپکی اور میری بالکل سادگی سے چند آدمیان قلیل التعداد
کیساتھ ہونا چاہئیے جمعیت وغیرہ زیادہ لوگ طرفین کے نہون مشارالیہ اس کیفیت کو استماع کرکے چند
آدمیونکو ہمراہ لیکر موضع پے پر سے کوچ کرکے چٹیال پر جوکہ نرمل سے دو کروہ کے فاصلہ پر جانب مغرب
واقع ہے فایز ہوے۔ راؤ نذکور بھی نرمل سے چند آدمی لیکر چٹیال پر پہونچا پہر تو جانبین مین ملاقات
ہوی خیر خیریت کے بعد بات ایسے قرار پائی کہ بالفعل ایک بیرق سرکاری پچیس جوانان لین کی
نرمل کے قلعہ پر بعنوان تھانہ سرکار رکہین تاکہ سبکو معلوم ہو کہ تھانہ سرکاری نرمل کے قلعہ پر قایم ہوا ہے
اسکے بعد تم میرے ہمراہ اپنے جمعیت کیساتھ چلکے ملازمت بندگان حضور کی حاصل کرو۔ راؤ نذکور بڑے
بڑے انحرافات اور بغاوت کے باعث نادم اور شرمندہ تھا لہذا خوف زدہ ہوکر اقرار مضبوط
اور پکا لیکر راضی ہوا۔ اور اسباب ضیافت اور مہمانداری کے بھیجکر بیرق اور جوانان سرکار کو قلعہ نرمل پر
متعین کردیا۔ دوسرے روز بڑی ہی ندامت اور افسوس کیساتھ ہمراہ قادر صاحب کے عازم ملازمت حضور کا
ہوکر بمقام موضع کاسرلی پر بموجب قرارداد ملازمت حضور سے مشرف ہوا بندگان حضور بھی تقصیرات ماضیہ
سے اعراض فرماکے بدستور سابق نوکری سرکار ہمراہی سے سرفرازی بخشی گئی۔ **ذکر متوجہ ہونا
افواج مکرر یکا جانب محمد آباد بیدر اور لڑائی اور مقابلہ ہونا فوج غنیم سی نواح
اوسہ اور اودگیر مین تا مقام تالوند ولچہ** جسوقت کہ لشکر حضوری بیدر کے حوالی مین خیمہ زن تھا
اوسوقت راؤ نذکور ہمراہ رکاب تھا اور جاسوسان شاہی آگہی دی کہ افواج مرہٹہ ضلع اوسہ اور اودگیر
مین منتشر ہوکر بالکل لوٹ مار شروع کئے مین بندگان حضور اس خبر کے استماع سے اودگیر طرف توجہ فرمائے
جب مقابل ہوگئے خوب جنگ ہوا اوس جنگ مین راؤ نذکور اپنے ہمراہی کے ساتھ بڑی بہادری تبلائی

اس بہادر نے اپنے جرائم سابقہ کی رفع کروایا۔ اور بندگان حضور اوسکی جانبازی دیکھکر پانچہزار روپیہ سے سرفراز بخشی اور راجہ بلونت جنگ کا خطاب بھی عنایت ہوا۔ اس جنگ مین لشکر حضور افواج غنیم مین محصور ہوگیا تھا روزانہ کوشش کوچ کی کیجاتی تھی بہرحال آہستہ آہستہ موضع ناندولچہ پر سواری بندگان حضور کی پہونچی اوسوقت سپہ سالاران غنیم کے آپسمین قسم عہد موکد کرکے ساتھ سرکاری فوجکے ایسا جنگ کئے کہ تمامی فوج قلب لشکر اسلام کی مقتول اور پامال گھوڑونکے سمونمین روندے گئے کشتہ ہوگئے اور مجروح ہوگئے اس معرکہ مین نواب جعفر علیخان اور قادر صاحب گاڑدی راجہ نبے محمد خان زمیندار پرگنہ بلغرب وغیرہ سرداران معتبر مقتول ہوگئے۔ راؤ مذکور اپنے رفیقونکے ساتھ اسی میدان معرکہ مین زخمی ہوکر پڑا تھا۔ جب فیمابین بندگانحضور اور غنیم کے سوال وجواب صلح کے پیش ہوے اور راجہ رایان کو معہ دفاتر ممالک دکن کے نزدیک رگھوپنڈت پردہان کے بھیجے قلعجات اور مکانات جب غنیم سے واگذاشت ہوگئے بندگان حضور رجعت جانب حیدرآباد فرمائے۔ اس جنگ ناندولچہ کے احوال تزک آصفیہ مین بھی کسیقدر مرقوم ومذکور ہے۔

ذکر فوت ہونا سیہ باراو کا بعارضہ سرطان ضلع ناندیڑ مین

سنہ ایکہزار اور ایکسو چہتر ہجری سے ہین جبکہ بعد انتظام سفر برار کے نواح اورنگ آباد سے بندگان حضور کوچ فرمائی اور راؤ مذکور ہمراہ رکاب تھا جسوقت کہ لب دریائے گنگ گوداوری مقام سرکار کا ہوا وہ مقام بہت دلچسپ اور فرحت فزا نظر آیا لہذا کئی روز مقام کا اتفاق ہوا۔ دفعتہً راؤ مذکور پر باقتضائے مشیت ایزدی آثار مرگ پیدا ہوگئے یعنے عارضہ سرطانکا نمودار ہوگیا اس سے بہت تکلیف اور مصیبت مین مبتلا ہوگیا ہرچند علاج وغیرہ بہت کچھ کیا گیا چونکہ قضا آگئی تھی مرگ موجلہ علاج اور دوا و دعا سے ٹلتی ہے کوئی دوا مفید نہین پڑی کارگر نہوئی آخر فوت ہونا پڑا او فوت ہوگیا۔ کل من علیہا فان بعد فوت ہونے راؤ مذکور کے کارپردازان حضور کا اشارہ ہوا تھا کہ تمامی اسباب و اثاثہ اور خیام اور نقد جو کچھ کہ ہو منضبطی کا عمل آوے اس عرصہ مین میکاجی پنڈت دیوان اور سیورام پنڈت بخشی یہ دونون کارکن

اور رکن دولت راو مذکور تھے ساتھ متصدیان سرکار کے موافقت پیدا کرکے با دخال نذرانہ سرکار
گنگا راو متوفی کے برادر زادہ کے نام سے سند بحالی نرمل کی بدستور سابق حاصل کرکے نرمل پہونچے

ذکر حکومت گنگا راو اور موقوف ہونا اوسکا اور تفویض ہونا نرمل کا ابراہیم بیگ خان

دہونسہ کو ۔ گنگا راو اونچے آدمی اور جسیم اور آرام طلب تھا۔ لہذا تمامی کاروبار مالی اور ملکی کارکنونکے
اختیار مین دیکر آپ بتونکی پرستش مین اور برہمنان پنڈت کی مصاحبت مین اور اختلاط آیا و اروپ ممن
مصروف الاوقات رہکر ہمیشہ ہری کتھا اور وید پران سنا کرتا اور اہل اسلام کی ملاقات سے سخت نفرت رکھتی
یہہ روز تیرہ ہے تک کسی مسلمان کا منہ نہین دیکھتا تھا۔ بجا آوری اطاعت سرکار مین بقاعدہ معمولی
سالانہ اپنی برادر میں سے کسی ایک کو روانہ کردیتا تھا اور کبھی آپ بھی جاتا تھا ۔ سنہ یکہزار اور ایکسو چوراسی ۱۱۸۴
ہجری مین حسب الحکم بندگان حضور افواج سرکاری بہ سرکردگی میر موسی خان بہادر رکن الدولہ اور ابراہیم بیگ خان
دہونسہ وغیرہ امرا ذوی الاقتدار کے واسطے تسخیر قلعہ کلیانی کے بعد فوت ہونے راجہ رامچندر کے اوسکی زوجہ بخیال
خام اور عقل ناقص اور تدبیر باطل اطاعت سرکار اصفی سے خارج تھی اور بہ تصور مقابلہ سرکار اپنے قلعہ کو محکم
اور استوار کرکے ساز و سامان جنگ سے مستعد بیٹھی تھی افواج سرکاری بہ شدت و حدت وارد سواد کلیانی
ہوکر ایکبارہ بہت اچھی طرح سے گوشمالی دیکر تھوڑے ہی عرصہ مین قلعہ کلیانی کو تصرف سرکار مین لے لئے ۔
بعد ازان حسب اشارت والی ریاست بندگان حضور بعزم تسخیر نرمل وہانسے کوچ کرکے بعد طے منازل
نواح نرمل مین داخل ہوکر موضع کوٹلہ اور سدا پور پر قیام کئے ۔ ابراہیم بیگ خان بہادر ضابطہ جنگ دہونسہ
اپنی فوج کے ساتھ موضع یلا پلی پر جو نرمل سے بفاصلہ ایک کروہ سمت مشرق واقع ہے فروکش ہوکر پوچم پیٹہ
کے ٹیلونکے اوپر مورچہ قایم کرکے توپ اور بندوقین چلانا شروع کئے ۔ راو مذکور بھی اندرونی فوجکے ساتھ
پانچ روز تک بڑی بہادری سے مقابل و مقاتل رہا۔ چھٹے روز خواہان امن ہوکر حیدر آقا نامی جمعدار کو جو
برادر راجہ میر آقا کا تھا زر نذرانہ اور عرایض کیساتھ خدمتمین بندگان حضور کے روانہ کیا۔ بعد ملاحظہ عرضی

عفو جرائم ہوکر پیشگاہ حضور سے بعوض نرمل سند جاگیر اور زمینداری پرگنہ اوٹنور راؤ ندکور کے نام مرحمت ہوئی وصول سند کے دوسرے روز قلعہ نرمل سے اوتر کر راؤ ندکور راہی اوٹنور ہوا۔ بیان ہے واقفین کا کہ راؤ ندکور کو اسمٰعیل خان پنی سے کمال اتحاد اور دوستی تھی اور اسمٰعیل خان کو ابراہیم بیگخان دہولسہ سے سخت عداوت تھی محصور ہوجانا راؤ ندکور کا افواج سرکاری سرکردگی ابراہیم بیگخان دہولسہ سے سنکر پانچہزار سوار و پیادہ لیکر راؤ ندکور کی تائید میں ایلچپور سے اسپ فیجی پر یعنے بہت تیز راہوار اوس ہمت کے راستہ سے نرمل پہونچکر سن لیا کہ نکل گئے سو روز نرمل کا قلعہ راؤ ندکور کے قبضہ سے خارج ہو گیا پس راؤ ندکور کی کم ہمتی پست دلی پر لعنت ملامت کرتا ہوا ناکام جس راہ سے آیا تھا اوسی راہ سے راہی ایلچپور ہوا۔ حاصل کلام بعد تغیری گنگاراؤ کے تعلقہ نرمل ابراہیم بیگخان دہولسہ کو بطور جاگیر کے سرفراز ہوا۔ گنگاراؤ ساڑہے سات سال نرمل کی حکومت کی۔ تاریخی خبر ہے کہ قوم ایلمہ کی حکومت ساٹھ سال اور ایک قول سے ستر سال تک رہی۔ **ذکر عروج میرزا ابراہیم بیگخان دہولسہ ابن فاضل بیگخان** دہولسہ مرزا فاضل بیگ قدیم اور ساکن ولایت توران کا قوم مغل اور امرائے ولایت سے اپنے تھا۔ نواب نور الدینخان بہادر ناظم ارکاٹ کے پاس چار سو سوار اور تین سو جوانان لین معہ نشان ہاتی اور نقارہ اور شتر سوار کے بصیغہ نوکری سرفراز اور ممتاز تھا اور ہمیشہ سرکاری نوکری میں بڑی کوشش اور جانفشانیسے نام آور تھا۔ لفظ دہولسہ کی تصریح و تشریح اسطرح ہے کہ یہ لفظ (دہولسہ) دکن کے محاورے سے ہے چونکہ مرزا ندکور بہادر مزبور کے کاروبار میں صحیح انتظام کرتا تھا خصوص زمینداران باغی اور مفاسید کی تنبیہ اور گوشمالی بخوبی کرتا یہانتک کہ سبھی سب راہ راست پر آتے چونکہ مرزا کی تنبیہ اور سختی کا شہرہ اس نواحمین پھیل پڑا تھا لہذا باعتبار محاورہ ملک اوسکا لقب دہولسہ قرار پایا۔ اور میرزا مرد فقیر دوست تھا جہاں کہیں سنتا کہ کوئی درویش یہاں مقیم ہے وہاں جاکر بڑی عقیدت سے خدمت کرتا اور استمداد دعائیہ چاہتا اور میرزا کثیر العیال تھا

چنانچہ اس نواحین اوکی کثیر العیالی مشہور ہے۔ ایکروز محفل مین بہادر مذکور کے مرزا سے استفسار ہوا کہ تمہین کتنے لڑکے ہین جوابدیا کہ زبانی یاد نہین فہرست دیکھکر عرض کرونگا۔ بہرحال ایکمدت اپنے آقا کی ملازمت مین وفاداری شکرگزاری سے گزارا۔ بعدازان باقتضائے مشیت ایزدی آو رآب خور مرزا کا تعلق روزگار وہانسے منقطع ہوگیا تھوڑے عرصہ مین بحالت بیکاری جو کچہ کہ سرمایہ تھا ختم ہوگیا زمانہ بیکاریمین تدبیر بسر برد اوقات کی ایسا سوچا کہ تعہد اوراجارہ سے جنگل سے اوراوسکی اجرت حاصل کرے رزق مقسوم جہان کا ہوتا ہے وہان کہینچکر لیجاتا ہے کہ دو چیز آدمی را کشد زور زور یکے آب و دانہ دگر خاک گور۔ اور بتلاش معاش شرط عقل و مقتضائے نیت سے میرزا مذکور بکشش آب و دانہ وارد سرزمین سیکاکول ہوا اوسوقت اوس خطہ کا حاکم ستیارام راج قدردان شرفا اور نجبا اور رعایا اور سپاہ پرور تھا اس سببسے ہر ایک کمال والا دور و دراز سے آتا تھا اور کامیاب اور بہرہ مند ہوتا تھا میرزا کے وارد ہونیکی کیفیت سنکر کسی ایک کو مرزا کے پاس نوکری باستحاج کا پیام دیکر بھیجا چونکہ مرزا بیکاریکی مشقت مین مبتلا تھا فتوح غیبی بخشش الٰہی تصور کرکے قبول کرلیا راجہ مذکور بعد ملاقات کے مرزا کو معہ جمعیت ہمراہی اوسکے اپنی سرکار مین نوکر رکھ لیا اور روزبروز مرزا کی عزت زیادہ کرنے لگا جو ناظم بلدہ حیدرآباد دکن سے عملداری سیکاکول آتا تو راجہ وہان کا مرزا ہی کو بطور وکالت کے بھیجکر سوال و جواب گذاریکا کرواتا۔ اسیطور سے ایک مدت بسر کرکے سیکاکول کے نزدیک اپنے نام سے فاضل پیٹہ نام کا موضع آباد کیا اور اسی موضع مین مکانات پختہ اور بلند تیار کرواکے اپنے رفیقونکے ساتھ اقامت اس موضع کی اختیار کی چندروز اچھے آرام وچین سے گذرے وقت موعود آگیا مرزا فوت ہوگیا بعدفوت اور موت مرزا کے تھوڑے ہی عرصہ مین اس مرزا کی اولاد پر تباہی اور بیکاری طاری ہوگئی سبکے سب پراگندہ اور پریشان ہوکر مقامات متفرق پر پھیلگئی بعضے تو اوسی راجہ کی سرکار مین دیہات کا اجارہ لیکر شان شوکت سے رہے اور بعض عزیز تجار

پیشہ اختیار کئے ذکر عروج ابراہیم بیگ خان دہولسہ مرزا فاضل بیگ کے تمام فرزندوںمین -
ابراہیم بیگ خان دہولسہ صاحب جرات اور صاحب فتوت اور ذی مروت تھا بعد وقوع انتشار حالت
سیکاکول سے نکل جاکر کسی ایک مقام مین دو گھوڑونکی سلحدار ایسے نوکر ہوگیا تھا بتدریج یک منزل
پالکی اپنے پالکی سواریکی جو رکہتا تھا چند کہارونکو نوکر رکہکے اوسپر سوار ہوکر امرا او رمعتبرین وقت کے
پاس جاکر ملاقات کرتا تھا چونکہ انقلاب زمانہ سے کسیقدر عسرت اخراجات بھی ایک آدمی سی دوسرا
آدمی نوکر نہین رکہہ سکتا جس مجلس مین جا بیٹھتا انہین کہاران حمال پالکی سے ایک آدمی کو
ہمراہ لیجاتا وہی ایک کہار مرزا جوتیان وغیرہ درست کر رکہتا ۔ اتفاقات تقدیر اور مرضیات رب
قدیر سے مرزا اوسے راجہ کے سرکار مین پھر مامور لکار سر رشتہ روزگار سے ہوگیا ۔ اور اسی راجہ کی
دربار مین ایک شخص مسمی سید غیرت خان منصبداران پادشاہی سے نواب آصفجاہ کے زمانہ سے
سیکاکول مین وقایع نگاریکی خدمت پر مامور و مقرر رہتے تھے انکا انتقال ہوگیا مرزا ابراہیم بیگ خان
کے ملازم ہونیکے ساتھ ہی سید غیرت خان منصبدار کا انتقال ہوا بعد رحلت منصبدار کے منصبدار
کی دختر کیساتھ مرزا ابراہیم بیگ خان کا عقد ہوگیا اسروز سے مرزا کو روز بروز ترقی دولت ہونے
لگی یعنے مرزا سے سیکاکول کے راجہ کی سرکار مین بڑے بڑے مشکل کام کا انتظام ہونے لگا اور بڑے
بڑے جانفشانیان بتلایا اس کارگزاریکے صلہ مین سیکاکول راجہ نے مرزا کے پالکی منصب
سرزا کو ساتھ جمعیت چہار سو سوار اور تین سو جوانان بار کے سرفراز کیا ۔ ان ایام مین راجہ کو ایک
امر دشوار طلب پیش تھا وہ امر محال یہ تھا کہ زمینداران تعلقہ کیمٹری اور کہوسر ازراہ خیرگی وبغاوت
ادائی مالواجبی مین بیپروائی شروع کئے اور عاملان سرکار کو کچہ خبر نہ سمجہتی زر سرکار چاہتے تو دیتے
چاہے نہ دیتے برین تقدیر راجہ نے مرزا کو اپنے ملازمین معززین سے منتخب کرکے سرکردہ اور افسر
فوج ٹھہراکر دو سرے سوار و پیادہ سرکار کیجانب سے ہمراہ دیکر زمینداران خیرسر کی تنبیہ و تعذیب پہ

مامور کیا مرزا ابراہیم بیگخان رخصت ہونیکے وقت سیکاکول سے مرزا اسد یار بیگ اور بھکو میانکے تمام کے برادران کلان اپنے بیتن جو اجارہ اور تعہد دیہاتسے صورت معاش رکھتے تھے اپنے ہمراہ لیکر عازم مہم ہوا۔ پانچ سال تک اس نواحین بڑے بڑے تدابیر اور ہوشیاریسے دورہ کرکے کمال درجہ کی کوشش کیساتھ مردانگی اور دلاوریسے زمینداران مفسد کو ہموار اور فرمان بردار کیا۔ اس مہم عظیم کے طے کرنیمین سخت جنگ و جدال ہوا اور اس جنگ و جدالین بھکو میان برادر مرزا مقتول ہوگیا اور سلیح کثیر اور غنیمتین خطیر ہاتھ آئے۔ بعد خرچ اور تمامی مصارف کے تمام نقد وجنس مسلسل راجہ مذکور کے پاس ارسال کرتا تھا۔ راجہ قدردان حسن تردداتِ اور خواہی مرزا مذکور کے معائنہ کرکے سر دربار علے الاعلان آفرین اور تحسین کرتا تھا۔ انسان اکثر الاوقات مونس و رفیق شیطان ہے۔ حسد کی آگ کو مشتعل کرتا ہے کسے اپنے ہی ہم جنس کو فراغت اور رفاہ مین دیکھتا ہے اوسکی خرابیکا خواہان ہوجاتا ہے راجہ کے مصاحبین راجہ کی عنایت مفرط مرزا پر دیکھکر اقسام کے شکایات شروع کئے اور کہنے لگے کہ ہماری ریاست مین عجب شخص پیدا ہوا کہ پانچ سالکا عرصہ ہوتا ہے مداخلت مخارج سے اپنے علاقہ کی کچھ اطلاع نہین دیتا ہے۔ قیاسا ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ شخص چند روز مین دائرہ اطاعت و انقیاد سے خارج ہوکر لبغاوت اختیار کرے گا جیساکہ حیدر علیخان بہادر میسور کے راجہ کی سرکار مین نوکر اور معتمد علیہ و مدار کار کا ہوا تھا بعد چند روز کے قابو پاکر مالک ریاست سرنگ پٹن کا ہوگیا ہم چونکہ خیرخواہ دولت اس سرکار کے ہین اطلاعاً عرض کردی اسیطرح سے ہمیشہ اشارتاً کنایتاً شکایتین کرتے رہے۔ آخرکار طبیعت ہموار راجہ کو ناہموار کرکے طرح طرح کے خیالات کو راجہ کے ذہن مین جمادی راجہ بھی مشتبہ ہوکر کسی دوسرے کو اس نواحکا سرکردہ بنا کر روانہ کیا اور مرزا مذکور کو طلب کیا۔ نامہ طلب مرزا کو وصول ہوتے ہی تھوڑے ہی عرصہ مین متصل سیکاکول کے پہونچا ندی جو وہان واقع ہے اس

کنارے پر فروکش ہوکر اپنے ہمراہی کی افواجکو آہستہ آہستہ عبور کروا تا تھا اوسکا منشا یہ تھا کہ بعد
عبور کل ہمراہیونکے راجہ کی ملاقات کرون ذکر ترک کرنا مرزا مذکور کا روزگار راجہ
سیتارام راجکو باوصف فہمایش کے اور عازم ہونا وہانسے بارادۂ روزگار حیدرآباد کو
حاسدونکے حسد سے مرزا مذکور غافل اور خالی الذہن تھا لہذا فوجکو بفرصت عبور کروا تا تھا اس عرصہ مین
نثار علیخان نسبتی برادر حقیقی اور مرزا عاشور بیگخان اقربا سے مرزا کے سیکاکول مین مقیم تھے واقعات
حسامانین سے مرزا کو آگہی دے کہ یہانکے دربار کی کیفیت تمہاری نسبت ایسی ایسی ہے اب تمہارا
یہان آنا مناسب نہین خفت کا سامنا ہے. مرزا مذکور چونکہ ہوشیار اور عقلمند تھا اس خبر کے سنتے
ہی تمام جمعیت ذاتی اور اپنے معتمد جو چار سو سوار اور تین سو جوانان بار دو ضرب توپ رہکلہ
جو کہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اپنے ہمراہ لیکہ حیدرآباد دکن کو پہونچا اودہر راجہ مرزا کے چلے جانیسے آگاہ
ہوکر اکابرین دربار معتمدین سرکار اپنے کو بنابر فہمایش مرزا کے بھیجا مگر مرزا مناسب وقت نجانکر
انکار کیا اس سفر مین مرزا کو پالونچہ پر مقام کرنیکا اتفاق ہوا. اسوقت ایسے رام وہانکا زمیندار
تھا مرزا مذکور کو بہ سبب جماعت کثیر ہمراہ ہونے کے قلت خرچکی لاحق ہوگئی لہذا اس راجہ کے
پاس کہلا بھیجا کہ مین بیکار ہوکر اسقدر جمعیت کیساتھ بارادہ روزگار حیدرآباد دکن جارہا ہون ممکن
ہو تو اپنے مقدور کے موافق خرچ راہ دیدین خالی از یادگار نہین. زمیندار مذکور جواب خشک دیدیا
مرزا مذکور ناچار یک ضرب بکلہ ایک ہزار چار سو روپیہ کو فروخت کرکے راستہ کے خرچ سے
کسیقدر بیفکر ہوکر داخل حیدرآباد ہوا اور پیش از فوز اپنے کریم الدین حسین بلگرامی جو کہ اس مرزا کی
اطاعت رفاقت مین بڑی عزت اور تکریم سے تھا اور وہ ریاست آصفی مین نسبتا مرداعیان
خاندان آصفی کے تھا چنانچہ اسکی کیفیت میر غلام علی آزاد نے اپنے نظم و نثر مین درج کیا ہے
بعنوان وکالت کریم الدین حسین مذکور کو مع عرایض اور نذر حضور مین ارسال کی میر مسطور حیدرآباد

پہونچکر اولاً وقارالدولہ بہادر سے ملاقات کرکے بہادر مذکور کے ذریعہ سے مدار المہام میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ سے ملازمت حاصل کرکے نذر اور عرضی گذرانے۔ مدار المہام بعد دریافت خیریت کے احوال دریافت کئے میر مسطور بہت مناسب وقت کیساتھ عرض حال کیا۔ اوسوقت سواری بندگانحضرت کی متصل باغ گوروندا سکنے بطور سیر کے آئے ہوئی تھی اور اس زمانہ مین بھرتی فوجکی یک قلم بندتھی اسی حالتمین مرزا ندکو حضوری لشکر مین داخل ہوکر بزرگ وامرائے نامدار سے ملاقات کیا۔ تلاش روزگار مین مرزا کو چار مہینہ کا عرصہ گذرا ہرچندسعی بے شمار کوشش بسیار کیا لاکن بحکم کل امر مرہون باوقتہا کارگر نہ پڑی مرزا کے سپاہ پر تباہی اور تکلیف مالایطاق لاحق ہوگئی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی جوکچہ کہ مرزا کے پاس تھا مصارف روزانہ سے کافور ہوگیا تاہم عنایت الٰہی سے نواب مدارالمہام نہایت اشفاق فرمائے مرزا کے حالپر نظر والکر وقارالدولہ بہادر سے مرزا کے روزگار کے بارہ مین سلسلہ جنبان ہوکر فرمائے کہ دریںولا میر حسین علیخان بہادر قطب الدولہ متگاہ خصوص صوبہ داری سیکاکول پر روانہ ہوتے ہین اونکے ہمراہ مرزا کو روانہ کرنا مناسب ہے ذکر دوبارہ آیا تا مرزا ابراہیم بیگجان دسونشنہ کا سیکاکول کو ہمراہ قطب الدولہ کے اور بعد چند روز کے نوکر ہو جانا مشکور انگریزہیمین اور بعضے اوقات سفر تہ نرمل۔ چونکہ رزاق مطلق خلاق ہر جو نے ہر ایک ذیروحکی روزی مقسوم کردی ہے اور جہان جہان انکا آب و دانہ مقدر ہی وہان انکا جانا ضرور ہے۔ پس بتائید یزدانی و اعانت ربانی حسب صلاح وتجویز نواب مدارالمہام اور وقارالدولہ بہادر انتظام روزگار مرزا ندکو ہوگیا حسب الامر بزرگ وامرائے نامدار قطب الدولہ بہادر کی رفاقت سے مرزا بلدتانی سیکاکول کو آکر ایکمدت تک خیرخواہی وجانکاہی کیساتھ اطاعت سرکار مین رہکر خوش گذران رہا۔ خواہان احوال سلف پر مخفی نرہے کہ نواح سیکاکول اور راج محل بہدرا اور کوئٹورا اور کونبیر اور کونڈپلی یہہ تمام علاقہ جات موسی بہوسی کی زرتنخواہ کی عیوض مین مقرر رہتے اور موسی بہوسی افواج فرانسیسی کے سرگروہ رہے تھا

اوسوقت نواب امیر الممالک صلابت جنگ اور فرانسیس کے باہم نزاع اور خلاف آگیا تھا۔ کارپردازان بندگان حضور نے یہ مشورہ کیا کہ علاقہ جات مذکور الصدر کو فرانسیس سے بازگشت ہوکر رقم محصول علاقہ جات مزبور بہ تعداد مبلغ سات لاکھ روپیہ سالانہ معین ہوکر تمام علاقہ جات صدر صاحبان انگریز کے تصرف مین سپرد کیئے گئے۔ چنانچہ اس بات کا صلح نامہ قرارنامہ تیرہوین رمضان المبارک ۱۱۷۲ھ یکہزار ایکسو بہتر ہجری مین واقع ہوا جسوقت کہ یہ معاملہ اس شکل مرتب ہوا قطب الدولہ بہادر صاحبان انگریز سے ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر مدد معاش اپنے نام سے مقرر کرا لیکر خانہ نشین ہوگئے۔ مرزا ابراہیم بیگخان دہونسہ یہ خبر سنکر بہادر مسطور کے پاس آکر گذارش کی کہ مین نے جماعت کثیر کے ساتھ ایک مدت آپکی رفاقت مین رہکر جانفشانی اور سرگرمی سے اپنی گذران کرلی اب جب معاملہ خانہ نشینی آپکا واقع ہوگیا تو اس تابعدار کے روزگار کا کیا انتظام ہوا۔ بہادر مذکور نے مرزا کے جواب مین بہت ہی دلداری اور تسلین سے کہے کہ تمہارا روزگار جیسا کہ میرے لشکر مین تھا ویسی سوال پر سرکار انگریز مین بحال رکھا ہون۔ کل کے روز اپنی جمعیت کا داخلہ بتلاکر نوکری مین سرکار انگریز کے حاضر ہوجاؤ دیں بموجب ارشاد بہادر مسطور دوسرے روز مرزا مذکور نے اپنی جمعیت کا اخلہ بتلاکر نوکری پر مامور ہوگیا۔ چند روز کے بعد صاحبان انگریز نے بعضے امور کے انتظام کے لئے مرزا کو نواب امیر الہند والاجاہ کی حضور مین چینا پٹن کو روانہ کیئے۔ مرزا نے اپنے ہمراہی کی جمعیت کو سرکار انگریزی کی نوکری مین چھوڑ دیکر چلا گیا۔ اس عرصہ مین ترنامل کا سفر افواج انگریز کو درپیش ہوا جب چلے جاتے جاتے اس مقام پر پہونچے وہان سواران مرزا مذکور اور افواج پنڈاری سے مقابلہ ہوکر جنگ ہوگیا۔ اس مقابلہ و مقاتلہ مین منجملہ سواران مرزا بارا ۱۲ آدمی مجروح اور مقتول ہوگئے چنانچہ مقتولین و مجروحین مین میر داؤد علی برادر زادہ میر کریم الدین حسین بلگرامی نے بہی بہادری سے جنگ کرکے زخمی ہوگیا۔ اس سفر ترنامل کا حال توزک آصفی مین مفصل بطرز دیگر مذکور ہے

ذکر رجب علی پیشکار۔ رجب علی ناگپور کے راجہ کے پاس وکالت کرتے تھے بڑے بڑے راجاؤن سے فتح نصرت پائی من بعد نزل پر بعض خدمات سرکاری مثل پیشکاری وغیرہ نہایت

حسن وخوبی کیساتھ انجام دیا چنانچہ اونکی عملداری مین بنگلہ تالاب کثرت بارشکی وجہ ٹوٹ گیا تھا
جونے اوقت کوئی صورت مرمت کی نظر نہین آتی تھی تو اوسوقت اپنے ذاتی صرفہ سے تالابکے کٹہ کو
مضبوط و مستحکم کرا دیا جسکے صلہ مین سرکار سے ابراہیم تالاب کے نیچے انعام زمین تری عطا ہوئی تھی۔ اور اونکی بھی
بڑی بڑی شاندار حویلیان رجب کہڑکی کے نام سے مشہور تھین اب بھی اوسکے چند علامات انقطاع آثار سند
سنونہ قطار محلہ قصبہ مین فتح برج کے متصل واقع تھین اسنادات سے منکشف ہے کہ اونکو بھی سالانہ ایک لاکھ
روپیہ کا معاش تھا ملکیہ سرکار سے اونکو چوتھائی مقرر تھی رجب علی کو کوئی لڑکا نہین تھا صرف ایک
دختر نیک اختر تھی اونہون نے اپنی دختر کی شادی حضرت سلطان شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پوترے سے
کروا دیا اور حضرت سلطان شاہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت ریاض الحق رحمتہ اللہ علیہ کے خاص بھانجے ہین کیونکہ
رجب علی ان بزرگوارونسے بہت معتقد تھے اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی دختر کے نام سے ہبہ کروادی
مگر رجب علی کے داماد بسبب پرہیزگاری مال و دولت دنیا کیطرف توجہ نہین کئے جسکی وجہ تمام معاش
داخل سرکار ہو چکا۔ ذکر بھیجنے بندگان حضور کا نواب مدار المہام رکن الدولہ بہادر کو
حیدرآباد سے چینا پٹن کو اور آنا ابراہیم بیگخان دہونسہ کا سرکار آصفی مین سفارش سے
امیر الہند والاجاہ بہادر کے بعد سفر نرمل کے بندگان حضور جو بذات خاص اس سفر مین تھے بعد انتظام
ضروریہ کے واپس حیدرآباد کو آگئے۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ مین نواب رکن الدولہ بہادر مدار المہام
جو اس موقع مین بنظر ضرورت مدار المہامی سے سرفراز تھے اونکو اور وقار الدولہ بہادر کو واسطے استحکام
بنا محبت و اتحاد اور اہتمام مہام صلح درود اد کے چینا پٹن کو روانہ فرمائے ہر دو بہادران سلطنت
چینا پٹن پہونچکر نواب والاجاہ سے ملاقات کئے اور صلح موافقت کے کلمات کرکے جانبین کی نزاع کا تصفیہ
کر دیا۔ رخصت کیوقت نواب والاجاہ نے اپنے دست شفقت سے مرزا کا ہاتھ نواب مدار المہام کے ہاتھ مین
دیکر کہے کہ یہ شخص بہت امانتدار اور دانشمند اور ذی جرأت سرکار آصفیہ مین رکھنے کے لایق ہے رکھئے

کہ بکار آید شخص نہیں ہے اور اس شخص کو میری امانت تصور کرین۔ حاصل کلام مرزا مذکور ہمراہ ان امرائے نامدار کے حیدرآباد پہونچکر بندگان حضور کی ملاقات سے بہرہ ور ہوکر مزید عنایات سے تعلقہ کھمم مٹا وزر ہمکنندہ حاصل کیا۔ وہان سے اوسکا ستارہ بخت رخشندگی پر تھا۔ سرکار ورنگل اور سرکار راجگیر بالکلیہ اور سرکار الکندل اور بعضے محالات متفرقہ سرکار ناندیڑ وغیرہ کے مرزا مذکور کے تفویض ہوگئے۔ پس ایسے موقع مین یاوری بخت سے مرزا مذکور کی مساعی سے بہت بڑے بڑے مشکلات حل ہوگئے چنانچہ انکے ذیل مین بعض کوائف قلمبند ہوتے ہین۔ **ذکر تنبیہ کرنا مرزا کا آسی راؤ زمیندار پالونچہ کو۔** آسی راؤ زمیندار پالونچہ کثرت مال سے بہ نشہ بغاوت ایلمی وار اور راجی وار کی سپاہ کو جمع کرنا شروع کیا اور ادائی مالواجبی سرکار مین بے پروائی اختیار کی اور ہمیشہ اپنے مذہب کے رفقا کی کثرت سے اس پار جبل اشجار کے راہون پر مسافرون کو لوٹتا تھا غارتگری کا پیشہ اختیار کیا تھا ایسے ایسے بدمعاشیون سے فارغ البال مرفہ الحال تھا جسوقت کہ مرزا ابراہیم بیگخان ومولسہ اس نواح مین پہونچا۔ ادائی مالواجبی سرکار مین اور بھی استغنائی پر آمادہ ہوگیا مرزا کو سرکاری ضرورت کے علاوہ غباری بے مروتی سابقہ اسی راؤ نے مرزا مذکور کو سیکاکول سے آتے وقت پالونچہ پر مقام کرنیکا اتفاق ہوا تھا تو بسبب قلت زاد راہ کے مرزا نے زمیندار مذکور سے قرضہ مانگا زمیندار مذکور نے سنتے جواب خشک سے ٹالدیا تھا مرزا کے دل پر اثر ہوا تھا اس غبار سے مثل بدلے کے اس نا عاقبت اندیش کے سر پر دوڑ مار کر روانہ جنگ و جدال عرصہ قلیل مین پالونچہ کو اپنی تسخیر مین لاکر زمیندار مذکور کا کل مال و اسباب جو کچھ ظروف طلا اور نقرہ اور نقدیات زر سرخ و سفید اور رقم جواہر اور مرصع اور ملبوس ابریشمی اور زربفت کی قسم سے تھے دستیاب کیے سپاہ اور ملازمان کو بخشدیکر خوشدل اور شادکام کیا۔ زمیندار نابکار و ناہنجار تاب مقابلہ و مقاتلہ مرزا کا نہ لاکر پلوائی کیطرف فرار ہوگیا۔ مرزا اللہ یار بیگ برادر کلان مرزا ابراہیم بیگخان ومولسہ زمیندار مفرور کا تعاقب کرکے ساتھ زد و ضرب خاطر خواہ کے زمیندار

خسران مآب کا سر کاٹ کر مرزا ابراہیم بیگخان کے پاس روانہ کردیا مرزا اللہ یار بیگ اس سعی لایق آفرین کے صلہ مین بندگان حضور کی پیشگاہ سے ثابت جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ زمیندار مذکور کے جنگ مین جانبین کے بہت لوگ مقتول ہوگئے **ذکر تسخیر ظفرگڈہ مفوضہ جگیا پنڈت** جس زمانہ مین کہ ظفرگڈہ کا قلعہ فیدگا حضور سے مرزا کو تفویض ہوا تھا اوسوقت جگیا پنڈت نامی زناردار مدار کار اور معتمد علیہ سرکار مرزا مذکور تھا مرزا نے باعتماد دلی جگیا پنڈت کو قلعہ داری ظفرگڈہ کی حوالہ کیا تھا ازراہ قساوت قلبی شقاوت جبلی اس نواح کے زمینداروںسے رابطہ اور موافقت پیدا کرکے قلعہ مفوضہ کو محکم اور پختہ کرلیا تا بعد ایسی مرزا مذکور کے باغی ہوکر مستعد بمقابلہ ہوگیا۔ لہذا کاروبار مین مرزا کے کساد برپا ہوگیا چنانچہ بعضے تعلقہ داران اس ضلع کے طریق بغاوت اختیار کرکے تحصیل سرکار کے دخال مین بے پروائی کئے مرزا مذکور اسکا ذنعمت بکلام پر پہونچکر دو ماہ چند یوم تک قلعہ کا محاصرہ کرکے حسن تدبیر سے قبضہ کرلیا۔ انہین ایام محاصرہ قلعہ ظفرگڈہ مین نواب قار الدولہ بنا بر طلب مرزا کے پیشگاہ حضور سے آکر ہر چند روانگی مین جلدی کئے لاکن مرزا مذکور نے تسخیر قلعہ تک وہان سے جنبش نہین کی بلکہ بجائے اپنے فرخ مرزا نامی فرزند اپنے کو ہمراہ نواب مذکور کے روانہ حضور کیا نواب مذکور پیشگاہ حضور مین مرزا مذکور کا ضامن ہوگیا بعد تسخیر قلعہ کے زناردار مذکور کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ حیدرآباد لیجاکر ہر ایک کوچہ مین بڑی رسوائی اور خرابی سے گشت کرواکے مار ڈالا۔ بیان کرتے ہین کہ معرکہ محاصرہ قلعہ مذکور مین قریب ایکسو آدمی کے ساکنین مچھلی بندر اور بجواڑہ اور کہم وغیرہ ملازمین مرزا مذکور سے فوت ہوگئے۔ اونکی موت کی کیفیت نادرہ سطر ہے کہ وہ لوگ قلعہ کے نیچے مورچہ کے مقام پر بیٹھے تھے اونکے مقابل نزدیک ایک پتھر بہت بڑا تھا مخالف کے لوگون نے اس پتھر کے نیچے نقب لگاکر جگہ ہموار کرکے بارود کے خریطہ رکھکے ایک آواز شدت سے بلند ہوئی اوس آواز کی شدت سے وہ سنگ عظیم جو کہ بمقابلہ پہاڑ کے تھا اکھڑ کر اوس مورچہ چالیس آدمی پر جا پڑا وہ سب کے سب یکدم سے جان بحق تسلیم ہوگئے ایک بھی اونمین جانبر نہوا جیسے

بلکی مین اناج پیستا ہے پسکئے اونکی قبرکا نشان وہی پتھر ہے - (بعد فتح ہونے اس قلعہ کے مرزا مذکور کو شوق تیاری قلعہ جات کا بطور یادگار کے پیدا ہوا) اسی ظفر گڈہ کے اطراف وجوانب کو خوب بنظر غور دیکہا تو ایک ٹیک ٹیلہ مثل چہوٹے سے پہاڑ کے دکہائی دیا اور وہ دیکہنے والونکو ایک مقام منظر مستقیم نظر آتا تہا اس ٹیلہ پر ایک قلعہ مع حصار اور تعمیر مکان اور بروج اور خندق کے تیار کروا کے ابراہیم گڈہ نام رکہا بعد ازان اون ہر دو قلعہ جات کے نیچے سے ایک دیوار بطور حصار بہت پختگی کیساتہ بنوا دیا اور اوسکے تحت میں ایک فصیل تیار کروا کے اوسکے اندر ہر ایک قسم پیشہ ورونسے آبادی کروا کے شہر ابراہیم کے نام سے مشہور کیا ذکر مامور ہونے ابراہیم بیگخان دہونسہ کا واسطے تعاقب اگہو باغیکے حسب الحکم حضور ساتہ سرکردگی افواج زبردست سرکار کے دریائے نربدہ تک اور ملاقات کرنے اہلیہ بائی رئیسہ مہیسر کے اور قابض ہونا دولت آباد کے قلعہ پر - جسوقت کہ راگہو پنڈت پردہان بہدر کے قلعہ کے اطراف پہونچکر محاصرہ کیا آمد و شد رسد اور غلہ اور لشکر کی مسدود ہوئی آخر کو ساتہ سعی بہادران سرکار کے جس جانب سے کہ آئے تہے اوسی جانب مین آوارہ اور پراگندہ ہوگئے برین بنا بندگان حضور کا حکم مرزا مذکور کو پہونچا کہ تم باغیکے تعاقب مین سرکوب ورلگدزن رہو - مرزا ابراہیم بیگخان حسب الحکم حاکم وقت افواج سرکاری کو اپنے ہمراہ لیکر مانند شہباز بلند پرواز کے بگیر و بزن کرتا ہوا دریائے نربدا کے دوسیر یجانب مقام چولی مہیسر کے اس باغیکو ہانک دیا - چونکہ حکم بندگان حضور کا اوس پار سے نربدا سے آگے جانیکا نہین تہا واپس ہونیکا ہنگام واپسی اہلیہ بائی رئیسہ مہیسر جو مرزا کی دلاوری اور علو ہمتی مطلع تہی نہایت خوشی سے ملاقات کی خواہش کی بعد استمزاج وغیرہ ملاقات سے فارغ ہوکر اسباب ضیافت وغیرہ کے سرور خاطر رخصت ہوکر دریائے نربدا پر چند مقام کیا اون مقاماتکے ہر شب مین روشن چراغان اور مہتاب اور آتشبازی سے دل شاد رہتا تہا اور اقسام کے طعام ہائے لذیذ سے محظوظ رہتا تہا - بس چندروز کے بعد وہانسے کوچ کرکے برہانپور کے راستے سے خجستہ بنیاد اورنگ آباد

پہونچکر حضور کی ملاقات سے بہرہ مند ہوا۔ دولت آباد کا قلعہ اختیار آصفی سے چلا جاکر پنڈت پردھان کے قبضہ مین آگیا تھا۔ مرزا مذکور حسب الارشاد بندگانحضور کے اوس قلعہ کو اپنی تدبیر اور دانشمندی سے کارسرکاری قبضہ مین لیے آیا۔ قلعداری اوس قلعہ کی مرزا ہی کو ملی۔ ایکروز خود بدولت اس قلعہ کے سیر و تماشا کیلئے تشریف لیگئے تمام امرا اور اراکین دولت ہمراہ سواری کے تہے موقع دیکھکر مرزا مذکور نے عرض کیا کہ متصل اندہیری قلعہ کے اسی قلعہ مین جس جگہ تابہ آہنی ہے (مترجم مین نے اس قلعہ کے اندر ۱۳۱۰ھ مین جاکر دیکھا ہے وہ تو انہین ہی توے کی شکل تو مدور ہوتی ہے جسکا نام مؤلف نے تابہ لیا ہے وہ تو ایک تختہ مربع مستطیل لوہے کا بنا ہوا ہے تخمیناً طول دو گز کا عرض مین دو درجہ بالا حصار کے قریب آخر زینونکے اوپر رکہا ہوا ہے)۔ اور وہ اس غرض سے رکہا ہوا ہے کہ اگر خصم قلعہ کے دروازہ کو کہولکر اوپر آنے فوراً اندر روا لا چستی اور ہوشیاری سے اس تختہ کو اس زینونکے راستہ پر بچھا کر اوس تختہ پر آگ دہنکا دیوے تو اوس آگ سے وہ تختہ سرخ آگ کا تختہ ہوجاتا ہے آنیوالا بہت دور سے رک جاتا ہے دولت آباد اورنگ آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سلطان محی الدین عالمگیر بادشاہ ہند کی مزار خلد آباد مین ہے۔ ایک تبری کا بنانا ضرور ہی۔ اگر حکم شرف نفاذ پاوے تو فدوی تیار کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ تیار کرو۔ مرزا مذکور نے اسی عرصہ مین معمار اور سنگ تراشونکو ہر ایک مقام سے طلب کرکے مامور بکار کیا۔ تیار ہونیکے بعد اس تبری کا نام ظفر تبری رکھا۔ اس تبری کی عمارت کو کارگزاران فیرس دانایان روزگار نے بھی پسند کیا جسوقت کہ تبری تیار ہوگئی بندگانحضور کی سواری اوس تبری کے تحت مین فروکش ہتی مرزا ابراہیم بیگخان نے حضور کی ضیافت کی تیاری کی حضور نے بھی قبول فرمائے تیاری ضیافت مین ایک چبوترہ مبلغ ایک لاکہ روپیکا اور دو زنجیر ہاتھی اور پانچ راس اسپ تیار با ساز و سامان طلائی و نقروی اور جواہر نذر گذرانین بعد ذکر متوجہ ہونا افواج سرکاری واسطے کمک کے پنڈت پردھان کے ساتھ سرکردگی مرزا مذکور کے۔ ان ایام مین عرایض رئیس پونہ کے حضور مین پہونچے کہ راگہو پنڈت نامی باغی علاقہ

حضور سے آوارہ اور سرگشتہ ہوکر سورت کے بندر پر اپنے تئین پہونچا کر ساتھ صاحبان انگریز کے جو انکی تمام قلمرو
پونہ مین دینا قبول کر کے معہ جمعیت بارہ ۱۲ پلٹن یک لک ۴۲ ہزار انگریز کے نواح کوکن مین پہونچکر ارادہ
خرابی ملک اور جنگ کرنیکا رکھتا ہے مین اسّی ہزار سوار ساتھ سرکردگی ہری پنڈت پھڑکیا کے انکی مقابلہ
کے لئے مامور کیا ہون شاید چندروز مین لڑائی ہوگی بندگان حضور سے بھی توقع ہے کہ پنڈت مذکور کی کمک پر
کچھ فوج صادر ہووے تو بندگان حضور اس کیفیت کے سننے سے ایک لاک سوار اور پیادہ کو ساتھ سرکردگی
مرزا مذکور کے واسطے امداد و اعانت پنڈت مزبور کے روانہ فرمائے۔ مرزا مذکور موضع کسار کے گھاٹ
عبور کرکے سالیر اور مولیر اور ٹنکی کے رستہ سے قریب مین فوج پنڈت مزبور کی ضلع کوکن مین پہونچکر
فروکش ہوا ہر دو فوج کے درمیان چھ کوس کا فاصلہ تھا۔ اس موقع پر کبھی تو پنڈت واسطے ملاقات مرزا
کے آتا تھا اور کبھی تو مرزا مذکور پنڈت کے مستقر پر حاضر ہوتا بہرحال باہم طریقہ اتحاد جاری رہا۔ اتفاقاً
تقدیرات ربانی سے ہوائے نامخالف بہنے لگی یعنے لشکر مین ہمراہی مرزا کے روزانہ ہزارہا آدمی داخل ہونے
لگے یعنے ہیضہ کی شکایت بڑی دہوم سے شایع ہوگئی لشکر کے پیر استقامت سے ڈگے مرزا اس کیفیت کو دیکھکر
واقعات واقعی سے بندگان حضور مین اطلاع کردی بندگان حضور نے بعد دریافت اس واقعہ ارشاد شرف نفاذ فرمایا
کہ تم اپنا قایم مقام اعتماد الدولہ بہادر حشمت جنگ کو کرکے اور انکے پاس دس ہزار لشکر چھوڑ کر ہمارے
پاس چلے آو۔ مرزا مذکور حسب الحکم حضور وہانسے کوچ کر کے متصل قلعہ کلیانی کے ملازمت حضور کے مشرف
ہوا۔ **ذکر متوجہ ہونا رایات عالیات بندگان حضور کا واسطے تنبیہ زمیندار سوریاپور**
کیساتھ سرکردگی مرزا مزبور وغیرہ حالات انکا جو کہ ان دنون مین واقع ہوئی۔ بعد مشرف
ملازمت ہونے کے مرزا کو ارشاد ہوا کہ پالیکار سوریاپور جو کہ قوم بیدر سے ہے از راہ رعونت اور تکبر ادائی مالواجبی
سرکار مین بے پروائی کرتا ہے اور اوسپر زرکثیر مبلغ خطیر باقی ہے اس قوم کو تدبیر مناسب سے ارسال سرکار
کرو۔ مرزا مذکور حسب الامر حضور لشکر بڑا بہاری ہمراہ لیکر گلبرگہ کے رستہ سے دریائے بہیما کا عبور کرکے مفسد بیدر

کے سر پر نزدیک سوریاپور کے پہونچا۔ پالیگار مذکور نے اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی اپنی جانب سے ایک شخص کو وکالتاً ساتھ زر نذر اور عرایض عاجزیکے بطور استقبال روانہ کیا۔ اور زر مالگزاری کی نسبت ملتجی ہوا کہ آپکی حمایت اور عنایت دستگیر رہے تو زر سرکار کو اقساط کیساتھ تحایف اور پیش کش کے روانہ کردونگا۔ مرزا مذکور اس انتظام کو غنیمت جانکر کامیابی کیساتھ مراجعت کرکے بہاوسی وریائے بھیما پہونچکر مقام کیا چونکہ وہ موسم بارشکا اور رود بھیما طغیانی پر تھا بامداد حضور جو کشتی وغیرہ بنا بر عبور تیار تھی بہ تدریج عبور کرا یا اوس عبور کیوقت یک ضرب توپ بار اسیہی غرق ہوگئی اور وہ توپ مرزا مذکور کی ذاتی اور ہمراہی کی تھی اوس توپکے نکالنے مین بہت سے تدبیرین اور کوششین عمل مین آئے مگر کوئی تدبیر کارگر نہوی اوسکی وجہ خاص یہی تھی کہ رود بھیما بسبب موسم بارشکے طغیانی پر تھی۔ چونکہ ہر ایک شئی اور ہر ایک نشان پر اقبال اور ادبار لگا ہوا ہی مرزا کی حمیت اوس توپکو پانیمین چھوڑ جانا نہ چاہی ہر چند معتبر ہمراہی نے گذارش کی کہ بالفعل مقام غرق توپ کو ملاحوں کی نظرمین محفوظ رکھکر بعد فرو ہونے بھیما کے نکالیجائیگی۔ مگر حسن تقدیر سے مرزا کے ایک شخص غلام حبشی نے نوسو غلامان حبشی زر خرید مرزا سے جو کہ تیر نے مین بڑا مشاق تھا توپ نکالنے کا ذمہ لیا اور رسیان پختہ اور مضبوط بٹوا کر اون رسیونکے سرونکو اپنے ساتھ لیکر غوطہ لگایا اور برابر توپ پر پہونچکر توپکے دنبالہ اور گلہمین اس رسیونکو باندہکر نکل آیا اور جو مونکے شکنجے تیار رکھے اونمین ہواسہر کے اون رسیونکو شکنجونسے باندہکر کھینچی اوس ترکیب سے توپ یکدم زمین سے جنبش مین آکر ملاحون اور غلامونکے قابو مین آگئی سبکے سب یک ساتھ کھینچکر کنارہ دریا پر لے لئے مرزا مذکور کمال خوشی سی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور جملہ لشکریان اس تدبیر حبشی اور حسن اقبال مرزا پر ایک زبان ہوکر تحسین کیے وہانسے کوچ کرکے کول کنڈہ پر مقام کیا گیا حضور کا حکم صادر ہوا کہ کول کنڈہ پر چھاونیکا مقام ٹھہرا اوسی وہان حسب الحکم حضور چھاونی ڈالی گئی۔ ذکر توجہ کرنا فوج آصفی کا کرناٹک کی سفر پر اور مقابلہ ہونا حیدر علیخان بہادر والی سیرنگ پٹن سے ساتھ سرکردگی مرزا ابراہیم بیگخان

دہونسہ کے اور دوسرے واقعات جو اس موقع پر واقع ہوئے ہیں بعد گزرنے موسم بارش کے
حسب الحکم بندگانحضور مرزا مذبور نے کرناٹک کے سفر پر دہونی کے راستہ سے راہی ہوا اوسوقت اس خطے کے
حاکم نواب بسالت جنگ بہادر شجاع الملک تہے انکی حکومت مین حیدر علیخان بہادر نے کئی دفعہ اس خطہ پر
دہاوا مار کر وہانکی رعایا اور باشندونکو تباہ کر ڈالا - قضارا یہ کیفیت غارتگری حیدر علیخان بہادر بندگانحضور کو
پہونچی لہذا مرزا ابراہیم بیگخان نے حسب الحکم حضور خود بدولت افواج قاہرہ سرکار مقتضی اپنے ہمراہ لیکر حیدر علیخان
کے علاقہ جات پر پہونچکر بمعاوضہ غارتگری قصبات گرگنہ اور منی اڑکل در گنجن گدہ وغیرہ علاقہ سرکار مقتضی
مین لے لیا اور خاطر خواہ سرکوبی کی اس معرکہ مین قریب پانسو شخص کے باغیونکو تیغ کر ڈالا اور بہت مال
اموال حاصل کر کے وہانسے آگے موضع ادیل پاڑ پر پہونچکر مستعد اور منتظر مقابلہ کا ہوا مگر بہ سبب انتظام محکم
اور واضح ہونے سامان حرب لوازم ضرب بوجہ معقول مرزا کے مخالف مقابل نہو سکا مرزا مذکور بہت سی
نقد و جنس لوٹ مار مین بہدست کر کے واپس ہوا ساہوان گجراتی جو کہ اہل حرفہ سے اس نواح کے باشندے
تہے معہ اونکے بال بچونکے ماخوذ کر کے نظر رکہکے نرمل بہیجکر ابراہیم باغ مین آباد کروایا - اور آپ معہ افواج
اور رہری بیندت پہر گیا کے کہ وہ بہی معہ اپنے فوجکے حسب الحکم رئیس پونہ شریک سفر مرزا تہا اوس نواح
مین گشت لگا کر واپس ہوا - اور تمام افواجکو دریائے کرشنا سے پار جانب حیدرآباد کروا کے حکم چہاونی کا دیا
اور آپ عازم ظفرگدہ ہوا کہ اس اثنا مین عنایت نامجات حضور متواتر ورود ہوے کہ تم ملازمت حضور
مین بہت جلد حاضر ہو جاؤ لیکن مرزا مذکور بیماری اور اختلاف طبیعت کا عذر پیش کر کے حاضر حضور نہو کر
ظفرگدہ سے نرمل تک کہارونکو سبیل ڈاک بٹہا کر پالکی پر سوار ہوکر داخل نرمل ہوا نرمل پہونچنے کے نرمل کی
مداخلت کے بعد بہی حضوری عنایت نامجات یکے بعد دیگرے صادر ہوئے - اس مضمونسے بعض امور
سرکاریکا انتظام تمہارے آنے پر منحصر ہے اور بہت سے مقدمات از بالمشافہ کہنے کے ہین لہذا تم بعجلت
عجیلہ سے اپنے تئین یہان ہماری خدمت مین پہونچاؤ تاخیر ہونے نہ دو - اسی مین ہماری خوشنودی اور

تمہاری حسن مہربانی ہے۔ جواباً بندگانحضور کے عرضداشت ابلاغ کیا کہ فدوی کو حصول ملازمت بندگان والا مین عین سعادت ہے قدمبوسی سرکار مین شرف فدوی ہے لیکن بباعث مشقت و تعب سفر خارج الحد حرارت بخار دماغ مین صعود کیسی ہے اس سے بصارت مین ضعف آگیا لہذا اوسکے علاج کیواسطے ناچار بے اختیار بلا اجازت حضور کے نرل پہونچکر شب روز اوسکی فکر مین مصروف ہون انشاء اللہ تعالی بفور حصول صحت جسمی اور کامل البصارتی کے بسر و چشم حاضر در دولت ہوکر سعادت اندوز ملازمت ہوتا ہون اسکے بعد عنایت نامہ شرف نفاذ پایا کہ بالفعل تمہارے آنے مین عذر ہے تو تم اپنے کسی معتمد علیہ دارامین اور خیر خواہ دولت کو جسپر بالکلیہ اپنا اطمینان رکہتے ہو منتخب کرکے اطلاع دو تا کہ انتظام کار ریاست جو تم سے تعلق رکہتا ہے اس سے کرلیا جاوے۔ ذکر تجویز کرنا ابراہیم بیگخان دہونسہ کا معتمد علیہ کو اپنی جانب سے نیابتاً اور سرفرازی پانا مرزا کا حضور سے اور رخصت ہونا ونجار الدولہ بہادر کا اور آمدن غلام سعیدخان بہادر سہراب جنگ کا نرل کو اور روانہ ہونا بہادر کا مطلوبہ باستصواب اور سعی مرزا ابراہیم بیگخان کے حضور آصفی مین جسوقت کہ احکام بندگانحضور کے بطلب مرزا متواتر صادر ہوے۔ مرزا نے کو تنبیہ اور سرکوبی مین زمیندار یا لونچہ وغیرہ کے ایسی ترددات ہشیار اور جانفشانیہاے بیباعمل مین لایا کہ قلمرو سرکار آصفی مین بلکہ دور دور تک باغی اور فسادی لوگونمین مرزا کا رعب ضرب المثل ہوگیا تھا ازین جہت سے مرزا نے کو ساتھ خطاب ابراہیم بیگخان بہادر ضابط جنگ اور مرزا اللہ یار بیگ برادر کلان مرزا ساتھ خطاب ثابت جنگ بہادر اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائے اوسکی وجہ خاص علت مشخص یہی ہوئی کہ بڑے بڑے مہمات و مشکلات اس مرزا سے حل ہوگئی اور انتظام ملکی پایہ تا بحدیکہ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کمر باندہنا اور پھر سلامتی کیساتھ بڑی شان شوکت سے واپس آنا اور علاوہ اسکے سرگروہ افواج سرکار آصفیہ کا ہونا اور جلیہ ملازمین کارگزاران سرکار مین ہر ایک امر جزوی و کلی مین منتخب ہونا اس خطاب و تو ابعکے بعد اضافہ تحصیل منصب کے ساتھ ہفت ہزار

ذات۔ اور طبع اور علم اور راہی مرتب اور خطاب فاضل بگخان بہادر مناطبہ جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک
سے سرفراز ہوا اور روز بروز انواع واقسام کے عنایات سے ممتاز ہوکر مورد حسد حاسدین ومصدر رشک
مفسدین ہوا اور ہر ایک جزو کل امور ریاست بغیر صلاح وصوابدید مرزا کے انتظام نہین پاتا تھا۔
اس سبب سے واسطے آگہی ارشادات حضور کے ثابت جنگ بہادر بذریعہ نواب قار الدولہ حضور
حاضر رکھا اور اپنے کاروبار کا وکیل اور ابلاغ ارشادات حضور کا کفیل ٹھہرا رکھا اگرچہ بظاہر انجمین
بیزٹت خدمت وکالت سی میر جمال الدین حسین خان کے پاس بغرض اجرائی امور اور داخل کرنے
تقدیبات تعلقات کے مامور اور حاضر تھا لاکن مشار الیہما گزارش اور عرض معروض مین متابعت ثابت جنگ
بہادر کی کرتے تھے۔ مرزا ابراہیم بگخان دہولسہ بذات خود خاص نرمل مین اقامت رکھا کرتا تھا۔
اور نوکری سرکار کو بجا لاتا تھا اور معاملات مالی وملکی کو انتظام دیتا تھا اور تعمیر قلعہ جات جدید اور آراستگی
ابراہیم باغ اور درستی آلات حرب وضرب ور استواری واستحکام عمارات بہترین وغیرہ اور فراہم کرنے
ذخائر ضروری اور حاصل کرنے حلاوت کامرانی اور عیش وعشرت ونشاط ومسرت مین مصروف اور دوسرے
لوازمات حظوظ انسانی اس جہان فانی مین مشغول ہر ایک کی تفصیل جداگانہ بحر طویل ہے اس اثنا
مین نواب قار الدولہ بہادر عارضہ سودا کے حدوث سے جو کہ در اصل سامان موت تھا چندروز علیل رہ کر
راہ فنا پر چل بسے۔ انکے انتقال سے بندگانحضور کو بھی محل تشویش ہوا اپنے ملک کے انتظام کیلیے بجائے
خود متاہل ہو کر آغاز ارشاد وطلب زا صادر ہونے لگا۔ مرزا مذکور چونکہ مرد پختہ کار دقیقہ یاب وصناع زمانہ
اور نکتہ رس مضمون لگانہ وبیگانہ تھا حفظ ارشاد اپنے آقا ولی نعمت اور پاس خودداری برنج وراحت کو
ملحوظ رکھکے متلاشی شخص کارگزار لایق دربار کا ہوا۔ اوسوقت غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ مدار المہامی
رکن الدولہ بہادر کے زمانہ مین خلاف مرضی سے بہادر مسطور کے مورد عتاب حضور کا ہوکر قلعہ داری اوسہ
مامور ہوکر اوسی قلعہ مین گوشہ گیر ہو کر منتظر افضال مفضل لایزال تھا مرزا ابراہیم بیگخان نے حضور مین عرض کیا

کہ بالفعل غلام سعید خان اس امر عظیم اور مہم فخیم کے لائق نظر آتے ہین حضور سے جواب صادر ہوا کہ خان مذکور سے حرکات ناگوار طبع ما بدولت سرزد ہوے ہین ابتک جاشیۂ خیال سے ہمارے مرتفع نہین ہوے ہین وہ شخص قابل صحبت حضور کے نہین کسی دوسیرے کو تجویز کرنا بہترین مصلحت ہے پھر مرزا مذکور نے بہت ہی عجز والحاح سے عرضی گذرانی کہ حضور اس معروضہ کو مان لئے اور حکم صادر فرماے کہ اگرچہ نامبردہ کو بار یابی مین ما بدولت کے مصلحت نہین تھی محض بپاس خاطر اوس فدوی راسخ الاعتقاد کے اس شخص معتوب کے لینے مین کچھ مضائقہ نہین جانتے ۔ پس بعد ورود فرمان شاہ دکن خان مذکور کو مرزا مسطور نے قلعۂ اوسہ سے طلب کر کے نہایت اعزاز و اکرام اور تواضع مالاکلام سے پیش آکر چار مہینے تک اپنے گلزار محل مین فروکش کروا کے روز و شب ضیافت اور مہمانداری امیرانہ مین بوجہ حسن خاطرداری خان مسطور کی گئی ۔ جبکہ خان مسطور اوسہ سے طلب کیا گیا ایک منزل پالکی کہنہ کو جسکو دیمک جا بجا اور کیڑا کھا گیا تھا سنہرہ بانات سے درست کروا کے معہ یک راس اسپ کسی نیلہ اور بہت سے شاگرد پیشہ اور چند خاصہ بردار اور ایک چوبدار محمد سمیع نامی اور ایک منشی مسمی لالہ بھگونت راے اور ایک متصدی توشکخانہ بیرباجی پنڈت کو اپنے ہمراہ رکھا ۔ مرزا ابراہیم بیگخان نے خان مذکور کو بعد عہد و پیمان محکم اور اقرارات واثق کی بنا بر اجرای امورات نیابت اپنے بہت ہی شان و شوکت اور تجمل و زینت امیرانہ سے فیل سواری کیتھا گھوڑے اور اونٹ باربرداری کے ہمراہ دیکر خلعت ہای فاخرہ اور جواہرات باہرہ سے مفتخر اور خواہ مخواہ مکرم کر کے عرایض سفارشی کیساتھ روانہ حضور جانب بلدہ حیدرآباد کیا ۔ سفارش مین کوی دقیقہ باقی نہین رکھا ذکر عروج طالع ابراہیم بیگخان بہادر مبارز الملک اور علو ہمتی اور ذی جرأتی اور بلند حوصلگی اور بنائے ابراہیم باغ اور تیاری قلعہ جات اور حاصل کرنے لذات عیش اور فوائد راحت دنیوی اور فوت ہونا ہمین بہار مین ۔ جسوقت کہ تعلقہ نرمل گنگاراو سابق الذکر سے تغیر ہوکر جاگیر مصرف ذات مرزا مذکور کے لئے حضور سے سرفراز ہوا اس

روز سے روز بروز اقبال مرزا ترقی پذیر ہوا۔ بدین وجہ خاص ہر ایک بنی نوع انسان انکا مرجع ٹھہرا چونکہ
مرزا مذکور کی فطرتی بات تھی شان و شوکت اور بنائے عمارات رفیع اور مکانات بلند و قلعہ جات محکم
خصوص آبادی نرمل کی سبسے زیادہ مدنظر ملحوظ خاطر مرزا تھی پس نرمل مین سوائے درستی عمارات قدیم
کے بالا حصار اور قلعہ مبارز گڈھ اور لچھمن بتیری اور پوچیم بتیری اور ابراہیم بتیری اور ظفر بتیری وغیرہ بتیس گٹھ
قلعہ جھیال ٹھیال ور بہت سے خنادق اور بروج اور دیوار حصار ہر ایک مقام نرمل اور ہر ایک ٹیلہ وٹیک پر
نصب نیستان یعنے بانس بن اور خارستان یعنے کاٹی کا انبوہ اور درختان تاڑ کا ہجوم اور کثرت
ثمرستان یعنے ثمر بند یکے درخت اور فاضل گڈہ تیار شدہ باہتمام ناتھو رام متصدی بذریعہ معماران چابکدست
و سنگتراشان خارا شکن یہ تمام سات سال کی مدت قلیل مین بہت ہی استحکام اور استواری ما لا
کلام سے مکمل کرا دیا اور اسی مدت معدودہ مین ابراہیم باغ کو بھی عمارات پر تجمل سے مجلے کر دیا اور
بھی دوسرے محال و مساکن و مواطن دلکشا فرحت افزا مثل گلدار محل اور مہتاب محل اور آئینہ محل
اور عشرت محل اور آبشار محل اور رنجا محل وغیرہ وسیع معہ رباطات اور حوضین ملبب آب بوضع مثمن
اور مربع بارونقہائے خوش قطع یہ جملہ باہتمام و انصرام میر نور الدین داروغہ اور نقش اندازی نقاشان
چین و کشمیر اور گلہائے رنگا رنگ سے زیب و زینت دے دی اور کارخانہ توپ ریزی کا مسٹر دلفو
اور فراہم کرنا اوسکا مصالح مسٹر پنڈال اور مسٹر جیم اور ترتیب و تعلیم گولہ باری گرنال و اتواب اور
قواعد بندوق اندازی مسٹر الفین و ڈاکٹر سلیتر جو کہ اہل فرانسیس سے تھے اور ہر ایک افسر عمدہ
قابل اور جوہر شناس ماہوار بابت لایق و بیش قرار پالکی نشین معزز بن با اعتبار تھے سپرد و تفویض
کیا۔ توپین تخمیناً سات سو خرد و کلان جنبش یکصد س اور شد معات تیار اور موجود جابجا دیوارات فصیل
اور بتیریون پر قلعہ جات کے رکھے ہوئے سانو سامان حرب ضرب کے تھے۔ اسکے علاوہ جگتیال کا
قلعہ بھی جو کہ مواضعات پرگنہ دی کنڈہ اور پولاس مضافات سے سرکار ایلگندل کے کہ نرمل سے

جانب شرق تیس (۳۰) کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسی مرزا کا بنا کیا ہوا ہے یہ تمام عمارات پختہ سنگ بستہ منظور نظر ناظرین اور مقبول چشم تماشا بین ہوئے ہین لہذا اکثر لوگ ساکنین نواح دریائے شور استحکام اور استواری اس قلعہ کو نئے طرز کی دیکھکر اس قلعہ کا نام جگتیال مندر رکہتے اور اس قلعہ مین بھی تیاری بنادیق چقماقی اور اسباب توپ بری آہنی کے اہتمام سے محمد قاسم کوکنی کے جاری تھی۔ محمد قاسم مذکور بعد تیار ہوجانے توپون وغیرہ کے جو زائد نظر آتے نزل کو روانہ کرتا۔ نزل مین ہر ایک مقام جنگی پر توپین نصب ہوگئے اوسکی تعداد سوا سو (۱۲۵) چھوٹے بڑے تھے۔ سرکاری توپخانہ اسکے سوا تھا یہ سب کچھ سفر مین ہمراہ رکھتا تھا۔ اور ہر ایک اقلیم و دیار کے اخبار کیلئے گھوڑو نکا اور قاصدونکا ٹپہ بٹھا رکھا تھا۔ اور طریق ترسیل رسل رسایل و تحف و ہدایا کا معتبر رئیسونسے مثل لاہور اور دہلی اور اچھوتانہ اور لکھنؤ اور گجرات اور سورت و بنگالہ اور بنارس اور ارکاٹ اور سیکاکول اور مچھلی بندر وغیرہ مرزا سے جاری تھا اور معاملہ پونہ والونکا بار اُٹھانی اور ناگپور تک بغیر صلاح اور مشورہ مرزا بہادر کے انجام نہین پاتا تھا چنانچہ وکیل پونہ کا راوجی پنڈت اور ناگپور والے کیجانب سے گوپی ناتھ پنڈت اسکے سوائے دوسرے وکلا ہر ایک دیار کے نزل مین حاضر رہتے تھے۔ مرزا بہادر روزانہ معمول رکھتا تھا کہ سہ پہر دن کے بعد بنا بر ملاحظہ جملہ کارخانجات وغیرہ کی گشت لگاتا تھا دو ساعت شب گذرے بعد ابراہیم باغ مین داخل ہو کر ہر ایک سمت اور ہر ایک جہت کی اخبار نیک و بد کو بخوض دریافت کرتا اور اسی عرصہ مین معاملاتی سوال و جواب مین بھی متوجہ ہوتا پھر اسی جلسہ واحد مین دفع اشتہائے بالفعلیہ کے لئے ثمرات مفرحات کو نوش کرتا پھر دربار کا حکم دیتا جب نصف شب گذر جاتی طعام مرغوب خورش مطلوب کا قصد کرتا اس سے فراغت پاکر استماع سماع خوش آواز کی مجلس کو آراستہ کرتا اس محفل مین خاص خاص لوگ حاضر رہتے تھے یہ تمام مرزا کے عادات و معاملات سے تھے۔ اور نزل مین فوج اور لشکر اس حساب سے تھا کہ دس ہزار سوا ....

ایک لاکھ اٹھارہ ہزار پلٹن اور دس ہزار عرب اور حبشی اور سندہی اور روہیل ولایتی حاضر رکاب مرزا کے رہتے تھے
مترجم فارسی تذکرہ مین دس ہزار سوار کے بعد چہاردہ پالٹن بار لکہا ہے مین اپنی تحقیقات سے کہتا ہون کہ ہزار
پالٹن بار مرزا کی ہوتی ہے اور جوانان بار پلٹن کے جوانونکو کہتے ہین ۔ یہ جملہ جمعیت مذکورہ ایک لاکہ اٹھسی ہزار
ہر ایک قلعہ اور تیر کیچے ہر طرف مین نرل کے بیرون گروہ گروہ جماعت جماعت فروکش رہکر انتظار
حکم مین آمادہ اور مستعد رہتے تھے ۔ اگر کبھی اتفاقاً سفر دور دراز کا پیش ہوتا علاوہ افواج مذکورہ ہندگانحضور
سے امدادی فوج متعین ہوتی تھی ۔ اور اسکے سوائے جمعیت قلعہ داری کی اور پیادہ سہ بندی اور مذکوری
وغیرہ اہتمام ہر ایک تھانہ قلعہ جات اور دیہات تعلقات وغیرہ کے متعینہ کارخانہ جات عمارت کے
سمجھنا چالیس ہزار کی تھی اور سوائے قلعہ جات نرل کے تیاری قلعہ اید لاآباد کی اور قلعہ آہتر اور بعضے گڑہیون
اور مرمت تالابکے ضروریات کارکنان متعینہ لکھکر عرض کرتے رہتے بتقرر جدید اشخاص تعینات رہتے تھے
مرمت اور تیاری تالاب اور نہرونکی ہمیشہ مدنظر رکھا تھا ہر وقت اخبار سے ہر ایک تالاب نہر وغیرہ کا حال
دریافت کرکے اوسکا انتظام فوری کرتا علیٰ ہذا القیاس برج اور بتیری اور دیوار اور حصار وغیرہ کی بھی
درستی کرتا تھا اور پرانے پرانے عمارات کو ترمیم و تعمیر سے نئے کرتا تھا یہ تمام باتین اوسکی فطرت اور پیدائش
مین مشیت ایزدی سے رکھی گئین تھین ۔ یادگار روزگار کا بہی مرزا مذکور کو بہت شوق تھا ۔ اوسکی فوجکے
افسر اور سپہ سالارونکے نام یہ ہین جو کہ مشہور ہین ۔ بہکو مرزا ہمشیرہ زادہ فرید مرزا برادرزادہ شاہ مرزا
ابن ثابت جنگ بہادر اسکو مرزا نے بطور اپنے فرزند و بچے پرورش کرکے تربیت کیا ۔ انسے ہر ایک پالٹن
جوانان بار کا افسر تھا اور دولت رائے نامی زناردار بخشی تمام رسالہ جات بار کا اور منشی محرم راز اور
رفیق جان نثار تھا حکیم انیمن مختار کار دربار کا تھا اور سیدی فرہاد خان رسالہ دار بار اور دلاور جنگ
فرنگی اہل فرانسیس سے ساتھ پالٹن جوانان بار کے اور شاہ صاحب کمیدان اور بھیم نائیک کمیدان اور
غلام حیدر کمیدان اور میر نواب اور محمد معظم اور رام سنگہ اور لچھمن سنگہ یہ لوگ ہر ایک دعوی سرداری

رکھتے تھے انکے سوائے کمندان اور صوبہ دار نامی اور کار آزمودہ بہت لوگ تھے اور ہر ایک ہیرو الکیا
دم بھرتا تھا اور جگناتھ پنڈت نائب بخشی گری لین کا اور اوسکا بھائی منی راو سررشتہ دار لین کا اور
ایشونت راو پیشکار تھا غرضکہ یہ تمام سردار اور کارپردار زفوق الذکر مختار اور سرکردہ چودہ پالٹن کے تھے
اور سید ولی محمد بخشی سوار و نکا اور لالہ بلاقی داس اور بلونت راوے پیشکار اور مدد گار اور محرر متعدد
سررشتہ سوار و نمین تھے اور لالہ مرزا اور ابو میان مہدوی اور مرزا اسد اللہ بیگ اور ہدایت اللہ بیگ
اور مرزا مغل اور مرزا عاشور بیگ وغیرہ بڑے مرتبہ کے ہر ایک شان امیر یکے ساتھ زندگی بسر کرتے
تھے اور مرزا رحیم قلی بیگ عرف مغل صاحب جنگ جسکو ہمشیرہ حقیقی ہکو مرزا اور حاجی مرزا خان بہادر مبارز
کیساتھ اوسکے منسوب تھی اور منصبدار زادو لسنے قلعہ گولکنڈہ کے تھے پیشکاری پر لالہ دیوان سنگھ کے
ساتھ بخشی گری کے چالیس ہزار احشام قلعہ جات وغیرہ کا مختار تھا اور خواجہ مہدی اور میر عباس علی
اور عبد الرحیم خان روہیلہ اور فیض اللہ خان روہیلہ اور میر حیدر علی اور میر فتح علی اور محمد نقی اور
سید جعفر ملازمین سے اور غلامان حبشی سے ظفر بلال اور ظفر یاقوت اور سیدی ریحان اور ظفر سعد
اور ظفر سرور اس قسم کی فوج پیادہ عرب اور حبشیون اور روہیلہ اور پنجابے بے اسپ کوئی بخدمت
سرداری ہر ایک جوق اور رسالہ کے مامور تھے ظفر عنبر قلعہ دار نہم کنڈہ اور ظفر گدہ کا اور ظفر الماس
قلعہ دار قلعہ جگتیال کا باوجود قلعہ داری کے صاحب رسالہ بھی تھے ۔ اور نایبن ارکین اور تعلقدار ان
عمدہ کے یہ ہین شیخ فیض اللہ اور خواجہ میر کمنہ اور میر داود علی اور غلام رضا بیگ اور ذو الفقار
بیگ اور محمد انور اللہ اور شیخ حسام الدین اور مرزا حسینی بیگ اور کوناجی پنڈت نائب پرگنہ مونگی پٹن
اور جالنہ پور وغیرہ کے امین خبردار اور نظر باز علحدہ اور کاملی پنڈت واسطے دریافت معاملہ عمالان
کے کہ ہر ایک تعلقہ اور وہانکے رعایا پر کوئی ایذا وغیرہ نہین پہونچانے اور خورد و برد مال وغیرہ کو
دریافت کرے اور راجہ رام پنڈت پیشکار مالی دفاتر و اصلات ملکی کو ہمراہ لیکر اور مددگاران

اور متصدیان کچہری عام دیوانخانہ ابراہیم باعین مامور اور سرگرم تحقیقات معاملات پر اور
مرزا جان خانسامان پیشکاری لالہ لیکھراج وغیرہ متصدیان سررشتہ خانسامانی اور خزانہ پر ایک
کچہری اور دیوانخانہ علیحدہ مین سرانجام دیتے تھے اور دارالانشائی منشیان بلاغت نشانکی سے
عزت دار لالہ خوشحال چند اور لالہ راجروپ اور غلام نبی اور غلام احمد اور عجب سنگہ وغیرہ مین شخص دو تین سے
خاص انشاپردازی اور مضمون طرازی کیواسطے مامور تھے منجملہ اونکی تین شخص منشیونسی پالکی نشین تھے
اور میر نثار علیخان اور میر نیاز علیخان متبنی برادر مرزا ابراہیم بیگخان بہادر کے اور فرزندان سید عزت خان
کے ہین اور سید رضا علیخان ہم زلف بہادر مذکور کا جو نسبت خویشی خانمذکور سے رکھتا تھا اور نواب
ابوالبرکات خان قرابتداران نواب والاجاہ سے اور حفظ اللہ خان اور خانمرزا خان اور سید دلاور خان ساکن
برہانپور اور میر حفیظ اللہ خلف میران اللہ جمعدار نامی اور صاحب فیل ساکن سیکاکول اور بعضی منصبداران
متعینہ حضور کے جنسے بہادر مذکور ساتھ سلوک اور مدارا کے رہتا تھا رفاقت مین رکھتا تھا اور آقا صاحب داروغہ
محلات اور محمد عیسے اور حبشی وغیرہ کی نجیب اور شریف ذات جو کہ تھے بروز سہ شنبہ ہر ہفتہ مین داخلہ دیکھتا
تھا اسم نویسی کے بموجب ہر ایک نظر سے مرزا کے گذرتا تھا اگر اونکی تفصیل لکھی جاوے تو ہر ایک کو طومار
عظیم چاہیے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا۔ اور سوا نوکران اور ملازمان اعلی اور ادنے اور وکلا رؤسای دور
دور اور تعلقداران اور زمینداران اور عمال ہر ایک علاقہ کے جداگانہ روشناس اور اپنی اپنی کار مفوضہ و مرجوعہ پر
مامور و منصوب تھے۔ حاصل کلام بہادر مذکور سارہی گیارہ سال آبادی ملک اور پرورش سپاہ اور رفع فساد زمینداران
اور انسداد خوف و ہراس قطاع الطریق بلکہ شیر وغیرہ درندگان صحرا سے مسافران دور و نزدیک کو امن و
اطمینان بکر خوبی توفیق دی اور انواع پرورش مرزا بہادر کی سنکر دور دور کے لوگ فایز منزل ہوتے تھے اور ہر ایک
اپنی رزق مقسوم سے کامیاب ہوکر چلا جاتا تھا اور جو کہ صاحب لیاقت و باشعور اور جوہردار آدمی ہوتا عمدہ خدمت پر
اوسکو مامور کرتا مدام اسوقت ہر ایک جنس اور ہر ایک تجارت پیشہ ہندو دکن اور اہل حرفات اقسام سے

آمادہ تھا اور مرزا بہادر کا طالع عروج پر تھا اور تمامی کاروبار مرزا روزانہ ترقی پر تھے مرزا ایک مرد ملازم
مشار الیہ دکن کیطرف سے منتظم تھا مگر روش و طریقہ شاہانہ اور شان و شوکت خسروانہ رکھتا تھا۔ الغرض اس گیارہ
سال چھ ماہ کے عرصۂ قلیلہ مین بحکم الموت یاتی بغتۃ عین بہار اقبال و ترقی حشمت و جلال مین پشت پر
مرزا کو یہ سرخی اور ایک شکل منجمد نمایان ہوئے گویا ابدال اقبال بہ ادبار مرزا واضح ہوا۔ وہ سرخی جب حد سے
زیادہ ہوئی ایک جراحت سخت کی صورت پیدا ہو کر مرزا کو فیرش کر دی نقل و حرکت سے بند کر دیا جملہ اطبا حاذق نے
اپنے اپنے تشخیصات تجویز التسمی اس قرح و جبر جکا نام سرطان لکھا ہر چند معالجات مختلف و تداوی بیشمار
عمل مین لائے اور خون فاسد تصور کر کے نشتر سے اخراج مادہ فاسدہ کیا مگر ہیچ (قضائے نبشتہ نشاید ستر)
کوئی علاج کارگر اور کوئی دوا مفید نہ پڑی روزانہ شدت مرض سے پانچوین تاریخ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ کو انتقال
ہو گیا (سب ٹھاٹ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلیگا بنجارہ) چونکہ مرزا ابراہیم بیگخان د مولنہ مرد جسیم اور لحیم شحیم تھا
بوقت غسل میت غسالون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شدت مرض سے جسم اگرچہ بظاہر پوست و استخوان
رہگیا تھا مگر گردن سے کمر تک اور ہاتھ کہنیون تک کا گوشت گل گیا تھا۔ الغرض بعد غسل میت حسب رائے اہلکارون
کے اوسی ابراہیم باغ مین دفن کیا گیا۔ ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود ذکر حکومت فرخ مرزا افغان
بہادر احتشام جنگ بہ جانشینی پدر واضح شائقین ہو۔ ابراہیم بیگخان مولنہ کو اولاد نرینہ سے
چار فرزند تھے فرزند اکبر فرخ مرزا یہ سید غیرت خان کی دختر کے بطن سے دوسرے یعقوب مرزا تیسرے ابو تراب
مرزا چوتھے نور الدین علی مرزا عرف شہریار مرزا ان ہر چہار کی والدہ علیحدہ علیحدہ تھین چونکہ فرخ مرزا
فرزند کلان تھا بغرض تمیت اور معلوم کرنے قواعد و ضوابط سرکاری درباری حیدرآباد مین چھوڑا
تھا جبکہ عمر اوسکی ۱۶ سولہ سالکی ہو چکی بتقریب تسمیہ خوانی ابو تراب مرزا بہ عرضداشت حضور فرخ مرزا کو
طلب کر لیا بجائے اوسکے یعقوب مرزا کو حاضر باشی حضور کیلئے روانہ کیا تھا۔ فرخ مرزا جب حسب الطلب بدر
نزل پہونچا یہین ظل عاطفت والدین مین رہکر معاملات مالی و ملکی اور فنون برتری سرداری کے خوب

ترتیب دیا۔ ابراہیم بیگخان جو اونکو جب مرض موت لاحق ہوا دانایان ہمراہی رفقای امور شاہی واہی تو انکو مرزا ابراہیم بیگخان
کے تعین سمجھکر آثار سعادت بخش غیر قادر دادخان منجم و مہندس کے زائچہ کشی فرخ مرزا کو بعہد مستقل مرزا ابراہیم بیگخان
کا قرار دیکر قائم مقام بادشاہ کردیا اور نذرین دلادین۔ بعد انتقال ابراہیم بیگخان کی علی الاعلان دربار خاص عام
دیوانخانہ مین جلوس کرکے ہر ایک ملازم سے علی الترتیب جیسا چاہا ان نذر ہوا پس ہر چہار طرف صدائے سرور وندائے
غرور بلند تھی نذرین گذر رہے تھے مگر بھکو مرزا اور فرید مرزا اور رحیم قلی بیگ تصور قرابت قریبہ رعونت عجیبہ فرخ مرزا
کی اطاعت کو قبول نکرکے علیحدہ ہو بیٹھے بلکہ جلوس کو اور نذرونکے گذرنیکو اور کثرت آمد و رفت ملازمین کے دیکھکر
بھکو مرزا وغیرہ ہر سہ قرابتمند کو صحن خانہ مین مقابل دیوانخانہ کے حاضر رہکر از راہ کنایہ و اشارہ باآواز بلند اس شعر کو
پڑھتے تھے ۔ کلاہ خسروی و تاج شاہی ؛ بہر کل کی رسد حاشا و کلا ۔ غلام جب ابو تراب مرزا کو جو طفل صغیر تھا
اپنی گود مین لیکر ٹہلتا تھا اور تینوں اشخاص مذکور اپنی چند ہمراہیوں کے ساتھ ازدہام خاص عام سے سنتے تھی۔ اتفاقا
ساتوین روز انتقال ابراہیم بیگخان کے اسی ابراہیم باغ مین باقرار مقربان خانہ برانداز تقسیم ملک و مال کی ربط خود ہو گئی
اور بتدبیر مفسدین کی سبا کی تھمکن ہوئی کہ ولی عہد اور اوسکی خیرخواہونکو قابو چونمیسے مقید کرنی منظور تھی جبکہ تمام
اعیان دولت ارکان مملکت اور دوسرے ملازمین بعد ادا کرنے نذرونکی اپنے کاروبار مرجوعہ خدمات مفوضہ پر چلی گئی
وہ تینو شخص قرابت قریبہ جنکی تناؤ مین یہ مصرع صادق اور موزون ہے الا ان الاقارب کالعقارب
از راہ غرور او رخود پسندیکی بطرف اطاعت فرخ مرزا رجوع ہوکر کلمات مضحکہ اور ٹھٹھے کے کرتے تھے کہ بایما رئیس وقت
سید ولی محمد بخشی اور دوسرے ایک جماعت غلامان حبشی کی آپسمین متفق ہوکر ہر سہ اشخاص نکبت زدہ کو آئینہ محل مین جو
کہ بہت ہی تکلف اور صفائی کے ساتھ بنا ہوا تھا تدبیر پسندیدہ اور حکمت عمدہ کیساتھ گرفتار کرکے تہ خانہ مین گلزار
محل کے نہایت ذلت و خواری سے مقید کر رکھے۔ پھر دس روز کی شبمین بعد گذرنے نصف شب کے اون ہر سہ گرفتاران
پنجۂ تقدیر کو پھانسی سے مار ڈالا اور جیپال کی ندی مین رگ مین ڈالکر گور و کفن بادی بعض رفقا اور متوسلین سے انکی شریک
تدبیر و صلاح ناساز و غیر فلاح انکی تھی وہ قریب چالیس آدمی کے اقربا اور رفقا اور شاگرد پیشہ وغیرہ ہے تھے اور وہ

اور وہ اشخاص بہادر مذکور معہ اوس جان ریاست تھے تلاش و تفحص کرکے بعد مدت اوس قبضہ کے جا بجا
اون تمامونکو معلوم کر دیا تب کہین شخص عدیم کار و با حکومت کا قرار پایا اوس روز سے اعتبار اور اقتدار
ولی محمد بخشی کا فرخ مرزا کے پاس اور تمام اہل ریاست کے پاس روز افزون ہوا اور جمعیت ہمراہی اون محبوسان
معدوم کی پانچ چھ ہزار تالم ہوا اور نالیین کے اور تین ہزار پیادہ حشام کے بے سردار کے ہوگئے تھے اون سبکو
تسلی و دلاسا دیکر اور ہر ایک سے اقرار واثق لیکر سید مرتضیٰ اور سید و میان نامی کو جو وہ دونون ہمشیرزادہ
بخشی مذکور کے تھے اس جمعیت مذکور الصدر کے سرکردہ اور افسر بنا کر تفویض کیا اور باقی کارخانے بھی اون
معدومونکے اپنے قبضہ قدرت مین لاکر اطوار اون کارخانونپر امین اور کارپرداز مقرر کرکے انتظام کاروبار مالی
اور ملکی کا اپنی اختیار مین لیا بعد تنظیم و تنسیق معاملہ و رفع فساد خانگی کے اپنے خاص خیرخواہونکے استصواب سے
بقبول قلب بخشی مذکور کو معہ مبلغ سات لاکھ کے باستدعا خلعت تعزیت اور سند بحالی اور سرفرازی تعلقات
کے میراث پدر معہ عرضی بامانت لچھمن پنڈت وکیل و اوس میر جمال الدین حسین خان خانساماں کے ارسال حضور کیا
نہار کا حضور نظر پر قدسیت اور جانفشانی مرزا ابراہیم بیگخان کے فرما کر حسب العرض نامبردہ سند بحالی جاگیر
وغیرہ تعلقات کی بارشاد بحالی بدستور سابق اور اضافہ منصب پنجہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور خطاب فرخ مرزا خان
بہادر احتشام جنگ کے اور عنایات خلعت تعزیت کے سرفراز فرما کر پنڈت مذکور کو شرف رخصت سے عزت بخشی
جبکہ پنڈت مزبور ساتھ خلعت و اسناد شاہی کے روانہ منزل ہوا۔ فرخ مرزا کو خبر معلوم ہوئی فرخ مرزا یہ خبر
تہنیت اثر کے سنتے ہی احتشام گدہ کے نذر و نیاز خیمہ ہائے بزرگ فرش بان بارگاہ نام کے استادہ کروا کے ساتھ
لشکر اور حشم اور جمیع ارکان دولت کے سر کو قدم بنا کے استقبال عنایات اور تفضلات خداوندی مین دوڑ کر عنایات
نامجات شاہی کو بہت ہی زیبائش و آرائش کیساتھ تہنیت اور مبارکبادی کے آوازونکو سنتا ہوا داخل منزل
ہوکر تمام ملازمین اور عامہ خلایق اور مساکین کو انعامات فائقہ اور خیرات لائقہ سے مسرور اور محظوظ کیا ذکر
مختاریت سید ولی محمد بخشی صدا اتصا آہنگ کا اور مارا جانا اوسکا ہاتھ سے نواب

احتشام جنگ کے بعد مارے جانے جمیع اقربا اور رفقاے مبارز الملک موہلنہ کے قرعہ حکومت کا
نام فتح مرزا بہادر احتشام جنگ کے اور مختاریت سید ولی محمد بخشی کی مکمل ہو گئی تمامی لوگ فوج و سپاہ کے
اور متعلقان ان کا رخانجات کے انقیاد اور اطاعت مین اوسکے آگئے. اگر اتفاقاً کوئی خلاف طبیعت اوسکے
چلتا اوسکو بالکل نیست نابود کر ڈالتا مین بعد تین مہینے کے عرصہ مین ولی محمد بخشی استقدر زور پکڑا کہ بغیر
اطلاع بخشی کے ایک گہانس کی پتی حرکت نہین کرتی تھی جملہ سرکردہ ہاے فوج اور عزہ دولت کے جو کہ موہلنہ نے
بسبب انکو بھار وپیہ صرف کر کے بغرض وقت بموقت کام آنیکے فراہم کیا تھا اون تمام کو یک لخت معدوم کر ڈالا
غرور اور نخوت کی راہ سے اور کارخانجات ریاست موہلنہ کو پراگندہ اور منتشر کر دیا احتشام جنگ تو اوسوقت اٹھارا
سال کا تھا باقتضاے سن ناتجربہ کاری موانست نسوان اور مجالست عاقبت اندیشان اور منهالطت
عیاشان مین مشغول رہکر سررشتہ کار کو بخشی بدخواہ کے حوالہ کر دیا اور آپ خواب غفلت مین رہگیا جبکہ دربار مین آتا تھا
نشیب و فراز زمانہ سے بے پروا درستی اور خرابیے کاروبار ذاتی اور صفاتی کے لاوبالی جو نکہ آغاز شباب تھا مثل گرسنہ
خوان یغما کا حال رکھتا تھا بدین وجوہ نشست و برخاست بار یکساعت نجومی سے زیادہ رکھتا نہین تھا اوسی ساعت نجومی
مین جمیع ملازمین پر اپنے یک نظر اقری فرما کر سبکا سلام و مجرا لیکر فی الفور پھر داخل حرم سرا نسوان ہو جاتا تھا بخشی
مذکور ہر دگرگ کہن تھا روباہ بازی کی فکر مین رہتا تھا غفلت فتح مرزا کی باعث فرصت موجب غنیمت خواطر
ہو گیا تمام انتظام تو اوسی بخشی کے ہاتھہ مین تھا خیال باطل گمان عاطل نمکحرامی کا پیدا کر کے بندگان حضور کی
خدمت مین عرضداشت ارسال کیا کہ فتح مرزا صرف طفل ناتجربہ کار ہے اپنے امورات مالی و ملکی سے کچھہ خبر نہین رکھتا
ہے نانے وہ دشمن شب و روز محو رہتا ہے. اور یہان تمام نیپل بہت سا خزانہ اور بیشمار جواہر اور اثاثہ
بیشمار اور فیلان اور شتران و اسپان وغیرہ ہزارہا کا رخانجات لکھوکہا مبلغ کی مالیت کے مہیا اور موجود ہین شخص غافل
کی بے اعتنائی سے تلف ہو جانیکا اندیشہ ہے نہ مالک کو اس سے کچھہ حاصل ہو گا نہ حضور مین داخل ہو نیکی امید ہے بدین مصلحت
اگر پیشگاہ حضور سے سند سرفرازی نیپل وغیرہ تعلقات متعلقہ موہلنہ کی بنام کمترین غلام غلامان شرف صدور

پاوشے تو اس طفل نادان بے خرد جاہل بخت کو مقید کر کے روانہ حضور کر دیتا ہون اور تعلقات متعلقہ کا انتظام با مین
بہین کرتا ہون اس سے پہلے وقعات خونریزی اور ابتری کاروبار علہ نزل و قبایح افکار ونکی عرضداشت سے بندگان
حضور کو اطلاع ہوتی تھی لاکن بخشی نمکحرام کی عرضداشت سے نفرہ مشتاد ہو گیا پس مزاج بندگان حضور کا مضامین
خیانت آئین اور شیوہ نمکحرامی اس نابکار پر دو اندیشی کے شاہد رسا ہو کر بجنس عرضی بخشی کو عنایت نامہ کے ساتھ
ملفوف فرما کر احتشام جنگ کے پاس بہ اشفاق خسروانہ سے رسال فرمائے۔ وہ نامہ حضور تیرہ ۱۳ تاریخ ماہ شعبان
سنہ ۱۱۹۵ الف بارہ سو پچانوے ہجری کو دوپہر وقت ورود فرمایا مضمون عنایت نامہ کا یہ تھا کہ واللہ فلان ویرادنکا
پیشگاہ حضور ابد مدت اقبال مین مدتہا مدید سے کاردانی اور تمرد ذات جانفشانی بتلا کر اپنی عزت کو اس مرتبہ پر
پہونچایا ہے تسمے کہ اس ہی لحاظ سے لسعی خانہ زاد کو بدستور سابق میرا پدری پر بحال و مامور فرمایا ہم اس حضور
ہم فدوی خانہ زاد کو جو کہ خلاف لوازم اطاعت گذاری کار کرے سوا اور ہمیشہ سایہ عنایت مین بدولت کے پرورش
اور تربیت پایا ہی سواب بکو لازم اور ضروری ہے کہ نوکر کو اسکے حد و ادب رکھکے اپنے کاروبار کے انتظام کو اپنی ذات سے
متعلق رکھے اور کوئی دقیقہ حزم و ہوشیاری کا فروگذاشت نکرے ورنہ لا قطعہ عرضی اس خانہ زاد کی نوکری بادولت
لیخد منتمین جو پہونچی بجنسہ مرسل ہے اسکے مضمون سے مطلع ہو کر نوکر نمکحرام کو سزا معقول پہونچا و تا دوسرے نمکحرام
نوکرونکو عبرت اور موجب عبرت ہو اور عنایات و پرورشات بندگان حضور کو ہمیشہ اپنے اوپر مبذول جانین ۔
اثر ورود عنایتنامہ شاہ دکن ۔ جسوقت کہ عنایت نامہ شاہ دکن فرخ مرزا کو وصول ہوا عوض
اسکے مضمون سے مطلع ہوا مانند ماہی بے آب کے بیقرار اور اپنی نادانی و غفلت سے بہت نادم اور شرمسار ہو کر ہر آن
و ہر زمان پیچ و تاب مین بیتاب ہوتا تھا دوپہر رات سے صبح تک عدم بیقراری مین گذرا جب صبح ہو چکی
جا بجا حکم فراہمی فوج کا نافذ فرمایا اسیوقت جمعیت حاضرہ سے قریب پانسو سوار و پیادہ اور جمعیت اور
شاگرد پیشہ سے موجود تھے چودہ ماہمد کو رکو پھر ان چرچ بنا ر تنبیہ بخشی ناعاقبت اندیش کے مامور کر دیا بخشی
نابکار کے ہوا خواہونکو بھی جبکہ بخشی کے دولتخانہ مین تین ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت مع جمعداران و

و منصبداران وغیرہ بھی حاضر ہو کر فرخ مرزا کی جراءت و عالی ہمتی کو دیکھکر خندہ زن ہو کر وقت کے منتظر تھے کہ ناگہان جمعیت رئیس مل کی بہیئت قلیلہ معہ یکضرب توپ چلو یکے جسمین بخت کو لیکے خریطہ مراد لگایا برگشتہ ابراہیم باغ سے بخشی کی حویلی کیجانب روانہ ہو کر متصل ہو گئی بخشی ولی محمد بھی آپہنچا اور مستعدی کیساتھ بارہ شخصونکو جمعدار معتبرین نامی مثل حسین بدن و رسول بدن و سید تقی اور سید و میان اور زن خان اور چتوار خان اور امیر سنگ اور لچمن سنگ وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر دریچہ سے جو کہ حویلی کے عقب میں تھا نکلکر جماعت مسلح رئیس مل پر حملہ کیا اور جماعہ رئیس مل نے بخشی کے نکلنے کیساتھ ہی توپکو تیر دست دئے تو پیچھے چلتے ہی بخشی نا لیکار کو دو زخم پہونچے پھر بھی زخم کہا کر بھی سبقت کیا اوسیوقت بعضے جمعداران مسلح رئیس مل سے مثل رحیم داد خان خانہ روشانی ساکن ناندیڑ نے معہ برادران خود اور حیات جمعدار اور شاہ صفا حب کمنداں وغیرہ مقابلہ کرکے تلوار سے اوس بد سرانجام کا کام تمام کرکے سر و سکار رئیس مل فرخ مرزا بہا کی پیشی میں بھیجدیا بعد ازان وہ سلحدار مرکے فقود تنبیہ کیطرف متوجہ ہو۔ بعد مارے جانے بخشی کے اوسکی جمعیت میں پراگندگی آگئی ہر ایک نے راہ گریز لی۔ رئیس مل کے لوگ ہزیمت کھائے ہوئونکو ہر ایک گلی کوچہ میں جہان پایا قتل کرڈالے بھیڑ بکریونکے ذبح کرڈالے یہ ہنگامہ غارت و قتل و منع کا تین روز تک برابر مسلسل رہا۔ اس خانہ جنگی میں سوار و پیادہ قریب تین سو کے معتبرین فوج بخشی سے مارے گئے اور رئیس مل کے فوج خاص سے رحیم داد خان جمعدار اور دو چار آدمی کام میں آئے جبکہ بندوبست واقعی اور انتظام خاطر خواہ ہو چکا بندگانحضور سے عنایت نامجات استقلال کے مضمون تحسین و آفرین معہ خلعت جواہر اور سرپیچ مرصع اور حمایل سرفراز کیکے سرفراز ہوئے وہ انتظام ریاست کیلئے بلا لحاظ مانع و مزاحم غیر کے اختیار و اقتدار کلی دیا گیا **ذکر تیاری قلعہ احتشام گڈہ و سون گڈہ و بنگلہ جہان نما و فتح گڈہ عرف چٹیال و مسجد جامع نرمل و مسجد موضع بنگواپیٹھ** بنیاد اس قلعہ تیاری کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ نواب مبارز الملک بہادر دوسرے جب تیاری قلعہ جات سے فارغ ہوا قلعہ فتح گڈہ کی تیاری کا ارادہ کیا اس قلعہ کی بنا واسطے جگہ تجویز کی کہ ایک پہاڑ نرمل سے جانب مشرق بفاصلہ ایک کوس کے قریب میں واقع ہے اسی پہاڑ

تعمیر قلعہ کا نقشہ بنایا تھا بلکہ پایۂ عمارت بلدیمین قدآدم برابر ہوچکا تھا اور بعض جا اس سے زیادہ تیار ہوا تھا
کہ دفعتاً مہو لنسہ بقضائے الٰہی فوت ہوگیا۔ کار پردازان عمارت نے بباعث غم و الم بے شمار بسبب فوت جہان بیگم کی
تعمیر فاضل گڈہ کو نامیمون اور ناموزون تصور کر کے اسکی تیاری کو موقوف کر دی چنانچہ اتبک نشان اوس بنیاد کا
باقی ہے۔ بعد انتقال مہو لنسہ مرحومہ فرزند اکبر فرخ مرزا احتشام جنگ اپنے باپ کا قایم مقام ہوا۔ اہل کاران عمارت عرض
کئے کہ نواب ابراہیم بیگخان بہادر اپنی زندگی مین اکثر کہتے تھے کہ بعد تکمیل تعمیر فاضل گڈہ ایک پشتہ کوہ جو بین
نزل ور موضع لکہ تال کے ملحق بند دھوبی تالاب کی طرف جنوب مین واقع ہے بشرط وفائے زندگی خود انشاء اللہ تعالیٰ
وہان ایک قلعہ بنایا جاویگا۔ ابکی زمانہ تیاری فاضل گڈہ کا مسدود ہے ہم کارگذارونکو کیا ارشاد ہے جیسا حکم
ہوگا تعمیل کیجائیگی احتشام جنگ بہادر نے درخواست اہلکاران عمارت کو قبول کر کے ایکروز اوس پشتہ کو بچشم خود سر جا کر
بغور معاینہ کر کے تیاری قلعہ کا حکم دیا پس بفور حکم واجب الاذعان کاریگران عمارت جو پتھر اور اینٹ واسطے تیاری فاضل
گڈہ کے جمع تھی منتقل المقام کر کے بہت چستی و چالاکی سے نو مہینے کے عرصہ مین عمارت قلعہ کی ختم ہوگئی اس
قلعہ جدیدہ کا نام احتشام گڈہ رکھا گیا **ذکر تیاری قلعہ سون گڈہ** بعد تیاری احتشام گڈہ کے
ایکروز نواب صاحب سوار ہو کر واسطے سیر ظفر باغ کے جو کہ متصل موضع سون دریائے گنگ کے کنارے پر واقع تھا اور
اس باغ مین درختان میوہ جات اور عمدہ عمدہ فواکہ کے مثل انجیر اور انار اور امرود اور فالسہ اور آم شیرین قابل تحسین بہ ترکیب
روش اور خیابان یعنے کیاریان عجب کے موجود تھے اور اقسام کے میوہ جات اس باغ سے حاصل ہوتے تھے وہ باغ
بھی لایق دید تھا اور داروغہ اس باغ کی شیخ محمد علی نامی کے نام سے نامزد تھی اکثر خاطر خواہ سیر اور تماشا کرتے
تھے کہ اس اثنا مین نظر نواب فرخ مرزا احتشام جنگ کی اس پشتہ کوہ پر جا پڑی اس پہاڑ پر کوئی عمارت
مثل قلعہ وغیرہ کے باندھنے کا خیال دل مین نواب کے بندھا رہا چندروز کے بعد بارادہ محکم حکم دیا کہ اس پہاڑ پر
قلعہ مستحکم بنایا جاوے۔ بموجب حکم نواب عالیمقام کے فی الفور ساز و سامان یا کدست اسباب تعمیر ہر جگہ سے فراہم کر کے پانچ ماہ کی مدت مین اندر
عمارت پختہ کو مکمل کر دئے بعد تکمیل ہونے کے اس قلعہ کو سون گڈہ کے نام سے موسوم کئے۔ ذکر تیاری

بنگلہ ہفت منزلہ جہان نما جبکہ سون گدہ بنگیا بنا بنگلہ ہفت منزلہ کا شوق پیش نہاد خاطر نواب
اس عمارتکا موقع اور محل ابراہیم باغ سوچا گیا وہ بنگلہ ہفت منزلہ بعد مقابل ہفت آسمان بخیال فاسد تعمیر
کر رکھا اس عمارت بلند اور بنائے رفیع سے یہ غرض تھی کہ تماشائیونکا ہجوم ہوا اور اپنی شان و شوکت کی دہوم
اور دوسرے عمارات اس آبادی کے پست نظر آوین بلکہ پہاڑ بھی چھوٹے چھوٹے معلوم ہوں اور اسکی
روبرو دوسرے مقاموںکا سیر پسند ہو۔ اس بنگلہ ہفت منزلہ کے نیچے ایک حوض بہت بڑا وسیع اور کشادہ مثل
تالاب کے یہ بھی جب بارش سے بہ آب بھرجاوے تو اسکے اطراف و جوانب شیشہ آلات اور قنادیل موقع اور
محل پہ مضموم ہو۔ اور اس حوض مثل تالاب مین بطور سیر گشت لگانے ایک کشتی بنائی گئی تھی اس کشتی مین پر
رویان نازنین اور نغمہ سرایان زہرہ جبین سوار ہوتین پانی پر حوض کے موج حباب کی تیاری اگر دو گھڑی تو پوری
خواہش اسطرح کا لطف عیش حاصل کرتا تھا جبکہ اسباب سے فرخ مرزا احتشام جنگ کو فراغت ملی قلعہ چھپاں جو
ہیں تیار ہونے کے نصف تیار ہوا تھا اسکو مکمل کر کے فرخ گدہ کے نام سے نامزد کیا ذکر تیاری
جامع مسجد نرمل سید احمد صاحب گنج بخش شیخ المشائخ مقامی نامی جو کہ ہر کس و ناکس ادنے و اعلی انکا معتقد
تھا اور ارکان دولت بھی رجوع تھے جتنے کہ رئیس بھی شرف اندوز ملازمت ہوتا اکثر وزرا صاحب موصوف کچند تیمن
نواب کو از رو اعتقاد بخیال استفادہ حاضر ہوا تھا وہ بزرگ اپنی مریدین و طالبین کو ارشادات مشائخانہ
سے مستفید کر رہے تھے بعد انفراغ ارشاد نواب رئیس نرمل نے عرض کیا کہ مجکو کسی امر کا ارشاد ہو جاتا کہ
اسکی بجا آوری مین سعادت حاصل کروں۔ ارشاد ہوا کہ جامع مسجد قدیم کہنہ اور بوسیدہ ہو گئی اور چونہ اسکا نا موافق
ہو گیا اگر تمہارے اعتقاد و اہتمام سے یہ جامع مسجد نرمل پختہ بنجائے تو باعث یادگار زمانہ اور حسنات دارین کا
ہو گا پس حسب الارشاد فیض شاد حضرت سید صاحب کے رئیس نرمل نے حکم تیاری مسجد کا فرمایا تھوڑے ہی عرصہ مین
نانڈیڑ دروازہ کے متصل مع چبوترہ اور حوض مربع تیار ہو گئی پہلے مسجد جو تھی سفال پوشی سے تھی۔ اس مسجد
پختہ کی تاریخ پتھر مین کندہ ہو کر متصل ممبر کے نصب ہے وہ یہ ہے سنہ آن نوے الاحتشام ذی جرات +

کرد کاشانۂ خدا آباد ؛ حسنات ثواب تعمیرش ؛ گفت ہاتف ۱۱۹۵ بشاہ فرخ باد ؛ **ذکر تیاری مسجد موضع نگواپلّی** انہین ایام مین رئیس نرمل نے واسطے ملاحظہ فیلخانہ کے جو کہ موضع مذکور کے قریب ہوا مین بہ سبب موافق ہونے وہانکی آب و ہوا ہاتیونکو مقرر کیا گیا تھا اور فی نفسہ اوس سرزمین کا دانہ چارہ ہاتیونکو پسند تھا اور انکے ازدحام ترکام ساز و سامانکے ساتھ فیلونکو دیکھ لیا اس اثنا مین واحد خان نامی فیلبان نے عرض کیا کہ اس قریب مین ایک درویش تارک الدنیا ہندوستانی تین سال سے صحرا نشین ہے اور عزلت گزین ہمیشہ درختونکے نیچے گذارہ کرتے ہین اور کبھی کبھی کلسری فیلخانہ مین آکر جہان چاہتی ہین ہوکر چلے جاتے ہین اور انکا یہ حال ہے کہ اگر کوئی کچھ تواضع کر دیتا ہے تو کہا لیتے ہین ورنہ از خود سوال نہین کرتے ہین اس باتکے سننے سے رئیس کمال اشتیاق سے خدمتمین درویش کے دوڑا آیا اور مطابق قاعدہ معتقدین کے بہت ہی ادب سے پیش آکر عرض کیا کہ بندہ کو جو کچھ کہ ارشاد ہوگا بجا لا کر سعادت حاصل کریگا۔ درویش نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسجد اور ایک کنواں اللہ تعالیٰ کے نام پر تیار کرے تا کہ تجھکو دنیا اور عاقبت مین بھلا ہوگا پس اس استدعا کے درویش پر نواب فرخ مرزا بہادر نے فی الفور مبلغ تین ہزار روپے نقد اپنے خزانہ خاص سے بھیجکر باہتمام فیلبان مذکور مسجد و کنواں تیار کرا دیا چنانچہ اب تک وہ مسجد اور کنواں باقی ہے آیندہ بھی جب تک خدا چاہیگا رہیگا۔ بعد تیاری مسجد اور چاہ کے وہ درویش چونکہ سیاح اور صحرا نشین تھے معلوم نہین کہان چلے گئے واللہ اعلم بالصواب **ذکر متوجہ ہونا بندگانحضور کا سفر کولاس اور طلب کیا جانا احتشام جنگ کا واسطے ملازمت حضور کے** سنہ ۱۱۹۶ یکہزار یکسو چہیانوے ہجری مین نواب میر نظام علیخان رئیس دکن والی حیدرآباد نے بنفسہ کولاس کے سفر پر توجہ فرما کر فائز ہوگئے تھے کہ چند روز مین بارش کا موسم آن پہونچا ضرورتاً وہان حکم چھاؤنیکا صادر ہوا۔ اس عرصہ مین کارپردازان سرکار و اعیان دربار بندگانحضور نے حضور رئیس نرمل فرخ مرزا کو طلب کرنیکی درخواست کی۔ فرخ مرزا احتشام جنگ مرد جوان ناتجربہ کار و ناعاقبت اندیش تھا مال و سپاہ کے غرور سے اور بہکانیسے مفسدین دولت کے ملازمت حضور کو ناپسند کر کے حیلہ حوالہ

ابتداً انکار بھی نہین کیا اقبال بھی نہین اس حرکت سے احتشام جنگ کے بندگان حضور کے پاس بغاوت
ثابت ہو گئی اس باغی کے استیصال و تنبیہ کا ارادہ تھا کہ میر عبد الحی خان بہادر صمصام الملک ثانی عمدہ
ترین امرائے رفیع الشان حضور سے تھے بقضائے الٰہی فوت ہو گئے۔ بندگان حضور اس واقعہ ناگوار سے ملول
ہو کر تنبیہ احتشام جنگ کو وقت معینہ پر موقوف رکھکے خود بدولت جانب حیدرآباد مراجعت فرمائے۔ بعد وفات
صمصام الملک ثانی کے انتظام کاروبار دیوانی کا شمشیر الملک سہر جنگ بطور نیابت کے تفویض پایا۔ اس
انتظام کے بعد موافق ضابطہ سرکار کے رقم نذرانہ کی تمام جاگیرداروں اور منصبداروں پر قلم و سرکار کے پیشگاہ
حضور سے مقرر ہو منجملہ اوسکے موافق تقسیم محروسہ سرکار کے مبلغ نو لاکھ روپے بطرف احتشام جنگ کہ تمام جاگیر
داران حضور مین معتبر تھا واجب الدین نکلے اوس وقت مسند والی دکن نواب میر نظام علیخان بہادر تھے حسب
احکام حضور بطلب مبلغ مذکور صادر ہوئے واقعات اخبار لکھتے ہین احتشام جنگ نے عاقبت بین جو ہین
والی دکن کے از راہ گستاخی اور بغاوت کے سینہ آئے اور ایسا تحریر کیا کہ بجائے مبلغ مطلوبہ یہ چینی جا ضرب ہے جو وقت
کہ غرض بغاوت آہنگ احتشام جنگ کی بندگان حضور کے ملاحظہ مین گذرے ارادہ بغاوت و قصد فساد
بندگان حضور مین ثابت ہوا افواج حضوری واسطے تنبیہ و تنبیخ کے اس مفسد احتشام جنگ کے مامور ہو
کر متعین ہونا افواج قاہرہ سرکاری بسرکردگی شمس الدولہ بہادر سردار جنگ عرف
گھانسی میاں کے اور قصبہ مین آنا تھانہ بودھن کا ۱۱۹۷ سنہ یکہزار یکسو ستانوے ہجری مین بنابر تادیب
اور چشم نمائی مفسدہ خیرہ سر کے پیشگاہ حضور سے محمد حسام الدینخان بہادر کامیاب جنگ وارالدولہ
گھانسی میان جو کہ برادران نواب بو الفتح خان بہادر شمس الامرا کے علاقہ پائیگاہ خاص مین شہرت
اختصاص رکھتے تھے معہ دو ہزار سوار جرار اور تین ہزار جوانان لین رسالہ نادر جنگ کلاہ پوش فرانسیس متعین
کر کے روانہ کیے۔ خانہ کو ربعد طی منازل قطع مراحل قصبہ کوتگیر پر خیام قیام کو استادہ کئے قصبہ بودھن کوتگیر سے
چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہ قصبہ متعلقہ مفسد تھا۔ بہادران سرکار نے فرصت کیسا قابو پر دوڑ مار کر

اولیاے دولت آصفیہ کے قبضہ و تصرف مین لیلیا - جو جماعت مفسدے مقابل ہوتا تھا اوسکو بے دریغ تہ تیغ
کردیتے - رستم خان نامی جمعدار ساتھ ایکسو سوار اور دوسو پیادہ کے باغی کیطرف سے تھانہ دار بودہن کا
تھا بہادران سرکار کی یورش اور غلبہ آوری سے ہزیمت اور پستی پاکر راہ گریز کو غنیمت جانکر نرمل پہونچا
اور گنگا نامی زنار دار بتھانہ دار موضع رکاس پیٹہ متعلقہ قصبہ بودہن کا منجانب باغی تھا بہادران سرکار نے
اوسکے سر کو کاٹکے وہانکے دروازہ پر آویزان کردی غرض روانہ ہونا افواج مفسد و باغی کا نرمل سے
ساتھ سرکردگی دلاور جنگ فرانسیسی کے بنا بر مقابلہ گھانسی میان اور شکست پانا
افواج باغی کا ہاتھ سے بہادران سرکار کے جس آدمی کو جب نخوت اور غرور کسی باعث سے یا نسبتی
یا کسی کمال سے یا حکومت سے پیدا ہوجاتا ہے تو دانائی اوسکی بالکل نادانی سے مبدل ہوجاتی ہے -
اقبال اوس سے منہ پھیر لیتا ہے ادبار چڑھ آتا ہے کوئی راہ فلاح و صلاح کی نہین سوجھتی اللہ بچاوے
ایسے منقلبات سے خدا کی پناہ ایسے خطرنے سے - اختتام جنگ نا عاقبت مین جبکہ سنا کہ بہادران سرکار نے
تھانہ بودہن کا لے لیا بارہ ہزار سوار اور جوانان لین اور بیس ضرب توپ تمامی فوجی اپنی منتخب کرکے ساتھ
سرکردگی دلاور جنگ گورا اور ابو میان مہدوی اور امان اللہ خان وغیرہ جمعداران و رسالہ داران مشہور اور
دوسرے سرداران راجپوت دار کے قلعہ چتون رجایان سیکاکول سے گہانسی میان کے مقابلہ پر روانہ کیا جمعیت
مذکور کشتاپور کے گھاٹ سے عبور گنگ گوداوری کا کرکے بہت جلد قریب بودہن کے پہونچے اندرون بودہن سے
سرکاری فوج باہر آکر صف آرا ہوکر مقابل ہوے فرنگی مذکور نے توپونکو مانند بجلی کے آتشبازی ایسی کی
کہ فوج سرکار کے قدم استقامت لغزش مین آگیا قریب تھا کہ صورت انتشار و انفرار واقع ہووے سواران
باغی نے جان لیا کہ فوج سرکار مین ہزیمت آگئی فتح و نصرت نصیب ہمارے ہے اسی خیال بدسگال سے
باوصف ممانعت دلاور جنگ فرانسیس کے اپنے مقام سے حرکت کرکے یورش اور حملہ کئے اس اثنا مین
گھانسی میان مع تھوڑا سا چھوٹی سی جماعت کے یعنے دوسو سوار آزمودہ کار ایکطرف کھڑے رہکر فوج مخالف پر

کمین گاہ سے یکدم گھوڑونکو دوڑا کر بہادرونکی مانند رستمانہ جنگ کی بفضلہ وعونہ فوج باغی کو شکست فاش دیکر
بھگادی اور ابو میان مہدوی اور امان اللہ خان اور دوسرے سرداراجی وارونکے سر اونکو تن سے جدا کرکے نیزونپر
رکھکے خاص و عام کو تبلادیا اور دو زنجیر فیل معہ نشان و نقارہ کے جنکے ہودجونمین خریطے زر نقد کے رکھے ہوے تھے تسخیر
کرکے شادیانہ فتح و ظفر کا بجایا۔ فرانسیسی فرنگی جب رنگڈ ہنگ اپنی فوجکا دیکھا معہ اپنی پلٹن کے بطور قواعد قلعہ
محکم بنا کر تمام روز میدان جنگ مین توپبازی کرتا رہا اور ہانسی رات کے وقت الست کشتاپور پر آکر تمام بھاگے ہوے
ہزیمت کھائی ہوئیونکو ہمت و یکر فراہم کرکے پھر متوجہ مقابلہ جنگ کا ہوا فوج باغی سے چند سوار بھاگ نکلکر بالکنڈہ کے
قلعہ مین پناہ لیکر پوشیدہ ہوے تھے ان دنوں کو نواب ابراہیم منور خان مخاطب بخانزمان خان بہادر جو امرای بادشاہی سے تھے اس
قلعہ کی کنجی انکی ہاتھ مین تھے سواران مفرور کو آباد دیکے اندر آنے نہین دیا بلکہ قریب تھا کہ سواران مذکور کے گھوڑے
اور ٹٹوونکو حکم فتح مین داخل کرے کہ اس اثنا مین سواران منہزم و مخذول کو اشتبا کی خبر لگی لہذا اوسیوقت بنہایت
ندامت و پشیمانی دو دو گھاٹ عبور گنگ کو دادری کا کرکے فایز نزل ہوگئی۔ ذکر متوجہ ہونا افواج امرے حضور کا
واسطے تائید و امداد گھاسی میان کے اور دوسرے وقایع جنگ کشتاپور کا۔ جبکہ فوج مخالف
و بامکے شکست پائی گھاسی میان اطلاعًا ایک عرضداشت متضمن نوید فتح و ظفر معہ دو زنجیر فیل اور نشان و نقارہ
اور احوال مارے جانے سرکردہ ہای فوج مخالف کے خدمت مین بندگان حضور کے ارسال کیا حضور بملاحظہ عرضداشت
اور فتوحات اور مردانگی بہت آفرین و تحسین فرما کر خلعت جواہر و شمشیر کی معہ کمربند کے بعطای خطاب مجمع حسام الدین
بہادر مذکور مثل شرف الدولہ بہادر اور زور آور جنگ اور حشمت جنگ اور ... جنگ اور امجد الدولہ وغیرہ کے
رسالے اور جاگیرداروںکے قریب چالیس ہزار سوار و پیادہ کے روانہ فرمائے افواج امدادی پہونچنے تک بہادر
مذکور بودن کوچ کرکے بالکنڈہ پہونچکے تالاب مین حضرت ... صاحب قدس سرہ کی فرودگاہ ہو کشتاپور بالکنڈہ
سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اسیوقت یک ملیری فوج ایکر شریک و شامل امداد دیان ہوا۔ فرنگی فرانسیسی
جو موضع کشتاپور مین مقیم تھا افواج سرکاری کی آمد آمد سنکر از راہ خیرگی اور شورہ پشتی کے اکثر لشکر سرکاری پر بطور غارتگری دو

آگرتا اور بوٹ لیجاتا تھا گہا لنی میاں ہیم لشکر نے دوسرے امرائے نامدار سے مشورہ کرکے فرانسیسی کی تنبیہ کے طرف متوجہ ہوا صبح سے شام تک بیچ دنیا مین فریقین توپ و تفنگ کی شدت سے ہی اس لڑائیمین اختتام جنگ نزل سے اکثر بابت لشکر فرانسیسی کا تھا فرانسیسی فوج سرکار کا غلبہ دیکھکر سامان جنگ کو طے کرکے معہ لشکر خود گنگ گوداوری عبور کرکے موضع کانڈلی جو کہ نزل سے پانچ کوس کی مسافت پر ہے پہونچکر مقام کیا فوج سرکار بعد چشم نمائی فرار واقعی فرنگی مذکور کے بالکنڈہ پہونچکر عشرہ محرم کو وہین گزاردی ذکر متوجہ ہونا خود بندگان حضور کا حیدرآباد سے اور تسخیر کرنا قلعہ جگتیال وغیرہ کا اور دوسرے احوال جو وقت کہ خبر فتحیابی سردار جنگ بہادر کی فوج مخالف پر نواب شمس الامرا بہادر نے سنی دوگانہ شکریہ کا جناب باریمین ادا کئے اور فیل و نشان وغیرہ مال غنیمت کو معہ عرایض بہادر مذکور کے بندگان حضور کی نظر مین گذرانے پس بعد روانہ ہونے افواج امرائے سابق الذکر کے بہادر مذکور کی کمک خود بندگان حضور نشان کوچ کا بلند کرکے نزدیک باغ گوردھنداس کے چند مقام فرماکر وہانسے منزل بمنزل رونق افروز قصبہ بھیلواڑہ ہوئے چونکہ عشرہ شریف محرم کا تھا شروع سال سنہ ۱۱۹۸ ایکہزار ایکسو اٹھانوے ہجری کا وہین گزار دیکر وہانسے نشانات فتح حضور یکو روانہ کئی تو قلعہ جگتیال کے قریب پہونچکر قیام کئے اس قلعہ کا قلعدار سیدی ظفر الماس تھا باغیکے طرفسے ابتداً حق قلعہ داری کو توپ و تفنگ سے ادا کیا آخرکار بندگان حضور کی ملازمت سے مشرف ہوا بندگان حضور نے اسکی صلہ مین بدستور سابق قلعہ داری جگتیال کو اوسی پر بحال رکھکے سیدی مذکور ساتھ خطاب ظفر الماس خان بہادر کے سرفرازی بخشی۔ بعد فتح ہونے قلعہ مذکور کے لشکر سرکاری ازراہ کوڑمیال ورکن کوٹلہ ورمٹپلی اور موضع یالم قلعہ بالکنڈہ کے نزدیک پہنچے سردار جنگ بہادر وغیرہ امرا آسطور جو جا بجا مقام پر فروکش تھے اپنے اپنے جماعات کیساتھ صف آرا ہوکر آداب سلام رسمی بجا لاکر ہمراہ رکاب ہولئے ہر دو طرفسے افواج موافق باہم ملاقی ہوکر موضع کشتاپور پر مقام کئے اوسوقت ودلگیت نایاب تھی موضع کانڈلی پر پہونچی۔ ذکر مقابلہ کرنا سیدی یاقوت کا ساتھ افواج سرکار کے اور پھر گرفتار ہونا اوسکا بہادران

سرکار کے ہاتھ مین میدان مین تا بچہ موضع کمرگا پور اور چٹیال کے سوا ان فوج سرکار کے
قریب قلعہ چٹیال بطور سیر شکار دور سے نمایان ہوے اور فوج مخالف کے پامین قلعہ مذکور کے اتری تھی واقف
کاران حال کہتے ہین کہ اوس روز احتشام جنگ واسطے بندوبست قلعہ جات اور شہر پناہ نرمل کے بہ سبب ہونے
فوج پر کوئی سردار کے سرکاری فوج کی آمد آمد سنکر ہوشیار ہو کے آپہونچا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا قلعہ دار چٹیال کا
توپ و تفنگ کو چلانا شروع کیا چنانچہ گولہ بازی توپ تفنگ اندازی اس شدت سے ہوئی کہ اسکے صدمات سے
اکثر درختوں کے شاخین ٹوٹ کر گر پڑے افواج سرکاری اچھی طرح سے جنگ جدال کر کے فتحیابی کیساتھ
واپس ہو گئی۔ اس ہنگامہ مین صولت جنگ بہادر شرف الدولہ کا توپ کے گولہ کے صدمات سے مقتول ہو گئے چنانچہ
نشان مزار ونکا نسب پلی کے موضع مین واقع ہے اوسکے تیسرے روز رسالہ پایگاہ خاص محمد معظم خان اور
غلام امام خان اور امجد الدولہ و سردار جنگ اور ذوالفقار جنگ کا اور دوسرے افواج غلیہ کلاہ پوش اور دوسرے
امرائے عظام نے قلعہ مذکور پر آوازہ یورش کا سنکر منتظر وقت تھے اوسوقت بندگانحضور بذات خود ایک ٹیلہ پر
محاذی قلعہ چٹیال کے بر آمد ہو کر تمامی افواج کو ملاحظہ کر رہے تھے اس اثنا مین شیدی یاقوت نامی مصاحب
و مقرب احتشام جنگ کا اور داروغہ توشکخانہ اور خزانہ کا مع دوسرے رسالہ جات عرب و حبوش اور روہیل کا
اور اعتماد مین احتشام جنگ کے پاس کامل تھا۔ احتشام جنگ نے جبکہ قلعہ چلتیال کو شیدی ظفر الماس تھانہ دار
بندگانحضور کی تسخیر مین دیدیا سنا با وجود نمک پروردگی قدیم کے نمک حرامی کو سن پایا پھر تو مارے غصہ کے
تمامی حبوش اور غلامون پر بڑے عتاب سے بیوفائی پر انکے بہت سرزنش کی اور سخت سست کہا اوسوقت
سیدی یاقوت مسنجرۃ المومنین حاضر تھا اسکے دل پر یہ الفاظ ناسزا بہت ناگوار گذرے اسپر [illegible] کا
اتفاقا سرکاری افواج میدان کارزار مین نمودار ہوئی پس اسکے ساتھ ہی شیدی یاقوت بہ تقاضائے غیرت
اور جمیعت کے قلعہ چٹیال سے نکلا عرب حبشی اور روہیلہ کو لیکر وہ قلعہ کو چھوڑ کر سرکاری فوج کے مقابلہ
ہمت باندھی جبکہ نزدیک تالاب چہ موضع کمرپور کے پہونچا۔ سرکاری فوج بھی منتظر قابو کے تھی یکبارگی ہر جہار

طرف سے گہوڑونکو دوڑاکر باہم ایک ہو گئے سوار اور پیدلونکے درمیان بہت سخت لڑائی قابل یادگار ہوئی
آخرکار افواج سرکار غالب آگر سکو تہ تیغ کر ڈالی شیدی یاقوت اسوقت زخمی ہوکر میدان جنگ مین پڑا تھا اور
اسکے زخمونسے خون ٹپکتا تھا زندہ اسکو بندگانحضور کی پیشی مین پہونچا۔

ذکر ملازمت حاصل کرنا احتشام جنگ کا بتوسط مسماۃ ماما برن اصیل حضور کے اور رونق افزا ہونا بندگان حضور کا تنزل مین بتقریب سیر و تماشا ابراہیم باغ کے اور روانہ ہونا احتشام جنگ کا

صوبہ داری پر بلدہ ایلچپور کے۔ بعد شکست اور ہزیمت پانے فوج شیدی یاقوت کے داب و رعب
اقبال عدو پامال بندگانحضور کا فوج مخالف پر ایسا غالب آگیا کہ بار دیگر کوئی نام مقابلہ کا زبان پر نہین
لاتا تھا۔ تمام اعیان دولت ارکان مملکت سر بزانو تفکر ہوکر ہوش و حواس باختہ ہوگئی احتشام جنگ کی
والدہ اوسوقت ابراہیم باغمین مقیم تھے اپنے خلف ناخلف کی بدکرداری سے اپنی تباہی کو معاینہ کرکے ایک عرضداشت
بہت عاجزی اور فدویت کے ساتھ بمضمون استدعاء معافی تقصیرات فرزند لخت جگر اپنے اسطور لکہوا کر بندگان
حضور کی خدمت مین پیش کروائی کہ یہ فدوی زادہ خانہ زاد خردسالی سے پرورش یافتہ اور نمکخوار اسی سرکار فیض آثار کا
ہے جو کچہہ کہ نالائقی اور بے ادبی اس سے سرزد ہوئی محض از راہ خودپسندی اور ناتجربہ کاری اور مصاحبت ناعاقبت
اندیش لوگون سے ہوئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار ندامت و خجالت اوٹھانا پڑا اب اپنے بداعمالی کی سزا کو پہونچگیا لہذا امیدوار
فضل و کرم آقائے ولی نعمی کا ہے کہ جرایم نادانی کو معاف فرماکر جان بخشی اس ذرہ بیمقدار کی فرماوین۔ تاکہ
والاجناب بندگانکا کرم و فضل شہرہ آفاق ہو۔ بندگانحضور نے بعد ملاحظہ عرضی کے از راہ ترحم اور تابعدار
نوازی کے ماما برن اصیل کو بغرض نمایش تالیف قلوب خلایق اور خلایق کے تشفیہ ہونیکے ہار کا طرف احتشام جنگ کے
روانہ فرمائے ماما برن ایک جہاندیدہ اور کارآزمودہ اور دیرینہ روزگار تھی پہولونکا ہار پیشگاہ حضور سے لیکر
احتشام جنگ کے پاس پہونچکر دعا اور بلاستانی کیساتھ پہولونکا ہار احتشام جنگ کے گلے مین ڈالدی۔ اسکے ساتھ
ہی دماغ نخوت ایاغ احتشام جنگ مذکور کا مبدل بخوشنودی اور فرمانبرداری کے ہوگیا ماما مذکور نے فہمایش

اور تسلی کے باتین مثل ماد مہربان لیکر اپنے آغوش مسرت ہوش دلجمعی مین لیکر مشتاق ملازمت بندگان
حضور کا کردیئے القصہ احتشام جنگ نے ایک سپ کی پر سوار ہوکر ماما مذکورہ کے ہمراہ عازم خدمت بندگان
حضور ہوا بندگان حضور تقصیرات سابقہ کو معاف فرماکے توجہات وعنایات جدیدہ مزیدہ کو مبذول
حال فرماکے تشفی کامل دیکر رخصت فرمائے. اسروز سے لڑائی اور جدال موقوف ہوگیا صلح کل ہوگئی
اور دوسرے روز بندگان حضور کا حکم احتشام جنگ کے نام پر صادر ہوا کہ تمہارے دارالابراہیم باغ کی عمارت
بہت ہی خوشنما اور خوشنما تیار کروائی ہے اسلیئے ہمارا قصد ہے کہ معہ محلات اس باغ کی سیر کرین۔
نواب احتشام جنگ نے اسیوقت حسب الحکم شاہی اپنے تمامی مستورات اور علایق کو محلات سے باہر نکالکر
متصل عیدگاہ کے خیمے استادہ کروا کر اتروا دیا محلات باغ کو بالکل خالی کرکے بندگان حضور کی نظر مین پیش کیا
جبکہ باغ مذکور کا انتظام شاہی سے ہوا بندگان حضور خود بدولت بذات خاص رونق افزا ہوئے بعد ازان نواب
مشیر الملک بہادر کے نام حکم نفاذ پایا کہ جمع خرچ ملک مال ور جواہر اور خزانے وغیرہ کارخانجات کو
متصدیان تعلقہ نرمل سے دریافت کرکے بابدولت کے ملاحظہ مین گذرانین حسب الارشاد حساب
طلب کیا گیا تو مبلغ یک کروڑ روپیہ نقد سوائے جواہرات اور زر وزیور وغیرہ کارخانجات فیل خانہ اور شتر خانہ
اور اسپان اور مانند اسکے اور توپین اور جنگی سامان اور انبار غلہ کا اور ذخیرہ سیسہ و باروت کا کل اثاث
البیت یک کروڑ روپیہ کا برآمد ہوا اور باقی تمام بنائے عمارت اور مصارف افواج مین صرف ہوا الغرض بعد
فتح حصار نرمل و بندوبست تمامی قلعہ جات بیرون نکے چالیس روز مقام کرکے سیر و تماشا باغات و عمارات
سے فارغ ہوکر فتحیاب جانب حیدرآباد مراجعت کی. کاربرداران کارخانہ حبشی کو حکم حضور ہوا کہ جسقدر عمدہ
عمدہ توپین قسم بیچ پس اور کانسہ کے ہون داخل قلعہ گولکنڈہ کروا اور لوہے کے توپونکو فصیل و برج پو نیز نرمل کے
بقدر ضرورت چھوڑدین چنانچہ اہلکاران حبشی نے حسب الحکم حضور بامور لکار ہو کر بتدریج حیدرآباد کو لیگیے
باقی ذخیرہ غیرہ ضروری مثل سیسہ و باروت اور گولہ ہائے آہنی اور اخیاس تانبی اور پیتل کے اور کانسی وغیرہ

کارخانجات توپین ڈہالنے اور بندوقین اور جزائلین اور رہکلی وغیرہ جو جو فراہم کیئے ہوے ہر ایک جنس کے ہزارہا روپیہ سے تیار کئی ہوے جابجا جو دایرہ حساب سے خارج تھے مقفل سربمہر رکہدیا۔ خدمت قلعداری اور عملداری نرنل کی دو ہزار جوانان بین اور تین ہزار پیادہ احتشام اور ساٹھ نفر منصبدار ونکی ساتھ بالاحصار پر قلعہ نرنل کے بیرام علیخان بہادر برہان الدولہ کے نام سرفراز فرمائی اور احتشام جنگ کو وہانسے بدل دیکر صوبہ داری ایلچپور پر روانہ کئی۔ **ذکر کہود جانا محالات ابراہیم باغ کا اور روانہ ہونا چوبینہ وغیرہ حیدرآباد کو** جسوقت کہ احتشام جنگ حضور سے رخصت ہوکر ایلچپور پہونچا بعد چند روز کے ایک محل سرا بہت شاندار اور زینت کیساتھ بنانا شروع کیا۔ کہتے ہین کہ اس مقام کے پاس ایک بنگلہ قدیم جسکا نام سبز بنگلہ تھا اور وہ بنا کیا ہوا نواب آصفجاہ کا تھا اور وہ اس غرض سے بنوایا گیا تھا کہ خود بدولت انتظام سے گرد و نواح کے اور دورہ سے صوبہ برار کے فارغ ہوکر چھاونیکے واسطے ایلچپور آتے تھے تو اسی بنگلہ مین فروکش ہوکر جلوس فرماتے تھے بدین نظر تمامی چھوٹے بڑے باشندہ شہر کے اس بنگلہ کو مقام بزرگ جانکر اوسکا ادب کرتے تھے اور اوسکی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے واسطے فراش وغیرہ مقرر تھے احتشام جنگ نے اس بنگلہ کو اپنی عمارت محل سرا کا مخل اور مضر جانکر منہدم کروا کے اوسکے اینٹ پتھر اپنے مکانات تعمیر مین لگایا وقایع نگاران سرکار نے صوبہ دار کی بے اعتدالی کو حضور مین عرض کردیئے بندگانحضور نواب نظام علیخان بہادر اس واقعہ کی اطلاع سے بہت ہی تاسف کئی اور کمال ملال بندگانحضور کے دلپر گذرا اوس زمانہ مین مشیر الملک بہادر مدار المہام تھے از راہ خیرخواہی عرض کیئے کہ اس نالایق کی شرارت و بے اعتدالی کا عوض ابراہیم باغ مین لیتا ہون جو نرنل مین واقع ہے۔ بعد عرض کرکے اسیوقت میر زین العابدین خان خلف برہان الدولہ تعلقدار نرنل کو حکم دیا کہ نرنل پہونچکر وہانکے عمدہ عمدہ چوبینہ وغیرہ عمارات سے اوکہیڑ کے حیدرآباد پہونچاؤ اور زین العابدین کے ہمراہ دو ہزار کا باڑ اور ایکہزار کا رسالہ سید فخرو کا دیا گیا زین العابدین مذکور نے الفور نرنل پہونچکر جملہ عمارات مزین کو بیخ و بنیاد سے برکندہ کروا کے چوبینہ وغیرہ حیدرآباد پہونچایا چنانچہ حیدرآباد مین روشن بنگلہ و پیچ

محلہ جو مشہور ہے نرمل ہی کے جو بینہ بنا ہوا ہی۔ **ذکر حکومت نواب جہان الدولہ بہادر بہرام جنگ**

سید عاقل خان لب پلک نامی ایک شخص منصبداران بادشاہی سے رہنے والے جالندر کے تھا فی الحال قصبہ سرکی
مین بود باش رکھتے تھے۔ بعد وفات انکی چار بیٹے انکے یادگار بدر باقی رہے فرزند اول سید اکبر خان دوسرے سید
اصغر خان تیسرے سید غیرت خان چوتھے میر امام علیخان۔ سید اکبر خان قایع نگاری سیکاکول پر مامور تھا
میر امام علیخان بندگان حضور آصفجاہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ جبکہ دور حکومت نواب میر نظام علیخان بہادر کا
پہونچا بنظر عنایات حضور کی امام علیخان پر روزانہ ترقی تھی بعد تسخیر قلعہ نرمل کے سنہ ۱۱۹۸ ایکہزار ایکسو اٹھانو
ہجری میں بندگان حضور نے انکو ایلچپور سے طلب کر کے فرخ مرزا خان بہادر احتشام جنگ کو نرمل کی حکومت
سے معزول کر کے ساتھ عہدہ قلعداری اور نیابت پنج محل نرمل کی معہ جمعیت پانچہزار جوانان لین اور
احشام اور منصبداران آبدار اسپان وغیرہ متعلقہ قلعہ نرمل سے سرفراز فرمائے۔ مشیر الملک مدار المہام خان سے
کدورت پیدا کیا تھا اس بنا پر حضور مین عرض کیا کہ تعلقہ نرمل قدیم سے آباد و سیر حاصل شاداب ہے اگر
حکم ہو تو بعنوان تعہد اور اجارہ رقم سرکار قرار دیکے کسی مستاجر و تعہد دار کو روانہ کر دیتا ہون ارشاد حضور ہوا کہ
مناسب ہے۔ بس مشیر الملک مدار المہام نے ایک احکام حضوری خانہ مذکور کے نام اس مضمون سے جاری کیا کہ رقم
پنج محل نرمل کی تعہدی مبلغ پانچ لاکھ روپیہ بھری ہے تمکو لازم ہے کہ زمینداران اور تعلقداران سے قطعی
مبلغ مذکور کی قبولیت لکھوا کر بابدولت کیخدمت مین ارسال کرو۔ خانہ مذکور تمام زمینداران تعلقہ مذکور کو طلب
کر کے مضمون احکام حضور سے مطلع اور آگاہ کیا اور کہا کہ اگر تمسے ممکن ہو تو بابجای رقم کی کر دیکر قبولیت لکھدیوین
زمینداران مذکور بہادر مذکور کے کہنے کو سنکر آپسمین مشورہ کر کے فرد کیفیت محاصل تعلقہ بہ تعداد ساڑھے تین لاکھ
روپیہ لکھدیکر کہے کہ سوائے اس رقم کے ایک حبہ زیادہ نہیں ہو سکتا ہی بعد ازان زمینداران مذکور نے یہ جانے
خود یہ بات سوجھی کہ اسکا کام انجام و انصرام نرسنگراو دوار نیکا جی پنڈت زنار دار ایلچی دار سابق الذکر جو کہ
کملدار مین مبارز الملک کے پیشکاری دیوانی پر مامور تھا بعد تغیری احتشام جنگ کے متصدیان سرکار سے محاسبہ

کی عملت میں اسکو گرفتار کرکے حیدرآباد میں مقید کیے تھے اوس سے ہوا کیونکہ وہ تعلقہ نرمل کا حال بخوبی جانتا تھا اور
ہر ایک جزو و کل سے واقف تھا اور ہماری پرداخت بھی بوجہ احسن ہو گی۔ بلدیں عوض ساپنج کے مخفی راوندکر سے
بذریعہ خط و کتابت اطلاع دیکر آمادہ کئی کہ تم پنچ محل نرمل کے حال سے آگاہ ہو اور سرکار نے سوال التعہد لینے کا
ہے۔ بہرحال اس تعہد کو بعوض مبلغ پانچ لاکھ روپیہ کے قبول کرکے یہاں آجاؤ یا بجائی تم سرکار کی
اچھی طرح سے ہو جاویگی۔ چنانچہ کو رد و بدل بازی اور ہوشیاری دانی سے زمینداروں مکار کے آگاہ تھا انکے
نوشتہ پر اعتبار کرکے فرد کیفیت ساڑھے تین لاکھ روپیہ کو خدمت بندگان حضور کے گذران دیا مدار المہام
نے اوسکو دیکھکر راوند کور کو اپنے پاس طلب کرکے کہا کہ تو وقف کا اس طرف کا ہے اگر تجھکو تعلقہ نرمل کی حکومت دیجاوے
تو کس قدر رقم وصول کریگا راوند کور نے جواباً عرض کیا کہ سرکار کی عنایت کا ہاتھ فدوی کے سر پر ہے تو مبلغ پانچ لاکھ روپیہ وصول
کیے جاوینگے۔ مدار المہام نے کہا کہ اگر تو سات لاکھ روپیہ وصول کریگا تو اسیوقت قیدی رہا کر دیتا ہوں اور خلعت سرفرازی
تعلقہ نرمل کی بندگان حضور سے دلواتا ہوں راوند کور ہرچند اس بات سے انکار کرتا رہا مگر حکام والا قدر کی طبیعت
خود پسند کب مانتی ہے جبراً و قہراً با اقبال اوسکے اوسکو پر سکیلے حضور میں اطلاع دیدی کہ برہان الدولہ با وصف دیانت
و امانت کے رقم تعلقہ نرمل کی ساڑھے تین لاکھ روپیے مقرر کرکے بھیجا ہے نرسنگراو نامی زمیندار قدیم تعلقدار
عرض کرتا ہے کہ مبلغ سات لاکھ روپیہ سالانہ سرکار سال بسال ادا کریگا حکم ہوا کہ طلب کرو اسیوقت راوند کور
طلب کرکے تعلقہ نرمل کی خلعت سے سرفراز کرکے کر باتنکر و لو کیشور او نامی زمینداران ساکن ادھنگ آباد بطور
ضامن ہمراہ دیکر نرمل کو روانہ فرمایا برہان الدولہ بعد آنے راوند کور کے میر زین العابدین خان اپنے فرزند کو نرمل کی
قلعداری پر چھوڑ کر حیدرآباد چلے گئے اونکی حکومت نرمل پر کل چھ ماہ رہی **ذکر حکومت**
نرسنگراو بن ہنکاجی ہنڈت جو وقت کہ عمل نرسنگراو کا نرمل پر پہونچا تمام چھوٹے بڑوں کو نرمل کے ایک آفت نئی
بیت چو خواہد کہ ویران کند عالمی + نہد ملک در پنجہ ظالمی - بر اوند کور نرمل کی رعایا کے حق میں
ایک بلا اور مصیبت کا ورود تھا۔ الغرض انجا کہ راوند کور نرمل کے ہر ایک تعلقدار اور زمیندار او رجا دار

کے حالسے واقف رہا ہے تھا جو رعیت وغیرہ نواب مبارز الملک دہونسہ کے عمل مین بے غل و غش آرام
وچین سے پرورش پاتے تھے مرفہ الحال رہتے تھے راوند کور سکو شکنجہ بلامین اسیر کرکے رقم مقررہ سرکار
وصول کرنا شروع کیا زمیندار اور ادنی آدمی کی حکومت مردم آزاری کا باعث ہوتا ہے حاصل کلام ہر ایک رعیت
اور زمیندار مرکوز خاطر سے نرسنگراو کے مطلع ہوئے کہ بہر کیف رقم سرکار وصول کیجاویگی اسبات کی آگاہی سے
تمام ہوش باختہ ہوکر قبولیت لکھدیتے ہین بہت معذرت اور حیلہ پیش کئے لیکن نرسنگراو نے ایک کبھی کسی کی
سنتا راونکو سال اول رقم سرکار بہزار شدت کامل طور پر وصول ہوئی دوسرے سال پٹیل پٹواری تعلقہ اور دوکاندار
اور اہل حرفہ اور کارکنان کلالی اور محترفہ اون تمامونکو مقید کرکے مال و مویشی و زر زیور اونکے مکانونسے
بطریق غارت وصول کرکے داخل سرکار کیا۔ راوند کور بعض آسامیونکو بجائے رسن کلیکے درختونپر
لٹکا کر مارے قمچیون کے جلد اوپر دھیٹر دیتا تھا بیچاری رعایا ایسی ایسی سختیان و عذاب سے مر گئے اور بہت
سارے اثاثہ ادر گہر لٹ جانیسے محتاج نان شبینہ ہوکر گدائی کا پیالہ ہاتھ مین لیلیے ڈھونڈتا وان مکر سرکار روپیہ
سرکار کا بھر دیا تیسرے سال جمیع رعایا تاب عذاب نہ لاکر جلاوطنی طرف ایدلآباد اور بہاری اور کایرا او بوری ور
چاندا اور ناگپور وجہان جہان موقع اور امن ملا رہ گئے سکونت اختیار کئے۔ چوتھے اور پانچوین سال
مین تمام دیہات اور قریات تعلقہ نرمل کے ظلم و تعدی سے راوند کور کے ویران تحت ہوجاکر باقی رعایا
پس ماندہ سے بجز غارت اور لوٹنے ایک فلوس وصول نہین ہوتا تہا بدین وجوہ ظلم و تعدی محاصل سرکار کے
مبلغ دو لک روپیہ وصول ہونیکی نوبت پہونچی تھا با سرکار کا زیادہ رہنے لگا بندگان حضور کو بھی اس ظالم کے
ظلم کی خبر پہونچی بلکہ رعایا کے ذریعہ سے ہی بکر نالش سرکار مین پہنچی متصدیان سرکار نے یہ تجویز نکالی کہ زر تنخواہ
محمد حسین خان نامی داروغہ مشعلچیان کا نرمل پر مقرر و محول کیا جاوے یہ تجویز سونیکر محمد حسین خان
مذکور کو بذریعہ حکم سرکاری نرمل بھیجدئے خان مذکور نرمل پہونچتے ہی راوند کور پر زر تنخواہ کے واسطے
سختی اور سزا دہی شروع کی راوند کور نے ہرچند پابجائی زر تنخواہ کیلیے تکاپوئی اور دوڑ دہوپ کی مگر

بہ سبب ویرانگی تعلقہ کے کوئی تجویزین نہ پڑی آخر کار محاسبہ کے جھگڑےمین ماخوذ ہوا محمد کونے اس ظلم سے
پامالی رعیت بجائی زرتنخواہ ندیکھکر اوسکو اپنے ہمراہ حیدرآباد لیجا کر داخل محبس کر دیا نرمل کے دیہات ومردود کے
ویران کئے ہوئے ابتک آباد نہین ہین پنچ محل نرمل سوریاراو اور گنگاراو کے زمانہ سے مبارز الملک
وہونسہ کے زمانہ تک آباد اور بحاصل تہی کوئی حادثہ اور کوئی آفت نہین پہونچی تہی سوریاراو اور گنگاراو
اور دہونسہ کے عمل مین کسیکو مجال نہین تھی باوجود کثرت افواج اور ہجوم حشم کے کسیسے ایک پر کاہ بلا
ادائی قیمت اذیت سے یا جبر سے لے اور خلاف قول یک حبہ زیادہ لیوے اسی سبب سے تمامی رعایا
امن و چین مین مرفہ الحال و فارغ البال ہوکر تکثیر زراعت اور توقیر عمارت مین دگار بنتے تھے اور مال واجبی سرکار کو
بروقت تحصیل بھیجدیتے تھے۔ راو ندکور مدتونسے اس گلزار کا تماشہ دیکھکر اور فنا ہونیکو بچشم خود معائنہ
کرکے مصدر اذیت خلایق ہوکر عذاب جاوید مین مبتلا ہوگیا اور زمانہ کے لوگونمین بدنام اور رسوا
رہا بیت خرابی و بدنامی آید بحیرت رسد بقش مین این سخن زالغور بدا و مردود چار سال او چندماہ بیداد سے
حکومت کرکے تنخواہ داران حضور کے ہمراہ روانہ حیدرآباد ہوا۔ ذکر حکومت راجہ شنکر نائک بن
گوبند نائک بھونگ۔ کہتے ہین نایک بھوم قوم برہمن سے باشندۂ قدیم قصبۂ آرمور پرگنہ بالکنڈہ
پیشۂ تجارت کا رکہتا تھا اور دوکان ساہوکاری کی لگایا تھا اور یہ شخص آدم دسا او نیک نیت تھا
بلدۂ اورنگ آباد و برار وحیدرآباد وغیرہ مقامات پر دوکان ساہوکاری کی جمایا تھا جبکہ تعلقہ آرمور مبارز الملک کا
کو تفویض ہوا تھا ناک مذکور کو مبارز الملک کا آزمودہ او دیکھ صلہ تصور کرکے اس سے کہا کہ تمہاری دوکان نرمل مین بھی ہو اسپر اسکو
قبول کرکے اپنے گماشتہ کو نرمل بھیجکر معاملہ لین دین کا شروع کر دیا جسوقت کہ دہونسہ سفر کرتا تب
سے نرمل آیا نایک مذکور کو آرمور سے طلب کرکے فوطہ داری خزانہ سرکار کی خدمت پر مامور کیا۔
یہ ماموری نایک مذکور کی اس زمانہ مین ہوئی جبکہ غلام سعید خان بہادر سہراب جنگ قلعہ وسہ سے
نرمل کو پہنچا غلام سعید خان بہادر کا اوسہ سے نرملکو پہنچنے کا ذکر اوپر لکھا گیا یعنی فوطہ داری مبارز الملک نے بمشورہ

خانمذکور اوسکو دی تھی نائکنہ کو ریتہ ... داری کے لئے بہ وصلہ بہت ہی ہوشیاری اور احتیاط سے
فرض منصبی کو ادا کرتا تھا لہذا منظور نظر سر و امرا انگریزین ہو کر ہر ایک ہر ایک ہوا اور جو امرا اتفاق
الذکر قدر دانی اور قدرشناسی سے اسکی تعریف کرتے تھے جب قت میر ابو الجنگ بہادر مبارز الملک بہادر دہولسہ کے
بنایت پر حیدرآباد گیا چند روز کے عرصہ مین سہراب جنگ نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی اسی عرصہ مین
یہان ہونسہ کا انتقال ہوا. نائکنہ کو رنے عہد حکومت مین احتشام جنگ کے خونریزی خلایق سے نقشہ ابتر
دیکھکر ہمراہ جمال الدینخان اور برہمن پنٹ کے حیدرآباد دیکھ چکا جو کچھ کہ بسندویات اور بعض نقدیات بابتہ نذرانہ
حضور کے اسکی تحویل مین تھے داخل خزانہ حضور کر دیکر سیدات نرمل بھیجکر محاسبہ بیباک ہو کر حیدرآباد کی دوکان
اپنی اقامت اختیار کی چند روز کے بعد دیوان مدار المہام کی ملازمت سے مشرف ہوا دیوان مسطور نے
بتعرف سابقہ اور وقعیت لاحقہ بجا آوری خدمت بطرز فائقہ اور ادائی اطاعت بنہج سابقہ بعنوان
امیدواران اپنے دربار مین آمد و رفت کی اجازت دیکے اسکو سرفراز کیا اور جبکہ کام کی حضور سے فرمایش ہوتی اسی
نائک کو تفویض ہوتی بہ احسن الوجوہ اوسکو انجام دیکر حضور مین پہونچاتا تھا چنانچہ اسی سونجسے نرمل کے سفر مین نائک
مذکور ہمراہ رکاب بندگان حضور بکر انبا محتبہ بر وزرہ کو بسمع حضور پہونچاتا تھا بعضے کہتے ہین کہ تسخیر نرمل
کی مصلحت مین یہ نائک شریک تھا جبکہ قلعہ نرمل اور غیر متوطنہ دہولسہ تصرف مین لیا ہو دولت آصفی
کے آگئے دیوانمذکور نائک مذکور کو دیانت داری اور کفایت شعار تصور کرکے درو بست ملک تسخیر کو سیوائے
پنج محل نرمل کے کہ محاصل اوسکا مبلغ باون لاکھ روپیہ کا تھا اوس نائک کے سپرد کیا نائکنہ کو دو سال تک ملک
و مال کا انتظام اچھی طرح سے کیا او جملہ رعایا کو تسلی و تشفی کے ساتھ رکھکر خوشدل او شاد کام رکھتا تھا
دو سال کی مدت کے بعد اجل موعود بہ فوت ہو گیا فکر حکومت راجہ شنکر نائک مخاطب براجہ بخونت بہادر
یہ راجہ شنکر نائک ثانی فرزند شنکر نائک اول کا یہ شخص اپنے باپ کے حین حیات ہر طرح سے فکر معیشت مین عقل
رسا رکھتا تھا اچھی طرح سے تربیت پاکر قابل و مستعد ہو گیا تھا معاملات مالی و ملکی مین دوراندیش اور جورس تھا

تہہ اکابر پرداران حضور نے راجہ مذکور کو مرد لایق و فایق دیکھکر سند بحالی تعلقات کے ساتھ خلعت جواہر و
خطاب راجہ جسونت بہادر کے سوا ے عنایت کر جبکہ سرفراز ہو گیا تمامی عمال و نائبان باپ کے وقت کو تسلی
اور دلاسا دیکر خطوط اور پروانے استقلالی کے اجرا کیے ہر ایک کو اپنے اپنے کام پر بحال رکھا اور پنج فرزند
اور برادران حقیقی او چچا کو مثل بالکشن او سیورام او جیسیر او رگہناتہ راو کو خدمات عمدہ اور لایق پر ماند عہدہ
صدر پیشکاری و بخشیگری فوج اور احتشام وغیرہ پر مامور کر کے آپ امور میں رکر انتظام تمام
ملک کا کرتا تھا سنہ ۱۲۱۲ الہجری از دو سو دو جریب ان موہن و بیگلیہ کو جو کہ منصبداران قدیم سے طلب تنخواہ
جمعیت تین سو سوار و پانسو پیادہ تعلقات ردرور پوچل او کاسر ملی بطور جاگیر مشروط حضور سے
ملی تھی اسوقت بندگان حضور بہ تسخیر نرمل اشتراک افواج راو پنڈت پردہانی رگہنات بہ منقریب انتظام و انجام
مہم ماداتی اور کنجدر گڈہ کے متوجہ ہوے اس سفر میں راجہ مذکور بھی اپنی جمعیت ما حضر سے حاضر ہونا تھا معلوم
نہیں کسی سبب سے ذکر یہ ہے سرکار میں حاضر نہو سکا سفر مذکور سے جب مراجعت ہوئی تو بنام شمیر الملک بہادر و ملک کی سطر جلکی
رنجش آگئی اس سبب سے اسکی جاگیر کے تعلقات کو اس سے باز گشت کر کے شنکر نایک مذکور کے نام حکم ہوا کہ متن ہن کے
تعلقات جاگیر مذکور جو ہین نے جاگیر تمہاری تفویض کیے ہیں تم اسکا بندوبست کر لیکر شرکیا العمہ کرو بینا ہین بنا بر
راجہ مذکور کو حسب الحکم حضور اپنی جمعیت ذاتی اور تعیناتی کے ساتھ جو کہ تعداد پانچہزار سوار اور جوانان ہیں اور
توپین وغیرہ سامان جنگی کے عازم ردرور ہوا بعد فایز ہونیکے محاصرہ کر لیا اور نواب توپچی گولہ اندازی کی بنیاد ڈالی مگر چونکہ
قلعہ ردرور کا محکم و مضبوط تھا اس جمعیت موجودہ سے کوئی سبیل اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہیں
آئی ایکماہ تک انتظار کیا گیا بعد اسکے احکام حضور کے تمامی جاگیرداروں کے نام اجرا ہوے کہ تعلقہ ردرور وغیرہ موہن و
بیگلیہ سے نکالی جاکر راجہ جسونت جنگ بہادر کو تفویض ہوے ہیں تم تمامی کو احکام سرکاری پہنچتے ہی قلعہ ردرور کو تسخیر کر کے
سپرد راجہ کو کردین پس حسب الحکم حضور جملہ جاگیرداروں کے افواج یعنے امیر سنگھان بہادر و حشمت جنگ او تہور جنگ
و زور آور جنگ و روشن خان او دولت خان وغیرہ امراہان بلند مرتب او دوسرے افواج راجہ کو لاش تہندر

اور ہا ہوار کے تخمیناً پچاس ہزار سوار و پیادہ ہر طرف سے پہونچکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کر لیئے اور توپوں و
گرنال کے گولہ باری سے دہوم مچادی اور نقب کی کاروائی بہی شروع کیئے راجہ مذکور کی حزم و ہوشیاری سے کوئی
تدبیر راجہ مذکور کی کارگر نہوئی پانچ مہینے کئی دن توپ تفنگ راجہ مذکور نے خوب جواب بہی کی مگر آخر کار بسبب کمی غلہ
اور عدم موجودگی سیسہ اور بارود کے تاب مقابلہ کی نہ لاکر رات کے وقت مورچہ توڑ بڑی بہادری سے قلعہ سے باہر ہوکر
جانب قلمرو پنڈت پردہان کے جاکر پناہ لیا بعد ازان راجہ مذکور قلعہ و تعلقہ کا انتظام کرکے حضور مین عرض کیا
کہ باقبال سرکار اس فدوی کو تعلقات بہت ہوگئے ان سبکی عہدہ برائی اور انتظام مجھ اکیلے سے ممکن نہین دشوار
ہے میرے حوصلہ کے موافق بحال فرمائے جائین اسکی عرضداشت ملاحظہ مین حضور کے پہونچکر منظور و مقبول ہوگئے
منجملہ باون لاکھ روپیہ کے تعلقات بعض تعلقات اس سے علحدہ کرکے صرف تعلقہ نرل معہ پنچ محل
محاصلی بیس لاکھ روپیہ کا بحال رکھدیا گیا اسی سال مین مسمی رکمارڈی دیسکھ معنع انکاپور کی گدی مین جو کہ
متصل قصبہ آرمور کے واقع ہے اسباب بغاوت کے بہم پہونچاکر اداے مین مالواجبی سرکار کے انکار کیا۔ سو واقعہ سے راجہ مذکور
نے بندگان حضور کو بنیت متضمن اطلاعاً عرض کرکے دیسکھ مذکور کی تنبیہ کیطرف متوجہ ہوکر گوشمالی واجبی سے مطیع
فرمان سرکار کیا تعلقہ نرل نرسنگراو مذکور الصدر سے تغیری پاکر راجہ مذکور کو تفویض ہوا۔ لنگو پنڈت نامی زمیندار
کہ آدم خوش خلق اور نیک نیت اور خیرخواہ سرکار کا اور رعیت پرور تھا اور ہرگز کوئی سخن دل شکنی کا اور گفتگو
ترش اور تند مزاجی کی کسی سے نہین کرتا تھا نیابت نرل پر مامور ہوا پنڈت مذکور تمام رعایا سے ستم رسیدہ ظلم
کشیدہ عمل معزول کو جہان جہان متفرق اور پراگندہ اور جلاوطن ہوگئے تھے ساتھہ قول و قرار معتبر و تجمعی و تقاوی
کے بلا اکراہ سر نو تعلقہ آباد کرکے رقم مالواجبی سرکار کو بتدریج وصول کرکے ارسال سرکار کرنیلگا۔ اندنوں مین
راجہ مذکور بند و بست تمامی امورات جزوی و کلی اور معاملات سرکار سے فارغ البال ہوکر موضع کودور پرگنہ بالکنڈہ
آرمور سے جانب مشرق چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے وہان ایک گڑہی معہ برج وغیرہ جاسکے
متعلق تیار کرکے اپنے باپ کے نام سے موسوم مگو پینڈ پیٹھ کیا اور موضع مذکور تعلقہ مذکور کشن بحال النظام آباد سے ملحق ہوا اور وہان ایک

گڈہی اور شہر پناہ طول و عرض اور بازار اور یکطرف راستے بازار کے متعدد دکانات پختہ اور عالیشان تیار کروا کر شنکرا
پیٹہ کے نام سے مشہور کیا۔ اکثر ان ہر دو مقاماتمین آمد و رفت اور اقامت رکہتا تھا اور موضع پرکیرلے نزدیک
آرمور سے ایک کروہ کی مسافت پر دوکانات دو طرفہ بنا کر کے سیوم پیٹہ اپنی ماں کے نام سے موسوم کیا انہی دنون
مین ایکروز اوسکی محفلمین خبر پہونچی کہ نائب گنہ اندور کا موضع سرنا پلی اور رام مڑگ اور کوٹ پلی وغیرہ دیہات
علاقہ اہتمام زمینداری مذکور پر ایک کمایشدار کو سرکار کیجانب سے جسکو اس دور مین گرداور کہتے ہین بہیجا
تھا۔ رام مڑگ کے مقام پر علاقہ داران زمینداری نے براہ بغاوت اور خیرہ سری کمایشدار مذکور کو قتل کر کے اسکے
سر کو کاٹ ڈالے اور کمایشدار کے ہمراہی کے بعض لوگون کو قتل کر ڈالے اور بعضکو لوٹ لیئے یہ خبر راجہ کو سنکر پانچ ہزار
سوار و پیادہ وغیرہ توپخانہ کرنال اپنے ہمراہ لیکر آرمور کو کوچ کر کے موضع رام مڑگ پہنچکر محاصرہ کر لیا جمعیت زمینداری گڑہی کے
اندر سے پہاڑ کی پناہ مین آکر راجہ کی فوج پر تفنگ اندازی شروع کی فوج سرکار نے ہر چہار طرف سے یورش و حملہ
کر کے جماعت مفسد کو جو کہ قریب دو سو شخص پیادہ کے تھے اون تمام کو نذر تیغ کر کے گڑہی کو تسخیر
کر کے بیخ و بنیاد سے کہود ڈالے پہر وہان سے کوچ کر کے موضع سرنا پلی مقام اقامت زمیندار کو پہونچکر
محاصرہ کر لیئے کامل ایک ماہ تک جنگ و جدال رہا آخرالامر اہالیان گڑہی تاب مقابلہ نلا کر شب کے وقت فرار ہوگئے
سواران طلایہ سرکار سد راہ ہو کر بعضونکو قتل کیئے اور بعضونکو اسیر کہتے ہین کہ لڑائی کے وقت
گڑہی مین زمیندار موجود نہین تھی (پیشتر محاصرہ فوج سرکار ہی جانب سے فوج اعتمادی گڑہی مین چھوڑ کر
آپ کہین جا کر روپوش ہوگئے تھے حاصل کلام راجہ مذکور اس گڑہی کو تسخیر کر کے دوسرے مفسدین کی تنبیہ
و تادیب کرتا ہوا فتحیابی کے ساتھ داخل آرمور ہوا بعد ازین جبکہ زمانہ نکبت اور ادبار راجہ مذکور کا پہونچا
دو سال متواتر اور مسلسل بارش خاطر خواہ برسی نہین تمامی تعلقات گرد نواح مین بسبب خشک
سالی کے شور و غل مچا اور آمدنی تحصیل زر سرکار مین نقصان خطیر پیدا ہوا علاوہ برین ایسی حالت اور ایسی
کیفیت مین باعث سختی و مزلوتی تنخواہ ہر حضور کی تعلقداران و ملازمان راجہ گبہرا گئے ان وجوہ سے بقایا زر سرکار بیشمار ہو گیا راجہ

راجہ مذکور نے یہ کیفیت دیکھکر ہر ایک سے صلاح اور مشورہ پوچھا ہر ایک نے اپنی اپنی رائے اور رسائی کے موافق
صلاح دیتا تھا اور تدبیر بتلاتا تھا اسموقع مین بھنت اونامی زناردار ساکن گنڈلواڑی جو کہ فی الحقیقت محسن و شریک دولت
راجہ مذکور کا تھا اسکی بنا بر تدبیر اور بجائی زر سرکار کے آدم معاملہ فہم اور دیانتدار تصور کرکے صدر پیشکاری
پر مامور کیا وہ خلاف برانداز تھوڑے ہی عرصہ مین تملق اور چاپلوسی سے راجہ مذکور کے مزاجکو اپنی جانب کرلیا وہ جو کہتا
راجہ اسکو عمل مین لاتا آہستہ آہستہ راجہ کے بھائی بندون مین بگاڑ ڈالدیا اسموقع مین شیخ محمد خان قلمبردار نواب مشیر الملک
بہادر اعظم الامرا ساتھ جمعیت ڈیڑھ سو سوار کے بنا بر مبلغ پانچ لاکھہ روپیہ بابت تنخواہ حضور کے وارد ہوا اور تقاضا
شدید شروع کیا اس تقاضا سے بحال مبلغ دو لاکھ روپیہ کی تجویز کرکے پہونچا دیا باقی تین لاکھہ روپیہ پر تجویز رہے
حصول مین تعویق ہوئی بیچ بہت خان مذکور نے تقاضائے شدید بیقدر کرنے لگا کہانا پانی موقوف کردیا
اور خود مکانی کا گوشت راجہ کے وید علی الاعلان لاکر کہدیا راجہ مذکور متحمل نشد تاب نہ لاکر حکمت عملی سے آمدورفت
سے موضع گوبند پیٹھ آپہونچا اور تمامی اپنے احباب و اصحاب سے مشورہ لیا تو سبکے سب رائے دئے کہ عزت و آبرو کے بچانے کیلئے
چندر نگر کہٹیر کی طرف جو کہ علاقہ راجہ اوپیندر بہادر رہا اس جا چلا جانا مناسب ہے وہانسے عنایت نامجات حضور متضمن
اطمینان اور دلجمعی کے طلب کرکے پھر آجانا بالفعل حوادثات زمانہ سے مجبور تھا لاکھ روپیہ کا مال و متاع رکھتا تھا
اگر تمام اثاثہ اور عوض مکانات بیچکر تین لاکھہ روپیہ بہمپہنچایا جاتا تو ممکن تھا اور اس وقت خوابین بتلا ہو کر آخرکار صلاح و صواب
سے اپنے دوستونکے اپنی متعلقین کو ہمراہ لیکر شباشب گوبند پیٹھ سے کوچ کرکے دودھگانو کی گہاٹ سے گنگ گوداوری سے
عبور کرکے پار اور پرگنہ کسمٹ مین جو کہ پنج محل سے ہے جا پہونچا وہان راجہ رام نامی پٹیل موضع جام
ملکر سیوی نے اور سند گانوں کی راہ سے موضع دہاملی و سوئیٹ پرگنہ مہکر کیطرف راستہ بتلادیا یہان
تنخواہ داران حضور خبر فرار سنکر ہر طرف بغرض تلاش دوڑے لندوں ابو بھائی نامی حمید عرف چور گہوٹیہ
کے اوائل سفر مین سرنگ پٹن کے ہمراہ رکاب نواب اعظم الامرا بہادر کے رہکر بہت محنت اور جانفشانی
اور جانفشانی کئے تھے بعد ازان آپ نے حیدرآباد کے زرا مصدوانی و رغبات سرداری کے حکم نگہداشت تین سو سوار کا

دیگر طرف بھنیسہ کے بھیجا تھا اور تنخواہ مبلغ بیس ہزار روپیہ کی بطور موافقت سواران جمعدار مسطور کے راجہ مذکور
حوالہ کیا تھا جمعدار مذکور چند اپنی سواروں کو واسطے وصول تنخواہ کی آرمور کو نہ بھیجا تھا جمعیت قدیم اور سواران
نو ملازم کے واسطے قصبہ بھنیسہ میں اقامت رکھتا تھا فرار ہونے سے راجہ مذکور کے خبر پا کر درپئے سراغ ہوا اور یلغار
اپنی فوج موجودہ کو ہمراہ لیکر موضع دہانکی پر پہونچکر محاصرہ کیا۔ امرکھیڑ کا نائب اسوقت ایک جمعدار مذکور کو کہلا
بھیجا کہ تعلقات ہر دو سرکار کی واحد ہیں اگر اسامی تمہاری سرکار کا ہماری سرکار کی علاقہ میں آکر رہا کیا مضائقہ تم
اپنے آقا کو تحریر کر دو میں بھی اپنے آقا کو لکھکر پوچھتا ہوں اسکی بعد طرفین سے جو حکم ہوگا حسبہ عمل کیا جائیگا پس
جمعدار مذکور اسامیونکو انہیں کے ذمہ کر کے ایک دستاویز امرکھیڑ کے نائب سے حاصل کر کے حضور کیطرف متعین عہدہ داشت
اکہا غرضکہ راجہ مذکور کی فرار ہونیسے اسکے علاقہ کے تمامی نائبان پراگندہ ہو کر بعض مقید ہوگئی اور بعض بھاگ
جا کر دور نکل گئی۔ اس ہنگامہ میں لنگ پیٹ ارتل کی نیابت موقوف ہو گیا۔ اس نیابت سے یہ غرض ہے کہ
راجہ مذکور کی حکومت چھ سال رہی

ذکر حکومت میر بدر الدین حسین خان بہادر مکرم جنگ

بدر الدین حسین خان منصبدار سرکار آصفی ساکن نواح کلبرگہ کے خاندان مشائخی سے تھے اور ایک مدت تک شمس الامرا
بہادر کے علاقہ میں تعلقہ اندا ور کنجوری کی نیابت پر تھے جسوقت کہ تعلقات سرکار کے شکستہ ایک صوبہ طلی خالصہ میں
داخل ہوئے میر مذکور بذریعہ متصدیان سرکار وصول سابق پر مبلغ پچاس ہزار روپیہ زائد قبول کر کے پنج محل عرفی
کی نیابت پر مامور ہوا چونکہ میر مذکور طریقہ مشائخی سے عقل رسا رکھتا تھا لہذا طور اتفق خوش آئند پر زیادہ
متوجہ تھا سنہ یکہزار دو سو ستائیس ہجری میں برل کی عملداری پر پہونچا اور انتظام تعلقات بھی قرار واقعی کیا۔ بعد
دو سال کے بندگانعالی خود بدولت کہرڑہ کی سفر پر گئے میر مسطور بھی اپنی فرزند میر احمد نامی کو تعلقہ میں چھوڑکر خود
اپنی جمعیت موجودہ کیساتھ لشکر سرکاری میں جا ملا جبکہ بندگانحضور سفر مذکور سے مراجعت فرمائے۔ اعظم الامرا بہادر
مدار المہام غنیم کی ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تھے اور میر مسطور متوسلین مدار المہام سے تھا اس تلاطم اور نشیب و فراز میں اپنے
علاقہ وار و علیحدگی اختیار کر کے ملبوس درویشی فائز منزل ہوا۔ بعد چند روز کے بتقدیر الہی و مشیت ایزدی

ریزیڈنٹ پہنچنے سوا آنا دہوراؤ نامی اپنی مکان کی مہاڑ یلسی گر کے ہلاک ہو گیا اس سبب سے پونہ کی ریاست مین تخلل
واقع ہو گیا اور تمام ارکین لت اپنی اپنی فلاح دہونڈہ رہے تھے مدار المہام مذکور ایک مکان مین باغ کے متعید تھا ایک
گوشہ مین مکان کے پوشیدہ رہکر قابو جو تھا اور اس واقعہ کو فتوحات غیبی جانکر ارکین سلطنت سے بطہ محبت اور ضبط
موافقت پیدا کرکے اونکی جملہ امور اتحے مشورہ مین شریک بلکہ اپنی رہائی کی تصور دہونڈہ رہا تھا خفیہ اپنے آقا
نامدار ریس دکن بندگان حضور کو اطلاع دی کہ یہانکی یہ کیفیت ہو گئی پس اس اطلاع دہی پر مدار المہام کی تہوڑی
تہوڑی فوج حیدرآباد سے پونہ جا پہونچی اندنون مدار المہام کا ایک مکاتبہ میر مذکور کی نام پہونچا کہ انشاء اللہ تعالے
اینجانب اندک مین حیدرآباد آتا ہے چنانچہ حسب الحکم حضور افواج استقبال میر کے واسطے پہونچکر فراہم ہو گئی ہین
لہذا بنا بر اخراجات افواج سرکاری مبلغ دو لاک روپیہ تحصیل پرگنہ نرمل سے جلد ارسال کرو تا کہ تمہاری حسن کار روائی
ہو میر مسطور حسب الحکم مدار المہام مبلغ مذکور بہمراہی و ذمہ داری پچاس سوار اور ایکسو جوانان پیشتو جی لاتی
سرکردگی میر روشن علی جمعدار پونہ کو روانہ کیا جبکہ مبلغ مطلوبہ پہونچگئے مدار المہام نے ایک عنایت نامہ
رسیدات مبلغ مذکور کے بابت تحسین و آفرین اور امیدواری فضل و کرم کی خوشنود لیا۔ بعد ازین مدار المہام مع الخیر
العافیہ فائز حیدرآباد ہو گئے میر مذکور عریضہ معہ نذر شکریہ کے روانہ خدمت مدار المہام کرکے اپنی رسوخ کا اظہار کیا
اندنونمین تعلقہ اندور اور بودہن اور بھینسہ جو کہ قصبہ سی مہتولسی پونیکے لے لئے تھی بعد ضبط سرکار کے جب دو سال
گذرگئی معہ درخواست میر مذکور سند ایانی تعلقہ بھینسہ میر مسطور کو مرحمت ہوئی بعد بند و بست و عمل بہنسہ کے چند روز نرمل مین
اور چند روز بھینسہ مین اندور آمد و رفت اور اقامت رکھتا تھا۔ آمر ملو نامی بقال سفر مین کہر لیکے برفاقت میر مسطور حاضر
رہکر خرچ خانگی علاقہ جات وغیرہ کا اپنی دولتسی اجرا کرتا تھا میر مسطور نامبردہ کو محنتی اور جفاکش اور خیر خواہ دیکھکر
متوقع بفضل و کرم کیا تھا جبکہ واپس مل کو آیا بقال مذکور کو اپنا نایب بنا کر مختار اور ممتاز کیا بقال مذکور چونکہ
کومٹی بچہ تھا شب و روز اپنی ہی بہبودی اور خلایق کی بربادی مین کوشش اور سعی شروع کی ظلم اور تعدی سے
کومٹی کے وصول مال واجبی مین کم سر رکے یہ نوبت پہونچی کہ جو پٹیل یا اسامی خوشحال نظر آتا ظالم کومٹی فوج

بھیجکر کٹوایا اور غلہ بذار زمینداران کو اور ناموزنا یکو تاراج کرکے سرکاری رقم کی تکمیل کرتا جب ایسی صورت اور ایسی
شکل پیدا ہوئی رعایا تباہ ہوگئی دو سال کے عرصہ مین تمام تعلقہ ویران ہوگیا۔ زمینداران تعلقہ کو میر کی ستم اور
غارتگیری سے عاجز اور پریشان ہوکر حضور مین فریاد کی متصدیان سرکار نے دریافت احوال کرکے دیانتداری اور اعتبار
مین میر مسطور کی فرق جانلئے۔ بعد اس واقعہ کے حضور سے میر رستم علیخان نامی تنخواہ دار پچیس سوارونکی ساتھ نرمل
پہونچکر تنخواہ کا تقاضا شروع کی اور تعلقہ کی عیوض سے دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ بجز آہ و فریاد غربا کوئی زر نقد نہین
آخر کار چار ناچار میر مذکور کو ہمراہ اپنے حیدرآباد لیگیا۔ اسطور سے میر مذکور نے سات سال نرمل کی حکومت کی ایک دیلانہ
چاہ اور ایک پختہ کوباں اوسکے باغ مین اپنی طرف سے یادگار چھوڑا۔ ذکر حکومت عبدالرحیم خان روہیلہ۔
خانمذکور قوم افاغنہ سے ساکن ولایت کابل و قندہار تھا مرد متقی اور پرہیزگار تھا نماز پنجگانہ کا پابند تھا اور خیرات
وحسنات کا شایق تھا اور ہر پنجشنبہ کو بزرگونکی نام کی نذر و نیاز کا طعام عمدہ پخت والکے اپنی تمامی رفقا اور ساکنین
نرمل کو کہلاتا اور تقسیم کرداتا اور علما اور فضلا کی تعظیم و توقیر بہت کرتا تھا۔ یہ شخص بزمانہ حکومت نواب مبارز الملک بہادر
دہولسہ ایکسو جوانان ولایتی اپنی وطن کے ساتھ نرمل مین نوکر بھی تھا۔ بعد انقلاب اور حلالحم کارخانہ اختتام جنگ کے
نواب مشیر الملک کے علاقہ مین نوکر ہوگیا تھا لہذا بادامی اور گجندر گڈہ کی سفر مین ہمراہ رہکر لوازم محبت و جانفشانی
کے ادا کیا جبکہ سفر سے واپسی ہوئی اوسکی صلہ و عیوض مین اوس خانمذکور کی گذر کیلئے تعلقہ بہ اجارہ دیا گیا اوسی تعلق
کی آمدنی مین بسر کیا از انجا کہ اوسکا بخت یاور و ترقی پر تھا محمد وزیر خان نامی جاگیر کی رفاقت اوسکو نصیب ہوئی
ایک عرصہ تک ارتباط خلوص تلا کر کہرلا کے سفر مین بھی شریک تھا جسوقت کہ فیمابین افواج سرکاری اور راو پندت
پردہان کے مقابلہ جنگ کا ہوا اس معرکہ مین محمد وزیر خانمذکور بہ ضرب بان اعمار تین ہلاک ہوگیا۔ معظم خان نامی
بجائے اوسکے قایم مقام ہوگیا ان معارک کے بعد جانبین مین صلح ہوئی بندگانحضور حیدرآباد کو واپس تشریف لائے اور
جملہ جاگیرداروں کی افواج کو ہر ایک کے مقامات پر رخصت کیے دی خانمذکور معظم خانکے ساتھ یا تم تو آکر چند روز رفاقت می
بعد چند روز کے قدردانی اور عہدہ جات سابقہ مین توقف دیکھکر سوال بطرفی پیش کرکے تنخواہ وغیرہ برآئندہ حاصل کرکے

پونہ چلا گیا وہاں نواب شجیع الملک بہادر پونہ سے نکلنے کی فکر مین تھے اس خانمذکور کی پہونچنے سے بہت خوش ہوئے اسی
موقع نیک ہو گیا کہ خانمذکور کو ساتھ فوج انگیزار جوان ال کے بموجب فی جوان عشرہ بارہ روپیہ اور دو سو سوار رسالہ ہائے
مختلف کی نوکر رکھ لیا جبکہ بہادر مذکور نے پونہ سے حیدرآباد پہونچگئے تب محل نرل کو بکرم جنگ سے واپس لیکر اس خانمذکور کو بعد
تنخواہ فوجمیں تفویض کیا گیا جب خانمذکور قلعہ نرل میں صاحب رام نامی زنار دار کو اپنا دیوان اور مختار کار کر کے مکررات
عبادات الٰہیہ مین مصروف ہو بیٹھا دو سال تک عمل کر کے بقضائے الٰہی فوت ہو کر بموجب وصیت وسکی شیخ صاحب کے
قبرستان مین بقاعدہ تفویضیہ امانت دفن ہو کر چھ ماہ کے بعد نکالکر قصبہ ٹیری لیجا کر شاہ بابا صاحب بزرگ کی پائین
مدفون ہوا مترجم کہتا ہے تفویض تو طریقہ شیعہ شنیعہ کا ہے اور بعد موت اور دفن کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجا کر
دفن کرنا یہ مسلک مخالفین سنت موافقین بدعت کا ہے خدا کی پناہ ایسی حیات و ممات جاہلیہ سے - بعد فوت متوفی
مذکور کے اسکا قائمقام اسلم خان نامی قرابتدار اسیکا مقرر ہوگیا لاکن انتظام کارخانہ مین جسطرح کہ عبدالرحیم خان کے
زمانہ مین تھا نہ رہا بقول المال مردہ بیس مردہ تفرقہ پیدا ہو کر تعدد بے مخالفت اب ہوا سقیم دو سو اسپ
مسلحداران بارگاہ کے سقط ہوگئے اور یہ خانصاحب مرزا ناتجربہ کار اور مختاریت نار دار پس بخیال خام زنار دار کو کچھ
چیز نہ سمجھکر اسکی خاطرداری اور مدارات مین بے پروائی کی لہذا تحصیل زر سرکار مین بد عملی واقع ہوئی تمام رعایا اور
زمیندار دست ہمت کو اپنی کھینچلئے ہر چند بہت کچھ کوشش کی مگر کوئی بات مفید نہ پڑی غرض ایسی نا اہلیت سے
اسکا عمل کل چھ ماہ رہا پھر معزول ہو گیا ذکر حکومت **محمد علیخان لوہانی** بزرگان خانمذکور کے پنجاب کے
معززین و عمائدین باشندہ قصبہ بہون اور ہوشیار پور اور اولاد سید شاہ حسین صاحب کے سلسلہ انکا از روئے تاریخ وسیر
محمد حنیف تک پہنچتا ہے اور بزرگان خانمذکور کے شاہان پیشین کے پاس رسوخ پیدا کر کے بڑی جانفشانی سے
زمینداری ان سرحدوں کے اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں مین بڑی عزت اور شان کیساتھ مکرم و معظم تھے جبکہ
سربلند خان بامین ساکن ہوشیارپور اور بجواڑہ من مضافات یعنے علاقہ پنجاب کے وارد دکن ہو کر سرکار آصفی مین نوکر
ہو کر محال لاسعد باسم اور پانچ دیہات بجواڑہ اور بہام وغیرہ جنکا محاصل تمام نو لاک روپیہ کا تھا بعوض تنخواہ جاگیر اور مشروط

جمعیت ڈیڑھ ہزار سوار اور پیادہ سرفراز تھے منصب ملنے کو پہونچے تھے اور ہمیشہ سرکاری خدمتمین بڑی شجاعت
اور مردانگی کیساتھ مشہور تھے۔ ان دنونمین خانندکور کو شوق فراہم کرنیکا اپنے اہل کا پیدا ہوا طلب کرنا شروع کیا
جو جو برادر اپنے آتا ہمت تا ورخرم کیساتھ پیش آکر پیش قرار ماہوار حضور مین نوکر رکھوا کر اپنی رفاقت مین
رکھتا تھا اور دوسرے اہل وطن کو بھی نامہ و پیام بھیجکر ترغیب آنیکی دیتا رہا چنانچہ شہباز خان اور جمال خان
روہانی ہر دو برادران حقیقی خانندکور کے قصبہ بہو مین خانہ نشین رہکر خوش گذران تھے اور قصبہ مذکور ہوشیارپور سے
تین کوس کی فاصلہ پر ہے بمقتضائے اتحاد و قرب جوار خانندکور کو تمنا طلب دو خانان مذکورین کی پیدا ہوئی اس
سبب سے بنا بر زاد و راحلہ کچھ خرچ بھیجکر طلب کیا ہر دو کسان مذکور با شان و شوکت ایکسو سوار اور سامان تجمل ہاتی
اور پالکی وغیرہ لوازمات ضروریہ فایز دکن ہو کر خانندکور کی ملاقات سے مسرور ہوئے چند روز بعد ملازمت
حضور سے مشرف کروایا اور انکی روزگار کا انتظام کروایا۔ خانندکور اپنی چند رفیقوں کے ساتھ پیشی مین حضور کے رہکر
ان ہر دو خانان مذکور کو اپنے فرزند مسمی محبوب خان کی رفاقت مین جاگیرات کیطرف روانہ کیا۔ از انجا
خانندکور کو نواب شمس الامرا بہادر سے بدرجہ کمال اتحاد اور یگانگت تھی اکثر اوقات ملاقات کو نواب موصوف کے
جاکر اختلاط و ارتباط بڑھاتا تھا مشیر الملک بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی نواب مشیر الملک بہادر اس بات کے سننے سے بہت
ناخوش و دل گیر ہوئے چنانچہ بعض اشخاص خیر خواہ سے خانندکور کو ایما کرتے رہے کہ تمہارا جانا نواب شمس الامرا
بہادر کے پاس خلاف مرضی مشیر الملک بہادر کی پایا جاتا ہے موقوف کر دینا مناسب ہے لیکن یہ بات بہ سبب اچھی اور
بے پروائی کے خانندکور کی دل پر کچھ اثر نہین کی اسکی وجہ خاص یہ ہے کہ بعد تسخیر قلعہ نرمل بندگانحضور کا تمام
جاگیرداروں کے افواج کو جاگیرات پر رخصت فرمانیکے منجملہ انکے محبوب خان بہادر مسطور اضافہ کی بار میں جاگیر کی
جوانب لغیر ضابطہ اور بیگانہ اور سپاہانہ دیگر روا نہ ہوا تھا اس سبب سے غبار ملال بہادر مذکور کے دل میں بیٹھ گیا
تھا قابو جو اور منتظر وقت تھا۔ ان دنونمین راجہ مودہاجی بھونسلہ حسب الطلب برار و بندت پردہان ناگپور سے
راہی پونہ ہو کر کالا پانی کے مقام پر قیام رکھکر مورد عنایت بندگانحضور کا تھا اور اسوقت جاگیر داران اور

منصبداران محالات صوبہ برار کے نام سے دربار داخل کرنے مبلغ بابت سوم کاہ و دانہ باستصواب کاکاجی
نامی وکیل احکام بندگان حضور و ... جاگیرداروں کی منجملہ محبوب خان بھی جاگیرداران محالات صوبہ
برار کی تھا عنایت نامہ حضور والی دکن کا خان مذکور کے نام صادر ہوا غرض کہ وکیل مذکور تمام عنایت نامجات
والی دکن کو مصحوب ایک شتر سوار حیدرآباد سے طرف راجہ بہونسلہ کیا بعد وصول عنایت نامجات کے
اٹھل پنڈت صوبہ دار برار کو ساتھ جمعیت بیس ہزار سوار کے واسطے وصول کرنے مبلغ مذکور مامور اور مقرر کیا
پنڈت مذکور ہر ایک جاگیردار اور منصبدار کو عنایت نامجات حضور کے پہونچا کر مبلغ معمولی اپنی وصول کرتا
رہا جبکہ جاگیرات محبوب خان سے مبلغ طلب کئے گئے تو خان مذکور بمقتضائے نشہ شباب جوانمردی جو قدر کہ
دماغ میں رکھتا تھا بغیر احکام حضور کے خلاف قیاس جانکر مستعد جنگ کا ہوگیا۔ پنڈت مذکور نے فہمایش
کر کے کہا کہ مجھکو سربلند خان بہادر کے طریقہ اتحاد مثل طریق برادری کے ہے مجھسے جنگ کرنا سزاوار نہیں میرے گڑھ پر
بالفعل نصف رقم ادا کر دیں اور نصف دیگر آئندہ رکھیں غرضکہ دو روز اسی رد و قدح میں گذر گئے ایک
شخص جس کہ پنڈت مذکور کیطرف سے بنابر سوال و جواب کے آمد و رفت کرتا تھا خان مذکور نے اوسکو بہت ہی تنبیہ
اور ذلت کے ساتھ اپنے دربار سے نکالدیا اور تیسرے روز از راہ جہالت اور خود پسندی کے ڈیڑھ سو سوار لیکر
میدان میں قصبہ پنج گڈ کے مقابلہ کر کے پنڈت مذکور کی فوج پر گھوڑے ونکو دوڑا کر ایسی لڑائی لڑی کہ پنڈت
مذکور کی فوج میں انتشار پیدا ہوگیا بعضے مقابلہ سے پہلو تہی اختیار کئے اس اثنا میں ایک جماعت فاغنتہ
ساکن سیونی اور جہاڑہ اور سہوپال کی جو کہ ایک ہزار سوار کی جمعیت تھی مقابل ہوکر بڑی تندستی داد شجاعت
اور جوانمردی کی دیکر ہر طرف سے خان مذکور کو معہ ہمراہیان اسکے محاصرہ کر کے داخل ہوگئے اس معرکہ شمشیر بازی
اور تفنگ اندازی اور تیر بازی میں قریب تین سو آدمی جانبین کے زخمی اور ہلاک ہوگئے چنانچہ محبوب خان
مغرور کی مزار اوسی قصبہ میں ہے بیت مغرور کو ذلیل بھی ہونا ضرور ہے۔ اسکی سزا یہی ہے کہ جسکو غرور ہے
الغرض اس جنگ میں شہباز خان لوہانی بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے مر گیا۔ اور محمد علیخان اور شاکر خان

ہر دو فرزندان خانمذکور خردسال تھے موضع مہاگاؤن مین معہ جملہ قرابتداران قریبہ کے ظل عاطفت مین
اپنے چچا کے یعنی جمال خان لوہانی آفت آسمانی سے امان پاکر وہان رہتے تھے چندے اقامت رکھکے جمعیت خاطر
سے تعلیم اطفال پرورش خوردسالون مین متوجہ ہوگئے بعد چند سال کے خود محمد علیخان اور شاکر خان حیدرآباد
آکر بذریعہ نواب شمس الامرا بہادر بندگانحضور کی ملازمت سے مشرف ہوکر معہ جمعیت ایکسو سوار اور دو زنجیر
ہاتھی اور ایک منصب پالکی ملازم سرکار ہوگئے محمد علیخان باریابان حضور مین منسلک ہوکر ہمراہ مشیر الملک بہادر
کے آمدورفت دربار مین حضور کے جاری رکھا چندروز کے بعد تنخواہ کی جائداد مین تعلقہ جوکل ورکھیت گاؤن
خانمذکور کے نام سے مقرر اور مفوض ہوگئے تعلقات مذکور ہی خانمذکور کو تفویض ہوگئے گو بیند نایک بھونسلے سے
واپس لیکر اونکو دیے گئے جسوقت کہ افواج قاہرہ سرکاری سالاری و سرکردگی نواب سکندر جاہ بہادر اور مشیر الملک بہادر
مدار المہام کی بنابر تنبیہ اور استیصال سیرنگ پٹن کی مامور ہوئے خانمذکور اس سفر مین بہت جانفشانی بجالا
مقرب اور معزز ہوگیا۔ بعد واپسی کے سفر سے کرنل اسٹور صاحب بہادر اور میر منشی میران یعقوب صاحب کی سفارش سے
سرکار مین ممدوح علیہ ہوکر نظر مین بندگانحضور کے قرب جوار مین ٹہراہی معزز و مکرم ہوا۔ بعد ایسی عنایات
بندگانحضور کے قرب منزلت پیدا کیا ایک مدت تک ایسا ہی کام چلایا اور بندگانحضور خود بھی
سنہ ۱۲۰۹ مین خود سفر مذکور کا عزم فرمایا۔ خانمذکور بھی اسوقت اپنی جمعیت چار سو سوار کی ہمراہ لیکر رکاب
بندگانحضور کے حاضر رہکر مقابلہ جنگ کے وقت بہت ہی سے بہادرانہ تبلایا چنانچہ محمد علیخان لوہانی
خانمذکور کا برادر زادہ بھی اسی معرکہ مین بڑی جوانمردی سے لڑ بھڑ کر مجروح ہوگیا حاصل کلام اوس ہنگامہ
مین افواج سرکار نظام پونہ کی مرہٹونکی محاصرہ مین کامل اکیس روز گھری رہی بعد ازان فیمابین جانبین صلح
واقع ہوئی بعد وقوع صلح کی بندگانحضور حیدرآباد کو مراجعت فرمائے مشیر الملک پونہ مین پہونچکر عزلت
نشین کر دیے گئے۔ چند روز مین پونہ کا رئیس فوت ہوگیا اس خبر کے استماع سے افواج سرکار نظام بخوشی
تمام مشیر الملک کے استقبال پونہ آگئی خانمذکور بھی موقع خبر محل حسن دیکھکر اپنی ہمراہی کی فوج سے حاضر ہوکر

سب سے پیشتر بسبقت باستقبال لیجا کر مورد عنایات مدار المہام ہوا جبکہ مدار المہام نے پونہ سے مع الخیر فایز حیدر آباد ہوا
خانمذکور باطلاع حضور محمد علیخان لوہانی اور محمد شاکر خان اپنے ہر دو برادرزادون کو وقت ساعت مجوزہ و معینہ
پر کرڑا لا اوسوقت تعلقہ نرمل محمد اسلم خان نامی ہمصوب سے تغیر پا کر خانمذکور کو بطریق امانی تفویض ہوا خانمذکور
خود بنفسہ پیشگاہ حضور مین حاضر رہکر محمد علیخان کو ۱۲۱۸ھ یکہزار دوسو اٹھارہ ہجری مین بنابر بندوبست و انتظام
تعلقہ کے روانہ کردیا محمد علیخان نرمل آنیکے زمانہ مین بالکل نوجوان بیس برس آغاز تھا لاکن حسن فہم زمانہ
اور رد و قدح معاملات مین قیقدر مثل دیرینہ سال عقلا کے تھا نرمل پہونچتے ہی واقعات نرمل کو اپنی چشم دید
پالیا بعضے زمینداران جوکہ سابق برہمزن معاملات سرکاری مفسد خیز کاروبار حکام تھے بعوض و تامل دریافت کرکے
حکمت عملی سے تحقیق کرکے وایل مین گذرا ورانکی اغماض کرکے درجہ جوانی مین بظاہر تابعدار اور باطنا
روادار نقصان زرسرکار تھے تدبیر سیاست سے طلب کرکے نمبردار و فسادانگیز ونکو جماعہ پچاس سوار پیادے بیس ۲۰
آدمیونکو گرفتار کرکے پابزنجیر موضع نرساپور پرگنہ تیمورنی مین مقید رکہدیا جو لوگ معاملات کچہری
اور داخل کرنمین بالگزاری سرکار کی راست باز سمجہے تھے اونکو تسلی اور تشفی دیکر ساتون قرار معتبر
ہریک کو اپنی اپنی خدمات پر بدستور بحال کہچوڑا بعد گذرنے چند روز کے بذات خود بغرض استفسار احوال رعایا
وارو نادار مفلس و متمول تعلقہ اور ملاحظہ کرنے تمامی رقبہ آبادی اور زراعت ایک قسم تعلقہ کے متوجہ ہوکر
جس جس موضع جس جس جگہ کی رعایا عاملان سابق او حکام ان سلف ظلم پیشہ تشدد اور تعدی سے پراگندہ
تباہ ہوگئی تھی اپنی قدیم اوطان جلا وطن ہوگئے تھے اون سبکو تسکین دیکر جلد آبادی دیتا گیا مگر ایک
موضع ویران ہو لوگونکی دادخواہی اپنا فرض منصبی بنا لیا غرض اسیطرح سے تمام تعلقہ کا دورہ کرکے
مبلغ ہزارہا روپیہ رعایا غریب بے سروسامان کو واسطے تخم ریزی کے بعنوان تقاوی دیکر رعایا کو خوش کیا تھا
اور اسی عرصہ مین تھوڑا سا وقت کو وہ ذاتیہ مین بھی مشغول رہتا تھا۔ اس اثنا مین بالاجی پنڈت
نامی ولیپانڈیہ پرگنہ مسمط تعلقہ نرمل کا از راہ فتنہ انگیزی تفرقہ اندازی انتظام کلیاتمین خانمذکور کے

اپنے ٹھکانے سے باراده شریک و شمول مردمان مفسد و حاسد گریز کر کے جاتا تھا جوانان تھانہ داروہان کی نامبردہ کو گرفتار کر کے خانمذکور کی آگے لاے ہوے اور بیان کیے کہ باوجود لینے اقرار و قول کا سرکے یہ بانی فساد گنجینہ غنا اپنی تعلقہ سے دوسرے تعلقہ کو بھاگتا ہی تھا بوجہ بہین گریز کرتا تھا اطلاعاً عرض کیا گیا آئندہ اختیار بدست مختار۔ خانمذکور نے بجائے خود برہم ہو کر دیسپانڈیہ مذکور سے کہا کہ مین تو ہزار روپیہ دینی الملک سے ادا کیو اسطے دیا ہون اور دیتا ہون تو باوجود قول لینے کا سرکے اپنے ٹھکانے سے کیون بھاگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ شرارت کا رکھتا ہے تو بعد اس گفتگو کے دیسپانڈیہ کو چند روز زیر دریافت بنابر جرم ثبوت کے مقید رکھا ایک روز بعد ہونے نشت کے چوک مین منہ کالا کر کے اوسکو سر کو ہاتھی کے پیر سے بندھوا کر مروایا اس کیفیت کی تشہیر سے دوسرے مفسدین اہل کو عبرت ہو کر تھرا گئے پھر تو خانمذکور نے دیکھ لیا فساد مفسدین اہل ملک سے بالکل صاف ہو گیا در و بست پنج محل اہل ضبطی سرکار مین داخل ہو گیا مبلغ مالواجبی سرکار رعایا تعلقہ بخوشنودی دل بلا دست غیری داخل کرتے تھے چونکہ زمانہ کا انقلاب مشیت ایزدی سے لگا ہوا ہے اس عرصہ مین بابا پھڑکیہ نامی ایک سرگروہ جماعت پنڈارہ یہان کے سرحد نظام مین بغرض سوال و جواب بہ نسبت کالت حیدرآباد مین رہتا تھا کسی موقع مین عرض معروض کیوقت نامبردہ اور مشیر الملک کے باہم کدورت آگئی نامبردہ حیدرآباد سے ناراض ہو کر غارت گری پر کمر بستہ ہوا۔ اثنا سے راہ جمعیت پنڈارہ کافی مفسدین غارتگر و سپاہ فراہم کر کے دیہات و قصبات قلمرو سرکار نظام کو لوٹنا شروع کیا۔ اندرین تعلقہ ٹیلان محبوسین گڑھی نرساپور خبر آمد پر گرہ پیشکار نرسل و دیسپانڈیہ اور دوسرے زمیندار و نکی معرفت خط و کتابت مخفی جاری کر کے پیام بھیجے کہ محمد علیخان لوہانی کا عمل ہمارے حق مین بہت سخت اور درشت آگیا نرساپور کی گڑھی مین مقید ہے اگر تمہاری توجہ خاص و عالی ہمتی سے اس قید سے نجات مل جاے تو تمہارے خرچ زاد و راحلہ کیلئے اسقدر مبلغ نذر دیتے ہین ہم بموجب درخواست ٹیلان مقیدین سات ہزار سوار و پیادہ لشکر لیکر پھڑکیہ کو چلکر کے موضع نرساپور پر پہونچکر لوٹ مار شروع کردی دوسرے روز اوسکو ملا بیباکانہ کر کے شہر پناہ کو آگ لگا کر اپنا موضع گڑھی کی نزدیک پہونچایا۔ امید سنگہ نامی تھانہ دار گڑھی نامور تھا جمعیت کے آنے سے کسی طرح کا اندیشہ اور فکر نکر کے توپ و تفنگ سے مقابلہ مردانہ کر کے اس مخالف کی جماعت کے دانتو نکو کھٹے کر ڈالا آخرکار

مخالفان کی جماعت مقہور و منہزم ہو کر موضع نرکھوڑہ پرگنہ بالکنڈہ کی آوارگی کیطرف چلی گئی اندنون بالکنڈہ فوجدار خان
نامی کو تفویض تھا اور نواب مقرب خان جاگیردار قلعہ بالکنڈہ باغیونکی جماعت آنیکی خبر سنکر اپنی جمعیت خاص
اور دو پلٹن سرکار نظام کی متعینہ پرگنہ مذکور کی باہم متفق ہو کر مقابلہ کئے اور ضرب توپ و تفنگ سے شکست دیکر بھگا دیا
اور لشکر مخالفین ہانسی ناکام امرکھیڑ کیطرف چلا گیا بعد رفع فساد واقعہ نواب مستطاب بندگانحضور ولی نعمت تمکین عشمت
ارسال کر کے اطلاع عدو بندگانحضور از راہ عنایات خسروانہ چھ ہزار روپیہ بغرض خرچ سہ بندی جمعیت مرحمت فرمائی اور
پلٹن کی سرکردونکو بہت ہی آفرین و تحسین اور انعام لائقہ سے خوش کئے۔ محمد علیخان لوہانی کے نام بھی عنایت نامہ
شاہی صادر ہوا کہ جو باغی مخالف جس جگہ ہو تعاقب کر کے تنبیہ پہونچاؤ پس خانمذکور احکام سرکار کی تعمیل مضمون
نرمل سے کوچ کر کے نرساپور پہونچکر دو نائیکے پٹیلان مقید کو وہان رکھنا مناسب نجانکر ان تمامونکو
کھانڈیپر بھگا کے پچھل ہوا اور ایکسو پیادہ سادہ دیکر تعلقہ کھیتی پیٹھ کو جو کہ سابق خانمذکور کو سپرد تھا وہان روانہ کر کے
مقید کروایا اور قیدیان کھیتی پیٹھ کو نرساپور کو طلب کیا تا کہ اس انتظام مین کوئی فتنہ اور فساد نہ اوٹھے پھر آپ
نرساپور سے کوچ کر کے راہی امرکھیڑ ہوا اسکے پہونچنے کے پہلے نواب محمد سبحانخان اور جمعیت نواب رفعت الملک بہادر
ناندیڑ کے بلہ فسیم اس باغیکے سر پر ڈر ہار امرکھیڑ کی گڈھی مین پہونچکر محاصرہ کئے تھے انہین ساتھ خانمذکور بھی شامل
حال ہو گیا جمعیت بھیکہ معہ چلدی وغیرہ نایکان مفسدین نے باہر آکر سرکاری فوج مقابلہ کی بہادران سرکار
بھی توپ و تفنگ سے منہ مفسدین کا ہلکا کر دی سخت مقابلہ سے بہادران سرکار کی افواج باغیان تاب نلاکر شکست
کھا کر بھاگ گئی دوسرے روز تھانہ امرکھیڑ کی گڈھی کا فتح کر لیکر مال مویشی اور غلہ و نقد و جنس فوج ظفر موج کے ہاتھ
آئے اس لڑائی مین ایک ہاتھی سرکاری معوضہ محمد سبحانخان کا توپ کے گولہ سے ضائع ہو گیا بعد ازان افواج سرکار کا نقصان
کیسا و پیش نہ ہوئی۔ خانمذکور بھی فتحیابی کیساتھ داخل نرمل ہو گیا مگر بغرض اثنائے راہ کو بارہ مواضع تعلقہ امرکھیڑ
کے بعوض پامالی نرساپور لوٹ مار کر وہان مال و اسباب و مویشی جو کچھ ہم پہونچا بہت سا کر نرمل پہونچایا اور
تعاقہ کی رعایا کو تردوات و تعلقات مفسدین غارتگر سے بچا کر اور مطمئن کر دیا۔ محمد علیخان لوہانی کی انتظام سے

تعلقہ کی آبادی روز بروز ترقی پر ہوگئی از انجا کہ خانمذکور مرد عاقل و زیرک تھا کسی کے کہنے پر اعتماد کرکے اپنی مجوزہ رائے پر عمل کرتا تھا جو اپنی دلمین آتا کر گذرتا اور راتدن فکر و تدبیر میں چوروں اور مفسدین کے اپنی اوقات کو بسر کرتا تھا۔ اگر کوئی چور کسی دوسرے تعلقہ کا تعلقہ سندیلہ میں آکر چوری کرتا تو بہ تدریج اوسکا پتہ لگا کر اوس موضع اور قصبہ پر دھاوا مار کر عوض اپنے تعلقہ کی چوری کا لیتا غرض خانمذکور کے عمل میں مفسدین گرد و نواح سندیلہ وغیرہ کو بالکل اونچے نشین عزلت گزین ہوگئے اور رعایا تعلقہ مامون مصئون کر یا لوہبی کو خود ہی لا کر حاضر کر دیتے کوئی عذر و حیلہ نہین کرتے تھے محمد علیخان لوہانی کی ہیبت رعیت پروری اور داب رعب اور تہور اور مردانگی کا شہرہ آفاقین پہونچ گیا اس محمد علیخان لوہانی کا مبارز الملک و نسبہ ہو کے عمل کے برابر ہوگیا بلکہ بقول بعض خانمذکور کا انتظام متمدن ہونیکی انتظام سے بدرجہا مرجح تھا چنانچہ مختصر کامیابی اور فتحیابی اوسکی یہی ہے کہ زمینداران مفسدین کے گڈہین فتح کرنا اور بعضو کے گڈہونکو منہدم کرنا مثل گڈہی موضع مرواپلی پرگنہ بونت کا اور ظفر پانا راجہ پدم سنگہ کی جمعیت اور بارہا راجا [illegible] سنگہ سرگروہ جمعیت [illegible] کا اور لوٹ لینا موضع اینوتی اور دیہ کے گاؤن پرگنہ مدہیکا کا اور آوارہ ہو جانا کاسی زمیندار موضع مذکور کا اور سزا کو پہونچایا نمبانا یکہ وغیرہ مفسدین تعلقہ ایدلاباد اور [illegible] کا اور تسخیر کرنا قلعہ سنواٹہ کا راجہ [illegible] سے اور چہین لینا گڈہی جہلالی پٹیہ پرگنہ ساتولی کا اور بارہا جنگ و جدل کرنا جمعیت میر امام گماشتہ زمینداری تعلقہ بہوکیسی ور نواح میں پہونچ اور ناگر کوال وغیرہ مین اگر تفصیل ہر یک مہم کی لکھی جاوے تو ہر یک کا دفتر علیحدہ ہو جاوے اسلئے مختصر پر حوالہ دیدیا (مشتے نمونہ از خروارے) جب وقت زوال کا آتا ہے تو کوئی نہ کوئی علت و اسباب پیدا ہو جاتی ہے کوئی لا زوال تو نہین بحسب اقتضاے زوال نائبان خانمذکور از راہ غرور نائبان نیک علاقہ کے تہور اور تکبر کو دیکھکر خود سری اختیار کیے رعایا پر ستم شروع کئے ہر ایک خانہ برانداز کو دریئے ہوئے اور سے رعایا زیادہ طلبی کرنے لگے محمد علیخان لوہانی نائب خود خواہ ہوکے سمجھے دیگر مستنا کام کرتے تھے لہذا رعایا ستم رسیدہ متفق ہوکر سب کے سب حضور میں پہونچکر مستغیث ہوئے بندگان حضور نے بعد دریافت حال رعایا بلا استفسار محمد علیخان سے تعلقہ سندیلہ [illegible] انتصاب مستوجب کیا بہرحال [illegible] کا نام انقلاب۔ اور محمد علیخان کا عمل بہت اچھا منتظم تھا آٹھ سال بعد سنہ ۱۲۰۲ مین خانمذکور کی معزولی ہوگئی۔ ذکر حکومت نواب

شرف الدولہ بہادر نواب مذکور میر موسیٰ خان بہادر مؤتمن الدولہ مدار المہام ریاست آصفیہ کے اولاد ہو تو زمین میں محمد فاضل علیخان صاحب بہادر کی معزولی کے بعد تعلقہ نرمل پانچ محل کی حکومت اس شرف الدولہ کو نصیب ہوئی بلکہ علاوہ پنج محل اسکے اندور اور بودھن بھی دیا گیا پھر جب حکومت کا پتہ اشرف الدولہ کو ملا خود تو بند گانعالی کی حضور میں رہا تعلقہ کی نیابت پر میر حسامت علیخان کو اور تعلقداری پر میر باقر علیخان اور میر حیدر علیخان کو مامور کر کر روانہ کیا تین مہینے کی مدت میں جب بندوبست اور انتظام واقعی ان سے خاطر خواہ ہونہ سکا تو میر ولی اللہ خان عرف میان لعل نامی ایک بزرگ ور دیرینہ بنا بر دریافت احوال رعایا اور انتظام تعلقہ کی روانہ کیا مشار الیہ بعد داخل ہونیکے دوسری تجویز مناسب میں مشغول ہوا سیمیتا راؤ نامی زمیندار جو کہ عمل معزولی محمد علیخان بہادر لوہانی میں چند روز نرمل کی نیابتی کا کام بھی کیا تھا اور یہی باعث ظلم اور مفسدی ذات رعایا کا ہو کر بڑی سختی سے کام کرتا تھا محمد علیخان اس کی معاش کو بد دیانتی اور بدسلوکی سمجھ کر موقوف کیا تھا تو اب موقع دیکھ کر حیدر آباد پہونچکر اپنے بد یادہ بازی سے تین ترقی کا تعلقہ اور ماہر کاملانہ معاملات ظاہر کرکے منزلت نواب شرف الدولہ کا جو کہ بکثرت مکار ہونکا اور کینہ سے زمینداروں کا دشمن تھا اور بعض فقرہ (زمینداران کی گردن زدنی) کی نیت تھا اپنی جانب راغب کر کے معرفت انکی دیگر دیرینہ سال کے نیابتی نرمل پر مامور ہو کر پہونچا۔ ایک سال کامل جیسی کی دس دو کی عملداری تھی جبکہ نواب شرف الدولہ نے ایکسال کا حساب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تم کثیر مبلغ سات ہزار کا نقصان ہے آخر کار زمیندار مذکور کو ساقط الاعتبار کر کے نقصان سرکار کا تکملہ کرنے میں داخل کر کے تعلقہ نرمل ٹھیکہ دیا پس اس کی بے تدبیر کا عمل ان ایک سال ایک ماہ رہا

ذکر حکومت نواب محمد علیخان بہادر لوہانی بار ثانی بہ نیابتی میر محمود۔ بزرگان میر مذکور کا پاکپتن اور اولاد سید محمد کبیر تھے جب قات تقدیر اور اقتضائے انقلاب کشش آب خورد وارد دکن ہو کر بمقام قصبہ مرتضیٰ نگر متوطن ہو کر بہ سبب بزرگزادگی امرا اور روسا متقامی میں روشناس ہو کر اعزاز او اوقات گذرانی تھی بعد ایک مدت کے انقلاب و فنا کے تنگی حالت تمام ہو گئی مدین بحسابیہ عملداری نواب آصف جاہ بہادر اسباب الملک بہادر وہ مشہور بیل ہونیکی بخدمت منشی نواز گئی بعد ملنیا نیکے نوکری سی اپنے متعلقین کو لا کہ ذریعے طلب کے متمکن مل ہی ہو گئے سو وقت کہ نرمل کا قلعہ اور ایا ے دولت آصفیہ کی قبضہ تصرف میں آگیا اس زمانہ میں میر سلیمان قمر الدین علی نامی الامیہ کی رفاقت میں رہکر با اقتضائے وقت خیر خواہ نمکر ایسا ربط و ضبط پیدا کیا کہ نوکری کی تمام

برادر کی کیفیت ہو گئی میر داؤد علی کو نواب احتشام جنگ نے نیابتی پر تعلقہ ایدلاباد و اور کا پر اور بعد نوری غیر فیض محل کے مامور
تھے پس میر داؤد علی نے میر محمود کو نرمل سے طلب کر کے معاملہ چند روز بہاٹ اور قصبہ نرمل وغیرہ کا تفویض کیا ایکمدت ایسی ہی بخیر
کام چلا چند روز کے بعد ایدلاباد وغیرہ واگذاشت ہو گیا میر محمود پھر اس انقلاب کے بعد حیدرآباد پہونچکر اعتصام الملک بہادر
منشی بندگان حضور کی سفارش سے تعلقہ ایلولہ علاقہ جاگیر سرکار انگلندل کی نیابت پر مامور کیا اور سے بھی جب طلب کر دئے گئے
تو بتوسل منشی ولی الدین صاحب کپتان جانشین جناب عیسائیمین منشی گری کی خدمت پر مامور ہے اور اسکے بعد روزگار
سے بیکار ہو گئے پھر حیدرآباد پہونچے اور بیوقت یاوری تقدیر سے تعلقہ پنچ محل مراتب نگا جو سے بار ثانی نواب محمد علی
صاحب بہادر کو تفویض ہوا تھا میر سطور بہ استعفا سرکار آب خواب حکیم محمد حسن خان کی سفارش سے نواب انور کی تشریف
نوکر ہو کر تعلقہ بونت کی نیابت پر مامور ہو گئی۔ چند روز کے بعد تحسن ردد اور کاروائی میر سطور کی دیکھکر بار اسواضع جاگیر ملک کے
ساتھ قلعداری نرمل سے سرفراز کیا۔ دفعہ اولی میں عمل نواب انور کا تھا میر سطور بھی بیکار رہکر کہیں دوسرے جا بے نوکری
نکری کو نواب انور کی رفاقت میں نمکرٹری خیر خواہی سے رہا جبکہ بار ثانی تعلقہ نرمل تفویض محمد علیخان صاحب ہوا محمد علیخان
نے از راہ قدردانی اور جوہر شناسی خیر خواہ قدیم دل سوز سمجھکر نرمل کی نیابتی معہ قلعداری نرمل و رباط پر مامور
کر کے روانہ فرمایا نرمل آنے کے بعد تمامی رعایا منتظر رعایات سابقہ اپنی بہت خوش نصیبی جانکر جناب باری میں سجدات شکریہ کے
بجا لائے جو میلان کہ اس محمد علیخان کے عمل میں مقید تھے اور اشرف الدولہ کی زمانہ میں بعد انقضای مدت بیس سال کے
کبیتی ہمیشہ کے قید سے رہائی پاکر نرمل کی کاروبار میں دخیل ہو گئی تھی میر سطور کے آنیکی خبر سنکر بطرف ٹرملہ ورپٹی
آوارگی اختیار کر کے کونارا ور نامی بیسائی کی پناہ میں جا کر مامون ہو گئے۔ اسکے بعد انتظام معاملہ میر سطور کا بخوبی ہو گیا اور
آبادی تعلقہ کی روز بروز حسب دلخواہ ہوتی گئی۔ میر سطور بذات خود بہت خبر رسی اسنا زمینداران وگاہ دار و روزانہ دیہی و اپنی آقا کے
خیر خواہ اور کفایت شعار تھے بلکہ ہر ایک کام میں از جز تا کل بے اطلاع اور بغیر دیکھنے اپنے کسی کا اعتبار نہیں کرتے
اور میر مذکور شخص بسبب راست صادق المعاملہ دوست رکھتا تھا غریب دوست اور مکار کو دشمن جانتا تھا۔ اور اپنی قول کی
پاس بہت رکھتا تھا۔ اچھے لوگونسے اخلاق اور اشفاق سے پیش آتا کچھ والوں زمین سے نگر کے ساتھ دہشت اور ہر

سمت گو تھی تعمیر و ترمیم مجاری تالاب اور دہانہ ہائے شکستہ اور خراب اور اجرای انہار نو ایجاد و درگند بیگی میکہائمہ
سمت ورا اور بچہ کیطرف مزارعین پرینہ سال اور دہقین پارینہ خیال اور زمینداران آمدنی اور متعینی سے دریافت
کرکے توجہ کامل رکہتا تہا۔ اور میر مسطور زراعت اراضی مزروع اور غیر مزروع مین بطولی رکہتی تھی جہان پانی نہ پہونچتا
اپنی رسائی عقل سے وہان پانی پہونچا کر کشتکار کراتا تہا۔ اور زمین افتادہ کو اندک محاصل سے قول دیکر زراعت
کرواتے تہے۔ میر مذکور اس فن کاشتکاری مین ممتاز تہی اور میر مسطور کی طبیعت مین باوجود حکومت کے تکلف و شیخت نہین
تہی بلکہ شان و شوکت ظاہری اور لباس فاخرہ سے احتراز و اجتناب کلی تہا اور ایسا سادہ رو تہے کہ عمارت و ترددات
زراعتی اور کاشتکاری دورہ کے وقت کوئی ساتہ ہو نہ ہو تو تنہا گشت کرتے تہے ایسی وقت اگر کوئی میر مذکور سے کہتا کہ آپ
جناب بقدر مقدرت اپنی رکیون گوارا کرتی ہو۔ جواب مین کہتا تہا کہ تقدیم نعمت کا بہتر راحت طعام سے حکومت کے تاج
ایک ہی سر پر نہین رہتی ہی اور اس بار پہ عاریت پہ اعتبار کرنا بڑی نادانی ہی۔ اور ایک جا کے بیٹہے سے
غفلت و سستی ہوتی ہی اور نقل و حرکت سے مقامات مختلفہ پر طبیعت مین جودت اور تیزی اور ہوشیاری آجاتی ہی
اور سمجہا کہ کامی انتظام تعلقہ ہمکو ہمارا آقا نے سپرد کیا ہی لہذا شرط انسانی لازمہ بعد اسکے وفا شعاری ہی یہ حملہ کاربار
سرکار کو اپنی ذاتی سمجہتا ہون الغرض خبر سی اور برداشت گفتاری سخت کرداری دیانت رہی کہ ناگاہ میر مسطور کی
اسی ضلع مین مشہور ہے چند سال اچھی طرح سے کام چلا دفعتہ نائبان خانہ مذکور یعنی محمد علیخان لوہانی کی نسل بالکنڈہ اور
بہیکل اور اندول اور بیوہین وغیرہ کال ورہت گانو کی رعایا پر دست تعدی دراز کر کی زر تحصیل مقررہ سے زاید
وصول کرنا شروع کیا۔ اس حالت مین خانہ مذکور کا ایک حکم میر مسطور کے نام پہونچا کہ تم اپنی تعلقہ نرمل سے جسقدر ممکن ہو
تم تحصیل مین کفایت کی فکر کرو۔ میر مسطور نے جواب مین لکہہ بہیجا کہ یہ کام مجہہ سے نہین ہوتا ہے مجہسے تو تعلقہ کی آبادی
البتہ ہوسکتی ہی غارتگری کے واسطے کسی اور کو بہیجئے مین تو اس کام سے دست بردار ہون پس اس تحریر پر میر مذکور کی خانہ
ذوالفقار [illegible] سندو میا نامی ساکن کوڑلکل کو بہیجکر زر کثیر ہر طرح خواہ طلب کیا سندو میا مذکور تمام رعایا کو نرمل کی
قلعہ مین مقید کر کے انواع و اقسام کی سختی اور مصیبتا سے زر کثیر وصول کر کی روانہ حیدرآباد ہوا چنانچہ اس ہنگامہ

تین آدمی قوم کوشی سی تاب ظلم کی نہ لا کر کنوین مین گر کر مر گئے باقی تمام رعایا کے تعلقات حیدرآباد جاکر
حضور مین فریادی ہوئے - علاوہ اسکی فاقہ کشی اور رہزنی رام راؤ نایک کی دالہ خانہ کوری کی شہرت سے کرتا تھا
وہ خبر بھی حضور مین تحقیق سی پہنچی لہذا سرکار سے خانہ کو برو رو طلب ہوکر جملہ تعلقات سے معزول کیا گیا چنانچہ
میر سطور بھی اسی اثنا مین یہان کی حکومت سی برطرف ہوگیا - یہ بار ثانی کی حکومت محمد علیخان لوہانی کی نزول پر
کل چار سال رہی اول کی اور یہ بار ثانی کی حکومت جملہ بارہ برس کی رہی - اعبدالرزاق مؤلف نے محمد علیخان
لوہانی کی ذکر تک بس کرکے آخر پر کہتا ہی کہ بعد حکومت منصور خان بہادر اور نواب نعمت الملک بہادر اور
راجہ بھوپال شمشیر بہادر کے انکے کار رکھتا تھا کہ پشت ... مرضیات ... تاریخ ... کا جو کہ محمد خان نے
قصبہ سرخیم ... سنہ ۱۲۴۰ مین اہل حدیث کا ورود دکن مین ہوا تھا اہل حدیث کے ورود مین بعد مولوی سلیم صاحب جیسے
مرد عالم فاضل ہندستان کی منزل شریف لا کر قیام کیا اور یہین بعض صاحب کے متقاضی ہوئے عقد بیاہ کر کے
چند روز کے بعد یہ واقع تھا بعد حکومت نواب شمس الدولہ بہادر حیدرآباد کو قیام پذیر رہا اسوقت مین مشہور
عالم مولوی کرامت علی صاحب جو حیدرآباد مین تھے اونکی قدر افزائی دربار مین تھی جامع مسجد مین درس طلبا
دیا کرتے تھے اکثر مسافرین حافظین مولویان جامع مسجد مین فروکش ہوتے تھے مولوی سلیم صاحب بھی بحالت
مسافری اسی مسجد مین فروکش ہوئے مولوی کرامت علی صاحب جس طلبا کو درس دیتے تھے اوسمین
کسیطرح کی غلطی بلفظ ہو رہی تھی تو اونکو مولوی سلیم صاحب نے تنہائی مین بہ عجز و عاجزی ایسے مواقع صحیح کو
انکشاف و تصحیح فرمایا اونہون نے تسلیم کیا اور وہی شاگرد ہوئے معلم ان ہی کو مقرر کردیا اوس زمانہ مین مبارز الدولہ
بہادر کو عربی تعلیم کیلئے ایک نئی عالم معلم کی ضرورت محسوس ہوئی تو مولوی کرامت علی صاحب نے اونکی تعریف کی
جسکی وجہ مولوی سلیم صاحب کی رسائی مبارز الدولہ بہادر تک ہوکر وہ اونکی معلم خاص مقرر ہوئے مامور ہوئے نواب
مبارز الدولہ بہادر برادر نواب ناصر الدولہ بہادر اور پابند شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگئے اور اونکی قدر
افزائی مبارز الدولہ بہادر کے پاس زیادہ بڑھ گئی تو مولوی صاحب موصوف حنفی المذہب کے پابند تھے - دلی - پشاور

لاہور۔ مدراس بمبئی۔ سورت میں اس طریقہ کے پیرو لوگ کم از کم دو لاکھ آدمی تھے قلمرو ہندوستان میں آتش
فتنہ مشتعل ہونے میں اونکی اور چند اتہامات کا اطلاق قایم ہوا اونکی خبر نواب ناصر الدولہ بہادر کو معلوم ہوئی نواب
ممدوح انکی حکم سے جمعیت کار عالی نے نواب مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ میں نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب
مقید کئے گئے زمانہ قید میں مولوی صاحب ممدوح نے کلام اللہ حفظ کرلیا چند عہدہ داروں نے اونکی علم و فضل کے لحاظ سے
اونکو قید سے رہائی کردیا پھر اونکے چند اعادی ارکان لت عہد حکومت شاہی تک شکایت کی مگر حکم گرفتاری
مولوی صاحب ممدوح جاری ہوا قبل از ورود حکم مولوی صاحب ممدوح کاٹی ناکپور علاقہ انگریزی میں چلا گئے۔ اگرچہ کہ بہت سے
دفروعات تذکرہ نزل کے سوانحات میں اون شاہ دین کا ذکر اذکار مندرج نہیں ہے اونکا حال بھی باختصار
تسوید کیا جاتا ہے حضرت سیدی محی الدین صاحب جنکو عوام سید سوکھو کہتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ اونکا اصل نام سیدی
محی الدین صاحب ہے وہ تارک الدنیا۔ اوسی مقام پر سنہ ۱۲۸۰ رحلت کئے جہاں مزار کمان دروازہ کے متصل ہے موجود
کملپوش شاہ صاحب مجذوب تھے وہ ہمیشہ نزل میں رہتے تھے اطراف واکناف صحرا میں پھرا کرتے تھے موضع
لکھمن چاندہ جو نزل سے چھ کروہ کا فاصلہ ہے وہاں سنہ ۱۲۵۷ میں رحلت کئے وہاں سے اونکو لاکر حویلی نالا جو اندرون
آبادی نزل جاری ہے اوسکے کناری پر اونکا مزار ایک حصار کے اندر واقع ہے نواب صاحب مجذوب رگنہ
سکندہ جو بکتیال کے قریب ہے۔ وہاں سے فقط بطور سیاحت نزل آگئے تھے وہ ہمیشہ برہنہ تن جسم پر کوئی کپڑا
نہیں رکھتے تھے سنہ ۱۳۱۸ میں رحلت ہوا میر محمد خان دوم تعلقدار تھے انکی تجہیز و تکفین کرایا تھا اونکا
گنبد اندرون قلعہ واقع ہے۔

تمت الرحمتہ بتاریخ ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۷ ہجری مترجم کہتا ہے کہ ابتدائے آبادی قصبہ
نزل سے ہزاروں کام اور اہم حکام اقسام کے آتے گئے جنکی تعداد ہر ایک کے عنوان سے ہویدا ہے تا قیام
قیامت صدہا بلکہ ہزار اہلکار و افسر کام روا ہوتے جائینگے کچھ خصوصیت اس نزل کی نہیں بلکہ تمامی
ولایات روی زمین کی یہی کیفیت ہے کیا چھوٹی آبادی اور کیا بڑی۔ حضرت خالق الارض والسموات

نے اس دارِ دنیا میں بڑے بڑے انقلابات لگا رکھا ہے مقدرات ایزدی میں کسی بشر کو نہ
کسی ملک کو نہ کسی جن کو طاقت تغیری ہے الا ماشاء اللہ - یہ مترجم اسوقت تاریخ مذکور پر
بہ عمر ۴۷ سال کی پہونچا ہے بدو شعور سے دیکھ رہا ہے بلکہ بچشم دید حالت یہ ہے کہ مرزا ابراہیم بیگ
مبارز الملک ظفر الدولہ دہونسہ کے عہد حکومت میں تو بہت کچھ رونق اور شوکت کیا تھا آبادی
نرل کی ہوگی میرے ایام طفلی میں اس مقام نرل پر ہزار دو ہزار کی فوج رہتی تھی چنانچہ بدین تفصیل
یعنی معہ توپخانہ ایکہزار سوار پانسو روہلے دو سو خاص افغانستان کے اعراب خاص عرب حضرموت
اور یمن کے پانسو اور متفرق دکن کے دو تین سو - باین ہمہ نرل بہت ہی عزیز و شاداب
و آباد دکھتا تھا نرل بلحاظ اپنے قلعہ جات اور آبادی و آثار قدیم کے ایک ایسا مقام ہے کہ بمقابلہ
اسکے شاید ہی اور دوسرے کسی مقام کو تاریخی حیثیت حاصل ہو تو ہو اہل فرنگ ابتک اس کے
قلعہ جات اور عمدہ مواقع جنگ کے خوبیون پر ریجھے ہوے ہین -
نرل ضلع کا ہیڈ کوارٹر ہونے کے قابل ہے - مگر نہ معلوم جدید ضلع بندی کی رو سے (جن کا دن)
مستقر ضلع بیتا پکسومہ سے قرار دیا گیا ہے -
ویران جگہ پر نئی آبادی اور وہ آبادی بھی ضلع کی حیثیت سے قائم کرنا بمقابلہ ایک ایسے شہر کے جسکے در و
بام سے تاریخی وقعت ٹپک رہی ہے اور ادنی و اعلی متفق اللسان اسکو رفق لینے پر زور دے
رہا ہے سچ ہے نرل کے گرداگرد خندق پانی سے لبالب اور اسکے حوالے کمیش میل دو میل کے فاصلہ پر
کل بارہ ۱۲ تالاب پانی سے بھرے ہوے - ارزانی بھی ہر شے کی خاطرخواہ ایک صرف روپے
پیسے کی قلت اور محتاط تھا اب اسوقت یہ ہے تو ایک جوان نہیں پانسو عرب سے پچیس عرب
دو سو روہلے سے دو روہیلہ پانسو سوار سے پانچ سوار رہ گئے اس قلت تا نیر گرانی ہر شے کی بدرجہ کمال
اسکو انقلاب کہتے ہین فی الوقت نرل کی حالت وزرک حشمت دہونسہ جان اللہ اسوقت سنہ ۱۳۲۷ھ

نرمل کی آبادی کی قطع اور وضع دیگر آبادیوں سے قابل تحسین ہے مین نے اس عرصہ مدت عمر مین اپنے
بہت سارے شہر اور قصبات دیکھے ہین مگر ایسی آبادی کہین نہین دیکھی اسکی صورت آبادی سے عیان
ہے کہ یہ مقام بہت ہی محکم اور جنگی ہے دور دور اطراف مین قلعہ جات برپا کر رکھا ہے۔ دیکھنے سے
تعلق ہے (شنیدہ کے بود مانند دیدہ) اسکے دروازہ شہر پناہ کے قابل دید ہین۔ اسکی زمین مردانہ خیز
ہے۔ اسکے پہاڑونکے دیکھنے سے بہادری نمایان ہے مگر ایسا مقام اسوقت انقلاب مین آگیا ؛
ان للہ وانا الیہ راجعون سچ ہے قال اللہ تعالیٰ تلک الایام نداولہا بین الناس۔ اس
دار فانی مین ہر ایک شی کو تغیر تبدل لگا ہے بلکہ فنا بحکم قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان کیا انسان اور
کیا حیوان اور کیا آسمان اور کیا زمین اور کیا زمان سب فانی اللہ باقی۔ دکن۔ ارض دکن چونکہ دار السلطنت
دلی سے جانب جنوب واقع ہے اور زبان ہند مین سمت جنوب کو دکن کہتے ہین لہذا یہ خطہ دکن ہمارا
ملک دکن کے نام سے تمامی اقالیم دنیا مین مشہور اور زبان زد خلایق ہوگیا اقسام ارض دکن یہ
تین قسم او وصف ثلاثہ پر مشیت ایزدی قضائے سرمدیہ سے منقسم ہے (۱) ایک تو مرہٹواڑی اس خطہ
کی زبان مرہٹی دوسرے تلنگانہ یہان کی زبان تلنگی تیسرا کرناٹک اسکی بولی کنڑی جیسے یہ ہر سہ خطے مختلف
اللسان ہین علی ہذا تخلیق انسانی اور وضع اور لباس اور غذا بھی ہر ایک کے باہم متباین اور متضاد ہے
مرہٹواڑی کے اضلاع مین پیداوار بکثرت گیہوں اور جوار اور چنا اور لاک۔ اور بانا۔ اور نور اس سرزمین کا
آدمی تنومند اور قوی جثہ مرد اور عورت ہر دو بدرجہ مساوی ملاحت صورت یک لخت کافور جلی ہوا
(۲) کرناٹک کے انسان بھی کیا عورت کیا مرد درشت اور سخت زبان اس خطہ کی زمین مین
پیداوار بافراط باجرا اور جوار۔ اور موٹھ اور تور وغیرہ۔ ان ہر دو خطون مین شالی کی پیدایش
بہت کم (۳) خاص بموسم بارش مین کسیقدر ہو جاتی ہے۔ تلنگانہ مین پیداوار زیادہ شالی کی او
اس خطے مین ذریعہ آب پاشی کے بہت اچھی طرح سے مین زمانہ سلف کی مدبرین و مجوزین

معاش نے صدہا بلکہ ہزارہا تالاب تیار کرواکے بارش کے پانی کو روک لیا اور زمین اس خطۂ
تلنگ کی ریتیلی ہے لہذا بہا لکھے :یا زمین زراعت دو فصلہ ہوتی ہے بارش کی زراعت کو آبی کہتے ہین
گرما کی کاشت کو تابی اس قسم کی کشاورزی سے یہانکے دہاقین و مزارعین کو سکے بارہ مہینے مشقت
زراعت سے فرصت نہین بغیر اسکے مفر نہین اور یہان باغات کا رواج کم ہے ترکاری اور بقولات
جو بولیتے ہین اسی کو باغات کہکر تشاد رہتے ہین۔ جسکو فی الحقیقت باغات کہتے ہین اسم بامسمّٰی
جسمین فواکہ اور میوہ جات ہوتے ہین کوسون باغ لگانے کا رسم مرہٹواڑے مین ہے بجام اور انگور اور
کونلے اور سنترے اور انار اور ترپوزا اور بہی او زعین الناس اور لیموں یہ مرہٹواڑے مین اور کسی قدر
کرناٹک مین تلنگانہ مین بہت ہی کم۔ کرناٹک اور مرہٹواڑے مین ترشی تمر ہندی کی نہین کھاتے مین
کیونکہ ان ہر دو خطو نمین روٹی کی غذا ہے پس اس روٹی کے ساتھ ترش کی ترکاری موزون اور مناسب
نہین اور ان ہر دو خطونمین باینکے ذرایع ندی نالو نسے ہین زمین سیاہ رنگ کی مگر زرخیز اور
ایک قصلیہ تلنگانہ کی زمین صفراوی ہے اسلئے بہ حکمت کاملہ الٰہی تمر ہندی کے اشجار بکثرت
بغیر اونکے استعمال کے گزیر نہین بڑے بڑے مدعیان ولایت ترشی سے نفرت کرنیوالون کو
ترش کھائے بنگ چارہ نہین اور یہان کی صلعت بحکم آیہ شریف خلق الانسان ضعیفًا
ضعیف زنان تلنگ کی تخلیق پر صرف ضعف ہے ضعف نہین صباحت و ملاحت بیشتر رنگت
میں ہر سہ خطے مساوی کوئی سرخ رنگ کوئی سبز رنگ کوئی سیاہ فام مگر سیاہی ایسی نہین
جیسے زنگستان او حبشستان کی سرخی اور سفیدی ایسی نہین جیسے ولایت چین اور فرنگ کی
مسترجم مین نے چند سال کے پہلے اس اپنے اقلیم دکن کی حالات اور وطن کے
واقعات کو بہت ہی بسط کے ساتھ قلمبند کرکے سہ نثر دکن کے نام سے موسوم کیا ہون
چند نغول بھی اوسکے ہوچکے تھے مگر کہ باعث میری بے استطاعتی کے طبع نہو سکا اسلئے

اس مقام پر بہت سے

خطوں کی حالات کی تفصیل کو

ضرور نہیں جانا کیون کہ ؎

کار دنیا کسی تمام نکرد ہر چہ گیرید مختصر گیرد

الحمد للہ حسب وعدہ یہ تذکرہ کار خیر ختم ہوا ورنہ عادات

منافقانہ سے بحکم حدیث شریف اذا وعد اخلف

نہو۔

تمت تمام شد

بقلم نجابت علی غفرلہ